حصہ اوّل

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سیرتِ غوثِ اعظم

مرتب

علامہ نذر محمد قادری

کتب خانہ حاجی نیاز احمد
ناشران تاجران کتب
اندرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: 571218

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے اللہ! تیری ذات بے مثل و یکتا ہے اور اس جہان میں تجھ سا عظیم کوئی نہیں تیری عظمتوں کا ڈنکا اس جگ میں چار سو ہے۔ تو نے حضرت انسان کو اس لئے بنایا تھا کہ یہ تا دم آخر تیری عظمتوں کا بول بولا کرتا رہے تیری عنایات کے گن گاتا رہے تیری محبت کا تاج ہر دم اپنے سر پر سجائے پھرے مگر یہ ہر کسی کو نصیب نہ ہوا کہ وہ دنیا میں تیرا بندہ کہلوائے بلکہ تیری نگاہ عنایت کا اور تیرے جلال و اکرام کا وہی حقدار ہوا جو دنیا کا سب کچھ لٹا کر تیری محبت کا طالب ہوا، اسے سوائے اس کے کچھ غرض ہی نہ تھی کہ نگاہ باطن میں تو اسے ہر گھڑی نظر آئے، وہ سر جھکائے تو خود کو تیری محبت میں کھویا ہوا پائے، وہ سر اٹھائے تو نگاہ باطن میں تو ہی اسے نظر آئے وہ جس طرف بھی دیکھے اسے تیری ذات کے سوا اور کچھ بھی بھلا نہ لگے۔ غرضیکہ جنہوں نے تیری محبت کو اپنے تن من میں بسا لیا تو پھر تو ہی انکی نگاہِ ناز پر ظاہر ہوا تو ہی ان کی گفتار میں بولا وہ جدھر چلے تیری عظمتوں کے چرچے کرتے گئے انہی کو زندگی کا اصل راز ملا، وہ تیرے بندے بڑے قلیل ہیں اگرچہ صدیاں گزر گئیں مگر آج بھی انکے نشان تیری محبت کی خوشبو پھیلا رہے ہیں وہ کون تھے کہاں سے آئے۔ جن پر تو بے حجاب ہوا جو آج بھی تیری محبت کے آثار ہیں۔ وہ چند تیرے بندے ہیں جو تیرے بنے اور تو ان کا بنا انہی بندوں میں سے ایک تیرے عظیم ولی کا نام حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔

آج دنیا میں ان کے نام کا چرچا مخلوق خدا کی زبان پر جاری ہے مگر کتنے لوگ ہیں جن کو یہ معلوم ہے کہ یہ عظیم ولی کہاں پیدا ہوا۔ کہاں کہاں سے علم کی پیاس بجھائی اور کہاں اللہ کی محبت میں زندگی کے شب و روز گزار گیا، وہ زندگی کے کون سے کٹھن مراحل تھے، جنہیں وہ تیری محبت کی بنا پر بلا چون و چرا برداشت کرتا گیا اس مقصد کی خاطر یہ تیرے ایک برگزیدہ بندے کی وہ داستان ہے جو اہل دنیا کے سامنے ہے۔ ان کے حالات مختلف کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں اس ضرورت کے پیش نظر میرے محترم دوست جناب علامہ نذر محمد قادری کے دل میں ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی خواہش اس وقت پیدا ہوئی جب وہ ان کے مزار پر حاضر ہوئے، وہ جتنے دن بھی وہاں رہے ان کے دل میں یہی خواہش کروٹیں لیتی رہی......

اے اللہ! وطن واپس جا کر تیرے اس برگزیدہ ولی کی زندگی کے بارے میں اپنے قلم سے عقیدت کے پھول نچھاور کروں۔

اللہ کی عطا کردہ توفیق سے انہوں نے اس کتاب کو تالیف کیا جو آج آپ کے سامنے ہے اگرچہ اس کتاب کا مواد مختلف کتابوں سے جمع کیا گیا ہے مگر اس مواد کے جمع کرنے میں صرف اس لگن کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کے ہر اس گوشہ کو ان کے چاہنے والوں پر آشکار کیا جائے جس میں تیری محبت جلوہ گر ہے اور میرے خیال کے مطابق انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسے خوب نبھایا ہے۔

اے ہمارے رب! اپنی بارگاہ سے ہم پر رحمتیں نازل فرما اور کتاب کو جو کہ تیرے ولی خاص کی سوانح حیات پر مشتمل ہے اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما......آمین

احقر

محمد یاسر

آباء و اجداد

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباء واجداد سادات عظام سے تھے گھرانہ سادات کی عظمت زمانے بھر میں مشہور ہے کیونکہ خاندان سادات کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے اس لئے سیّد معزز اور مکرم ہیں آپ کے نانا جان حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اس دور کے عرفاء کاملین میں ہوتا ہے آپ کے والد سیّد ابوصالح بھی یکتائے زمانہ اولیاء کرام سے تھے اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اُم الخیر فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اور آپ کی پھوپھی سیّدہ عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بھی عارفات اور صالحات سے تھیں تعارف کے طور پر ان مقدس افراد کے بارے میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔

حضرت عبد اللہ صومعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیلان کے مشائخ کرام اور اہل تقویٰ حضرات سے تھے آپ بڑے عابد و زاہد منکسر المزاج اور صاحب فضل و کمال تھے آپ کی سخاوت جیلان بھر میں مشہور تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ بڑے روشن باطن کے مالک تھے اسلئے آپکی کرامات مشہور زمانہ تھیں آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے اگر کسی پر غصہ آجاتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ آپکے غصہ کی وجہ سے اس پر غضب فرماتا اسی طرح اگر کسی پر شفقت فرماتے اور اس کیلئے کلمۂ خیر فرماتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر اس کو جزا عطا فرماتا آپ ضعیفی اور کبرسنی کے باوجود بکثرت نوافل پڑھا کرتے تھے انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ ذِکر میں مشغول رہتے تھے۔

آپ اکثر امور کے واقع ہونے سے پہلے ان کی خبر دے دیا کرتے تھے اور جس طرح آپ انکے رونما ہونے کی اِطلاع دیتے تھے اسی طرح ہی واقعات رونپذیر ہوتے تھے۔ (قلائد الجواہر)

کرامت

حضرت ابوعبداللہ قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ان کے کچھ ارادت مند ایک تجارتی قافلے کے ساتھ سمرقند جا رہے تھے جب ایک لق و دق صحرا میں پہنچے تو مسلح ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کر دیا حضرت کے مریدوں کے منہ سے بے اختیار یا شیخ صومعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نکل گیا معاً دیکھا کہ شیخ عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انکے پاس کھڑے ہیں اور باآواز بلند فرما رہے ہیں......

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰهُ تَفَرَّقِيْ يَا خَيْلُ عَنَّا (ہمارا اللہ پاک اور بے عیب ہے اے گھڑسوارو! دُور ہو جاؤ ہم سے۔)

شیخ کی آواز سنتے ہی ڈاکو بھاگ کھڑے ہوئے اور قافلہ بالکل محفوظ رہا۔ اہل قافلہ نے اب شیخ کو تلاش کرنا شروع کیا مگر وہ کہیں نظر نہ آئے جب یہ قافلہ وطن واپس آیا اور لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو سب نے حلفاً بیان کیا کہ شیخ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جیلان سے کہیں باہر نہیں گئے اور ہم انہیں یہیں دیکھتے رہے اسی طرح شیخ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد کرامات لوگوں میں مشہور تھیں۔

سیّدہ عائشہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا)

سیّدہ عائشہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پھوپھی جان تھیں آپ کا نام مبارک عائشہ اور کنیت ام محمد تھی۔ آپ بہت بڑی عابدہ، عارفہ، پاکباز اور صالح خاتون تھیں مشکل کے وقت لوگ ان سے دعا کراتے تھے اور برکت حاصل کرتے تھے۔ ایک دفعہ جیلان میں سخت قحط سالی تھی لوگ دعائیں مانگ مانگ کر عاجز آگئے لیکن بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسا، نماز استسقاء بھی ادا کی مگر بارش نہ ہوئی آخر کار سیّدہ عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بارگاہِ ربّ العزت میں بارش کیلئے دعا مانگنے کی درخواست کی سیّدہ عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے اسی وقت گھر کے صحن میں جھاڑو پھیری اور پھر نہایت خشوع وخضوع سے دعا مانگتے ہوئے عرض کی، بارالٰہی! جھاڑو تو تیری ناچیز بندی نے پھیردی ہے اب چھڑکاؤ تو کردے۔ ابھی یہ الفاظ ان کے منہ میں ہی تھے کہ بادل چھانے لگے اور آناً فاناً اس زور کی بارش ہوئی کہ لوگ بھیگتے ہوئے گھروں سے نکلے۔

حضرت سیّدہ عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا وصال جیلان میں ہی ہوا اور انہیں وہیں سپردخاک کیا گیا۔

حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کا اسم گرامی حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ہے آپ کے جنگی دوست مشہور ہونے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کو جنگ و جہاد سے بہت انس تھا اس لئے لوگ آپ کو جنگی دوست کہنے لگے مگر ریاض الحیات میں لکھا ہے کہ آپ اپنے نفس سے ہمیشہ جہاد فرماتے تھے اور نفس کشی کو تزکیہ نفس کا مدار سمجھتے تھے چنانچہ اس مجاہدۂ نفس میں آپ نے مکمل ایک سال تک قطعی کھانا پینا ترک فرمادیا تھا ایک سال گزر جانے کے بعد جب ذرا یہ خواہش محسوس ہوئی تو ایک شخص نے عمدہ غذا اور ٹھنڈہ پانی لاکر پیش کیا آپ نے اس ہدیہ کو قبول فرمالیا لیکن اسی وقت فقراء کو بلاکر انہیں تقسیم کردیا اور اپنے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تیرے اندر ابھی غذا کی خواہش پائی جاتی ہے تیرے واسطے تو نان جو اور گرم پانی بھی بہت ہے اسی کیفیت میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمایا آپ پر سلام ہو خدائے قدیر نے آپ کے قلب کو جنگی اور آپ کو اپنا دوست بنالیا ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ افطار کروں حضرت خضر علیہ السلام کیساتھ جس قدر کھانا تھا اس کو آپ نے تناول فرمایا جبھی سے آپکا لقب جنگی دوست ہوگیا۔ موسیٰ اسم شریف ہے ابو صالح کنیت ہے آپ کا چہرۂ مبارک آئینۂ انوار ربانی کا مرقع تھا۔

جس محفل میں آپ رونق افروز ہوتے وہ محفل منور ہوجاتی تھی زبان میں بلا کی فصاحت اور شیرینی تھی جب تک آپ وعظ کا سلسلہ جاری رکھتے حاضر سوائے انتہائی مجبوری کے مجلس وعظ سے جنبش نہیں کرتے تھے اکثر وبیشتر آپ فرمایا کرتے تھے، میں خدا کا بندہ ہوں اللہ کے بندوں کو محبوب رکھتا ہوں ربّ تبارک وتعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو خلاف شریعت امور سے احتراز کرو جب کسی محفل میں حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی واسم گرامی آجائے تو دُرود شریف کا نذرانہ پیش کرو کسی وقت اللہ تعالیٰ کو نہ بھولو ہر آن پروردگار عالم کو سمیع وبصیر جانو۔

نکاح کا واقعہ

جوانی کے عالم میں آپ کا نکاح سیّدہ فاطمہ (رحمۃ اللہ تعالی علیہا) سے ہوا نکاح کی روایت یوں بیان کی جاتی ہے کہ عنفوان شباب میں سیّد ابوصالح اکثر ریاضت وعبادت میں مشغول رہتے تھے ایک دفعہ دریا کے کنارے عبادت کر رہے تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے تین دِن گزر چکے تھے۔ ناگہانی ایک سیب دریا میں بہتا ہوا دکھائی دیا، بسم اللہ کہہ کر اسے پکڑ لیا سیب کھانے کے بعد دل نے آواز دی اے ابوصالح! معلوم نہیں اس سیب کا مالک کون ہے تو نے بغیر اجازت اسے کھا کر امانت میں خیانت کی ہے۔

یہ خیال آتے ہی کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دریا کے کنارے کنارے پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل دیئے کئی دن کے سفر کے بعد آپ کو لب دریا ایک وسیع باغ نظر آیا اس میں سیب کا ایک تناور درخت تھا جس کی شاخوں سے پکے ہوئے سیب پانی میں گر رہے تھے سیّد ابوصالح کے دل نے شہادت دی کہ جو سیب میں نے کھایا ہے وہ اسی درخت کا ہے لوگوں سے باغ کے مالک کا پتا دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس کے مالک حضرت سیّد عبداللہ صومعی (رحمۃ اللہ علیہ) رئیس جیلان ہیں فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا ماجرا بیان کیا اور بصد ادب بلا اجازت سیب کھا لینے کیلئے معافی کے خواستگار ہوئے۔

سیّد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ خاصان خدا میں سے تھے سمجھ گئے کہ یہ نوجوان بھی اللہ کا خاص بندہ ہے دل میں تڑپ اٹھی کہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں قربِ الٰہی کے مدارج طے کراؤں فرمایا دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور مجاہدۂ نفس کرو پھر سیب معاف کرنے کے متعلق سوچوں گا۔ حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے رضائے الٰہی کی خاطر فوراً یہ شرط منظور کر لی اور دس سال بعد سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں عفوِ خطا کیلئے حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا نہیں ابھی اور دو سال میری خدمت میں رہو پھر تمہارے متعلق سوچیں گے سیّد ابوصالح نے یہ دو برس بھی نہایت خوشی سے گزار دیئے کہ شیخ عبداللہ کی صورت میں انہیں ایک رہبر کامل میسر آ گیا تھا بارہ سال کی طویل مدت ختم ہوئی تو حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بلا کر فرمایا اے فرزند! تو آزمائش کی کسوٹی پر پورا اترا ہے لیکن ابھی ایک اور خدمت باقی ہے وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے جو پاؤں سے لنگڑی، ہاتھوں سے لنجی اور کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے اس بے چاری کو اپنے نکاح میں قبول کر لو تو میں سیب تمہیں بخش دوں گا۔

حضرت ابوصالح نے سیّد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات بھی بسر وچشم منظور کر لی اور اس طرح سیّد فاطمہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا) بنت سیّد عبداللہ صومعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا ان سے نکاح ہوگیا۔ شادی کے بعد جب سیّدہ فاطمہ کا سامنا ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے تمام اعضاء صحیح وسالم ہیں اورانہیں اللہ تعالیٰ نے کمال درجہ کے حسن ظاہرہ سے متصف فرمایا ہے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید کوئی اورلڑکی ہے اسی وقت باہر نکل گئے صبح شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بحال پریشان حاضر ہوئے وہ اپنی فراست باطنی سے سب کچھ جان گئے تھے فرمایا اے بیٹے! جو صفات میں نے اپنی بچی کی تم سے بیان کی تھیں وہ سب صحیح ہیں...... آج تک اس نے کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی اس لئے اندھی ہے، آج تک اس نے خلاف حق کوئی بات نہیں سنی اس لئے بہری ہے، آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا اس لئے لنگڑی ہے اور آج تک خلاف شرع اس نے کوئی کام نہیں کیا اس لئے لنجی ہے۔ شیخ ابوصالح بھی سمجھ گئے اور ان کے دل میں اپنی بیوی کیلئے کمال درجہ کی محبت وعزت پیدا ہوگئی اس طرح بخیر وخوبی ان دونوں پاکباز ہستیوں کی رفاقت حیات کا آغاز ہوا۔

آپ کے عہد حیات میں القادر باللہ ابوالعباس اور القائم بامر اللہ ابوجعفر عباسی خلفائے بغداد میں سے تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔

خاندانی عظمت

سیرتِ غوثِ اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میں لکھا ہے کہ حضرت غوثِ اعظم شیخ جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار کتنے بڑے جلیل القدر رہنما اور مرشد کامل تھے جان بھی کو عزیز ہوتی ہے لیکن وقت کا وہ مرد حق پرست جان جیسی عزیز چیز کو حق کی راہ میں قربان کردینے کا عزم محکم کر چکا تھا اسکی خدا اور رسول سے دوستی اور مذہب سے سچی محبت کا بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ جہاں ایک طرف سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار خاصان خدا میں سے تھے وہیں آپ کی والدہ ماجدہ وقت کی انتہائی پاک سیرت خاتون اور تقویٰ وطہارت کی بے نظیر مجسمہ تھیں جن کا نام فاطمہ اور کنیت ام الخیر تھی یہ نام ہی اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ تمام اقسام خیر کی مکمل تفسیر تھیں اور بھلا کیونکر نہ ہوتیں جبکہ انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے زاہد وقت سے فضائل ومحاسن اور فیوض وبرکات کی گراں مایہ دولت کے حصول میں پورے حوصلہ سے کام لیا تھا جو ایک طرف اگر رئیسان جیلان میں شمار کئے جاتے تھے تو دوسری جانب ان کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، فیض ظاہری وباطنی کی جیلان کے ہر نگر اور ہر شہر میں دھوم مچی تھی۔

ابتدائی حالات

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نجیب الطرفین سیّد ہیں جیسا کہ پہلے بیان کر دیا گیا ہے کہ آپ کے والد کا نام سیّد ابو صالح موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام الخیر فاطمہ ہے اور ان کا لقب امۃ الجبار تھا۔

نام و کنیت

حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام سیّد عبدالقادر جیلانی ہے، کنیت ابو محمد ہے، لقب محی الدین ہے مگر عامۃ المسلمین میں آپ محبوب سبحانی، غوث الثقلین اور غوث الاعظم کے نام سے مشہور ہیں۔

سلسلہ نسب

آپکا سلسلہ نسب والد ماجد کی طرف سے گیارہ واسطوں اور بواسطہ مادر محترمہ چودہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ آپ والد ماجد کی نسبت سے حسنی ہیں اور سلسلہ نسب یوں ہے۔

سیّد محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سیّد عبداللہ بن سیّد یحیٰی زاہد بن سیّد محمد عبداللہ محض بن سیّد امام حسن مثنیٰ بن سیّد امام حسن بن سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ والدہ ماجدہ کی نسبت سے حسینی ہیں اور سلسلہ نسب یوں ہے۔

سیّد محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن امۃ الجبار بنت سیّد عبداللہ صومعی بن سیّد ابو جمال بن سیّد محمد بن سیّد محمود بن سیّد ابوالعطا بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سیّد ابو علاء الدین محمد جواد بن امام سیّد علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر ابن زین العابدین بن امام ابو عبداللہ حسین بن امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جناب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عالی مرتبت نسب کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

آں شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است | دراصل صحیح النسبین از طرفین است
از سوئے پدر تا بحسن سلسلہ است | وز جانب مادر دریائے حسین است

وہ بڑے مرتبے والے بادشاہ جو غوث الثقلین کے نام سے مشہور ہیں وہ حقیقت میں نسب کے لحاظ سے نجیب الطرفین سیّد ہیں والد ماجد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

اصلی وطن

آپ کا اصلی وطن قصبہ نیف علاقہ گیلان بلاد فارس ہے عرب کے لوگ اسی کو جیل اور جیلان کہتے ہیں کیونکہ عربی میں گیلانی کے گ کو بدل کر جیلان لکھا جاتا ہے اس طرح آپ کو گیلانی یا جیلانی جو کچھ بھی کہا جائے درست ہے یہ طبرستان کے پاس ہے کیونکہ علاقہ جیل کے باشندوں کو عام طور پر جیلی کہا جاتا ہے مشہور عالم فاضل حضرت ابوالفضل احمد بن صالح جیلی اسی علاقہ جیل کے رہنے والے تھے عجیب بات یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قصیدہ غوثیہ میں اپنے آپ کو جیلی فرمایا ہے۔

اَنَا الْجِیْلِی مُحی الدِّیْنُ اِسْمِیْ وَ اَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَال

یعنی میں جیل کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے

اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں میں گڑے ہوئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ جیل، گیل، گیلان، جیلان سب ایک ہی علاقہ کے نام ہیں اس لئے حضرت کو کسی نام سے بھی منسوب کیا جائے تو غلط نہ ہوگا دنیائے اسلام میں عام طور پر آپ کو گیلانی یا جیلانی ہی کہا جاتا ہے۔

بشاراتِ اولیاء قبل از پیدائش

آپکی ولادت سے بہت عرصہ پہلے اولیائے کبار نے آپکی پیدائش بلند شان اور ممتاز مقام کی بشارات دی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ المشائخ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دو سو سال پہلے گزرے ہیں۔ ایک دن مراقبہ میں تھے کہ یکا یک انہوں نے سر اٹھایا اور فرمایا مجھے عالم غیب سے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے وسط میں سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اولاد اطہار میں سے ایک قطب عالم ہوگا جس کا لقب محی الدین اور اسم مبارک سیّد عبدالقادر ہے اور وہ غوث اعظم ہوگا اور گیلان میں پیدائش ہوگی ان کو خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد اطہار میں سے ائمہ کرام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ اوّلین وآخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر میرا قدم ہے کہنے کا حکم ہوگا۔ (تفریح الخاطر)

حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ ابو محمد بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے بوقتِ وصال اپنا جبہ مبارک حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر کے وصیّت کی کہ یہ امانت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچا دینا کہ میرے بعد آخر صدی پنجم میں ایک بزرگ ہوں گے۔ شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ جبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچایا انہوں نے شیخ ونوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کیا اس طرح یہ مقدس امانت منتقل ہوتے ہوتے ایک عارف باللہ کے ذریعے شوال ۴۹۷ ھ میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچ گئی یعنی حق بحقدار رسید۔ (مخزن القادریہ)

شیخ محمد شبنکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد سے سنا کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں...... حضرت معروف کرخی، امام احمد بن حنبل، حضرت بشر حافی، حضرت منصور بن عمار، حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت سہیل بن عبداللہ تستری، حضرت عبدالقادر جیلانی...... (رحمہم اللہ تعالیٰ)

میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ عبدالقادر ایک عجمی صالح مرد ہوگا اس کا ظہور پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ہوگا اور اس کا قیام بغداد میں ہوگا۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ محمد مسلمه بن نعمة السروجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ سے کسی نے پوچھا کہ اس وقت قطب وقت کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قطب وقت اس وقت مکہ مکرمہ میں ہیں اور ابھی وہ لوگوں پر مخفی نہیں انہیں صالحین کے سوا دوسرا کوئی نہیں پہچانتا۔ نیز عراق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ عنقریب ایک عجمی شخص جس کا نام نامی اسم گرامی عبدالقادر ہوگا ظاہر ہوگا جن سے کرامات اور خوارق عادات بکثرت ظاہر ہوں گے اور یہی وہ غوث اور قطب ہوں گے جو مجمع عام میں قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرمائیں گے اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے تمام اولیائے وقت آپ کے قدم کے نیچے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی ذات بابرکات اور ان کی کرامات کی تصدیق کرنے کی وجہ سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا۔ (قلائد الجواہر)

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد بن احمد سعید بن زریع الزنجانی قدس سرہ النورانی نے اپنی کتاب روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر کے باب ششم میں ان مشائخ کا جنہوں نے حضرت سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قطبیت کے مرتبہ کی شہادت دینے کا تذکرہ فرمایا ہے...... ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ سے پہلے اولیاء الرحمٰن میں سے کوئی بھی حضرت کا منکر نہ تھا بلکہ انہوں نے آپ کی آمد کی بشارت دی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے زمانہ مبارک سے لیکر حضرت سیّد محی الدین قطب سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ مبارک تک بالوضاحت آگاہ فرمادیا ہے کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خبر دی ہے۔ (تفریح الخاطر)

حضرت شیخ خلیل بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ایک صاحب کشف بزرگ گزرے ہیں ایک دن مجلس میں درس دے رہے تھے کہ یکا یک ان پر کشفی حالت طاری ہوئی اور فرمایا کہ اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ سرزمین عراق میں پانچویں صدی کے آخر میں ظاہر ہوگا دین حق کو اس کے دم سے فروغ ہوگا وہ اپنے وقت کا غوث ہوگا۔ خلق خدا اس کا اتباع کرے گی اور وہ جملہ اولیاء و اقطاب کا سردار ہوگا حضرت شیخ خلیل بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت مدت پہلے وفات پائی۔ (اذکار الابرار)

حضرت ابو عبد اللہ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت امام یعقوب ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ میرے مرشد نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سے کئی سال پہلے انہوں نے شیخ المشائخ ابو عبداللہ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ زمانہ قرب میں ایک بزرگ کا ظہور سرزمین عراق میں ہوگا جو اللہ کا خاص بندہ ہوگا اور اس کا نام عبدالقادر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام اولیاء اللہ کا سرتاج بنایا ہے۔ (اسرار المعانی)

حضرت ابو بکر ہوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ ابو محمد بطائحی بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت مسعود سے چھتیس سال پہلے رمضان المبارک ۴۳۸ھ میں شیخ زمانہ حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مجلس میں وعظ فرما رہے تھے کہ یکا یک ان پر حالت کشف طاری ہوئی اور انہوں نے فرمایا کہ لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ وہ زمانہ بہت قریب ہے جب عراق میں ایک عارف کامل پیدا ہوگا اس کا اسم گرامی عبدالقادر ہوگا اور لقب محی الدین ہوگا ایک دن وہ حکمِ الٰہی سے فرمائے گا...... قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ یعنی میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ (اذکار الابرار)

شیخ ابو احمد عبد اللہ الجونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ ابو احمد عبداللہ الجونی الملقب بالحقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۶۸ھ میں کوہ حرد میں اپنی خلوت میں ارشاد فرمایا کہ عنقریب بلاد عجم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی کرامات اور خوارق کی وجہ سے بہت شہرت ہوگی اس کو تمام اولیاء الرحمٰن کے نزدیک مقبولیت تامہ حاصل ہوگی اس کے وجود با وجود سے اہل زمانہ شرف حاصل کریں گے اور جو اس کی زیارت کرے گا نفع اٹھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار)

ولادت و بشارات ولادت

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصبہ جیلان میں یکم رمضان بروز جمعۃ المبارک ۴۷۰ھ مطابق 1075ء کو پیدا ہوئے

مناقب معراجیہ کی روایت ہے کہ سیّدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک بوقتِ ولادت مہرِ درخشاں کی طرح روشن تھا۔

امام حافظ بن کثیر دمشقی اپنی تصنیف البدایہ والنہایہ میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن ولادت ۴۷۰ھ لکھتے ہیں اور امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب کسی نے آپ کے سال ولادت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ مجھ کو صحیح طور پر تو یاد نہیں البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا تھا اسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب تمیمی کا وصال ہوا اور یہ ۴۸۸ھ تھا اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی اس حساب سے آپ کا سن ولادت ۴۷۰ھ ہوا۔

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفحات الانس کے اندر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب سے لیا ہے اور بعد کے جملہ سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر نفحات ہی سے ماخوذ ہیں اسی وجہ سے عام لوگوں کی رائے یہی ہوگئی کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن ولادت ۴۷۰ھ ہے بعض مورخین نے اس سے اختلاف کیا ہے مگر بیشتر اہل تحقیق نے اسے ہی تاریخ ولادت قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حیرت انگیز واقعات

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت مسعود کے وقت بہت سے حیرت انگیز واقعات ظہور پذیر ہوئے سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جب آپ رونق افروز عالم ہوئے اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی عمر ساٹھ سال کی تھی جو عام طور پر عورتوں کا سن یاس ہوتا ہے اور ان کو اولاد سے نا اُمیدی ہو جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ اس عمر میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے بطن مبارک سے ظاہر ہوئے۔

مناقب غوثیہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کے وقت غیب سے پانچ عظیم الشان کراماتوں کا ظہور ہوا۔

1 ...... جس رات آپ پیدا ہوئے اس رات آپکے والد ماجد حضرت سیّد ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ سرورِ کائنات، فخر موجودات، منبع کمالات، باعث تخلیق کائنات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوۃ والتسلیمات بمعہ صحابہ کرام، ائمۃ الہدیٰ اور اولیاء عظام علیہم الرضوان ان کے گھر جلوہ افروز ہیں اور ان الفاظ مبارکہ سے ان کو خطاب فرمایا اور بشارات سے نوازا......

اے صالح! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو ولی ہے وہ میرا بیٹا ہے وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور عنقریب اس کی اولیاء اللہ اور اقطاب میں وہ شان ہوگی جو انبیاء و مرسلین میں میری شان ہے۔

غوث اعظم درمیان اولیاء   چوں محمد درمیانِ انبیاء

۲......حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے تو آپ کے شانہ مبارک پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نقش موجود تھا جو آپ کے ولی کامل ہونے کی دلیل تھا۔

۳......آپ کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے عالم خواب میں بشارت دی کہ جولڑکا تمہارے ہاں پیدا ہوگا سلطان اولیاء ہوگا اس کا مخالف گمراہ اور بددین ہوگا۔

٤......جس رات حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ہوئی اس رات جیلان شریف کی جن عورتوں کے ہاں بچہ پیدا ہوا، ان سب کو اللہ کریم نے لڑکا ہی عطا فرمایا اور فرمایا ہر نومولود لڑکا اللہ کا ولی بنا۔

۵......آپ کی ولادت ماہِ رَمَضانُ المبارک میں ہوئی اور پہلے دِن ہی سے روزہ رکھا۔ سحری سے لیکر اِفطاری تک آپ والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف غوث اعظم کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزندارجمند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان میں دن بھر دودھ نہ پیتا تھا ولادت کے دوسرے سال ابر آلود ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رمضان شریف کا چاند دکھائی نہ دیا اس لئے لوگوں نے میرے پاس آکر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق دریافت کیا کہ انہوں نے دودھ پیا ہے کہ نہیں! تو میں نے ان کو بتایا کہ میرے فرزند نے آج دودھ نہیں پیا بعد ازیں تحقیقات کرنے پر اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا کہ اس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی یعنی اس دن روزہ تھا۔

زمانۂ رضاعت

آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ پورے زمانہ رضاعت میں آپکا یہ حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپ دودھ پیتے رہتے تھے لیکن جونہی رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ دِن کو دودھ کی بالکل رغبت نہ فرماتے تھے اور رمضان شریف کا پورا مہینہ آپ کا یہ معمول رہتا تھا کہ طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک قطعاً دودھ نہیں پیتے تھے خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی یعنی رمضان شریف کا پورا مہینہ آپ دن میں روزہ سے رہتے اور جب مغرب کے وقت اذان ہوتی اور لوگ اِفطار کرتے تو آپ دودھ پیتے تھے۔

واقعاتِ تربیت

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابھی ہوش نہیں سنبھالا تھا کہ انہیں ایک صدمۂ جانکاہ سے دوچار ہونا پڑا یعنی انکے والد ماجد حضرت شیخ ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک پیک اجل کو لبیک کہا اور اسطرح آپ اپنے ہادی و آقا جناب سرور کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مانند بالکل کم سنی میں دریتیم بن گئے۔

اس وقت آپ کے نانا حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ زندہ تھے انہوں نے یتیم نواسے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ یہ انہی کا فیضان تھا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی والدہ ماجدہ اور والد ماجد نے علم و عرفان کی انتہائی بلندیوں کو چھو لیا تھا۔ اب حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ان کے سایۂ عاطفت میں آنا کسی سر الٰہی کی غمازی کر رہا تھا حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا کوئی فرزند نہیں تھا انہوں نے اپنی تمام تر پدرانہ شفقت نواسے کیلیے وقف کر دی ان کی فراست باطنی نے معلوم کر لیا تھا کہ اس نونہال کی جبین سعادت میں نور ولایت چمک رہا ہے اس لئے انہوں نے ننھے عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو خوب خوب سیراب کیا گویا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور مرشد اوّل حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر عارف زمانہ تھے۔

کھیل کود سے بے رغبتی

بچپن ہی سے حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو کھیل کود سے کوئی رغبت نہ تھی نہایت صاف ستھرے رہتے اور زبان مبارک سے کبھی کوئی کم عقلی کی بات نہ نکلتی تھی اپنے لڑکپن کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہو و لعب سے باز رہو جسے سن کر میں رک جایا کرتا تھا اور اپنے گرد و پیش جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا نہ دکھائی دیتا تھا جس سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوشِ محبت میں چھپ جاتا تھا اب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سنا کرتا تھا اگر مجھ کو کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آ کر مجھے متنبہ کر دیتی ہے کہ تم کو اس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ تم سویا کرو۔ (خلاصۃ المفاخر)

شکم مادر میں علم

روایت ہے کہ جب آپ پڑھنے کے لائق ہوگئے تو آپ کو قرآن مجید کی تعلیم کیلئے ایک مدرسے میں لے جایا گیا کہ قرآن پڑھنے کیلئے وہاں آپ کو داخل کروا دیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ استاد کے سامنے آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے استاد نے کہا پڑھو بیٹے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آپ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کیساتھ ساتھ الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ سے لیکر مکمل اٹھارہ پارے زبانی پڑھ ڈالے استاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ فرمایا والدہ ماجدہ اٹھارہ پاروں کی حافظہ ہیں جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ پارے سنتے سنتے مجھے یاد ہوگئے تھے۔

مکتب میں داخلہ

ایک اور روایت میں ہے کہ جیلان میں ایک مقامی مکتب تھا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر پانچ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو اس مکتب میں بٹھا دیا حضرت کی ابتدائی تعلیم اسی مکتب مبارک میں ہوئی اس مکتب میں آپ کے اساتذہ یا استاد کون تھے کتب تاریخ وسیر اس بارے میں خاموش ہیں دس برس کی عمر تک آپ کو ابتدائی تعلیم میں کافی دسترس ہوگئی۔

اپنی ولایت کا علم ہونا

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں صغرسنی کے عالم میں مدرسہ کو جایا کرتا تھا تو روزانہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا اور مجھے مدرسے لے جاتا خود بھی میرے پاس بیٹھا رہتا۔ میں اس کو مطلقاً نہ پہچانتا تھا کہ یہ فرشتہ ہے۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں مدرسہ میں آپ کے ساتھ رہوں۔ (قلائدالجواہر)

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس کو میں بالکل نہ جانتا تھا اس نے جب فرشتوں کو یہ کہتے سنا کہ کشادہ ہوجاؤ تاکہ اللہ کا ولی بیٹھ جائے تو اس نے فرشتوں میں سے ایک کو پوچھا کہ یہ لڑکا کس کا ہے؟ تو فرشتے نے جواب دیا کہ یہ سادات کے گھرانے کا لڑکا ہے تو اس نے کہا کہ یہ عنقریب بہت بڑی شان والا ہوگا۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور اپنے شہر کے مکتب میں جایا کرتا تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اور اردگرد چلتے دیکھتا اور جب مکتب میں پہنچ جاتا تو وہ بار بار یہ کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کیلئے جگہ دو...... اللہ کے ولی کو بیٹھنے کیلئے جگہ دو...... اسی واقعہ کو بار بار دیکھ کر میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درجۂ ولایت پر فائز کیا ہے۔

نانا جان کا انتقال

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی جیلان کے مکتب میں زیر تعلیم تھے کہ آپکے نانا جان حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو منعم حقیقی کا بلاوا آگیا اور وہ عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے...... اب ان کی سرپرستی اور تعلیم وتربیت کا سارا بوجھ والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا پر آپڑا۔ اس عارفۂ پاک باطن نے کمال صبر واستقامت سے اپنے فرزند جلیل القدر کی نگرانی جاری رکھی اور انہی کی زیر نگرانی آپ سن رشد کو پہنچے آپ کا عنفوان شباب بھی پاکبازی اور برکات جلیلہ کو اپنے دامن میں لئے ہوئے تھا۔

تحصیل علم کیلئے غیبی اشارہ

آپ کی عمر تقریباً اٹھارہ برس تھی کہ ایک دن گھر سے باہر سیر کیلئے نکلے یہ یوم عرفہ تھا کہ راستے میں کسی کسان کا بیل جا رہا تھا آپ اس کے پیچھے جا رہے تھے کہ یکا یک بیل نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا اور بزبان انسانی یوں گویا ہوا......

مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا اُمِرْتَ اے عبدالقادر! تو اسلئے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت اس پُر اسرار بیل کے ذریعے یہ اشارہ غیبی پا کر حیران رہ گئے عشق الٰہی کے جذبہ نے جوش مارا سیدھے گھر جا کر والدہ ماجدہ کو یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا اور بصد ادب عرض کی کہ تحصیل و تکمیل کیلئے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہاں کے مدارس و مکاتب کا ایک عالم میں شہرہ ہے۔ سیّدہ فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا چشم زدن میں سب کچھ سمجھ گئیں۔

تیاری سفر

تذکرہ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں لکھا ہے کہ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا سیّدہ فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی عمر اٹھتر برس کے قریب تھی مشفق باپ سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شوہر سیّد ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا ضعیف العمری کے اس عالم میں ان کی اُمیدوں کا مرکز سیّدنا عبدالقادر ہی تھے دوسرے فرزند سیّد احمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی خردسال تھے جوان فرزند کا ایک لمحہ کیلئے آنکھوں سے اوجھل ہونا گوارا نہ تھا اور پھر بغداد کا سفر کوئی معمولی سفر نہیں تھا۔ دورِ حاضرہ کے ذرائع آمدورفت کا اس وقت تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لوگ قافلوں کی صورت میں پیدل یا اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے بغداد جیلان سے کم و بیش ساڑھے چھ سو کلومیٹر کی دوری پر تھا سفر میں ہزار ہا صعوبتیں اور خطرات پنہاں تھے لیکن جس مقصد بلند کیلئے سیّدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد جانے کا اظہار کیا تھا اس سے اُم الخیر، امۃ الجبار، سیّدہ فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا جیسی پاک باطن ماں بھلا اپنے فرزند کو کیسے روک سکتی تھی۔ با چشم پُرنم لخت جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میری آنکھوں کے نور تیری جدائی تو ایک لمحہ کیلئے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی لیکن جس مبارک مقصد کیلئے تم بغداد جانا چاہتے ہو میں اس کے راستے میں حائل نہیں ہوں گی حصول و تکمیل علم ایک مقدس فریضہ ہے میری دعا ہے کہ تم ہر قسم کے علوم ظاہری و باطنی میں درجہ کمال حاصل کرو...... میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی لیکن میری دعائیں ہر حال میں تیرے ساتھ رہیں گی۔

پھر فرمایا تیرے والد مرحوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترکہ سے اسّی دینار میرے پاس ہیں چالیس دینار تیرے بھائی کیلئے رکھتی ہوں اور چالیس زادِ راہ کیلئے تیرے سپرد کرتی ہوں۔ سیّدہ فاطمہ نے یہ چالیس دینار سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بغل کے نیچے آپ کی گدڑی میں سی دیئے اور پھر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

جب گھر سے رُخصت ہونے کا وقت آیا تو سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے میرے لخت جگر عبدالقادر! میری ایک نصیحت کو حرز جان بنا لو...... ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادیدۂ گریاں عرض کیا مادر محترمہ! میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا پھر آپ کی والدہ نے آپ کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

آپ کی بے مثل سچائی

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والدہ ماجدہ سے رخصت ہوکر بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے۔ آپ کا قافلہ ہمدان کے مشہور شہر تک تو بخیریت پہنچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے ترتنک کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا اس جتھے کا سردار ایک طاقت ور قزاق احمد بدوی تھا قافلے کے لوگوں میں ان خونخوار قزوقوں کے مقابلہ کی سکت نہیں تھی قزاقوں نے قافلہ کا تمام مال واسباب لوٹ لیا اور اسے تقسیم کرنے کیلئے ایک جگہ ڈھیر کر دیا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اطمینان سے ایک طرف کھڑے رہے لڑکا سمجھ کر کسی نے آپ سے کچھ تعرض نہ کیا اتفاقاً ایک ڈاکو کی نظر ان پر پڑی اور آپ سے پوچھا کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ حضرت نے بلاخوف وہراس کے اطمینان سے جواب دیا ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ پر ایک نگاہ استہزاء ڈالتا ہوا چلا گیا۔

پھر ایک دوسرے قزاق نے بھی آپ سے دریافت کیا، لڑکے تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں اس قزاق نے بھی آپ کی بات کو ہنسی میں اڑا دیا اور اپنے سردار کے پاس چلا گیا پہلا قزاق بھی وہاں پہلے ہی موجود تھا اور لوٹ کے مال کی تقسیم ہو رہی تھی ان دونوں قزاقوں نے سرسری طور پر اس لڑکے کا واقعہ اپنے سردار کو سنایا سردار نے کہا اس لڑکے کو ذرا میرے سامنے لاؤ دونوں ڈاکو بھاگتے ہوئے گئے اور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے جو ایک ٹیلے پر ہمراہیوں کے ساتھ لوٹا ہوا مال تقسیم کرنے کیلئے بیٹھا تھا۔ ڈاکوؤں کے سردار نے اس فقیر منش نوجوان لڑکے کو دیکھ کر پوچھا لڑکے سچ بتلا تیرے پاس کیا ہے؟ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا کہ میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں...... سردار نے کہا کہاں ہیں؟ نکال کر دکھاؤ......

آپ نے فرمایا، میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجرا دیکھ کر سکتے میں آگئے قزاقوں کے قائد احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں کہا لڑکے! تمہیں معلوم ہے کہ ہم رہزن ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں پھر بھی تم ہم سے مطلق نہیں ڈرے اور ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا...... اس کی کیا وجہ ہے؟

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میری پاکباز اور ضعیف العمر والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا...... بھلا والدہ کی نصیحت میں چالیس دیناروں کی خاطر کیونکر فراموش کر سکتا ہوں۔

یہ الفاظ نہیں تھے حق وصداقت کے ترکش سے نکلا ہوا ایک تیر تھا جو احمد بدوی کے سینہ میں پیوست ہوگیا اس پر رقت طاری ہوگئی اشکہائے ندامت نے دل کی شقاوت اور سیاہی دھوڈالی روتے ہوئے بولا، آہ اے بچے! تم نے اپنی ماں کے عہد کا اتنا پاس رکھا، حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں یہ کہہ کر اتنا رویا کہ گِھگھی بندھ گئی پھر بے اختیار سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر گر پڑا اور راہزنی کے پیشہ سے توبہ کی اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو انکے دل بھی پگھل گئے اور سب نے بیک زبان کہا اے سردار! تو راہزنی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی تو ہمارا پیشرو ہے۔ غرض ان سب نے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹا ہوا تمام مال قافلے کو واپس کر دیا...... کہتے ہیں کہ یہ سب قزاق اس توبہ کی بدولت درجۂ ولایت کو پہنچے۔ سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ پہلی توبہ تھی جو گمراہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر کی۔

بغداد میں ورود مسعود

قزاقوں کے واقعہ کے بعد سارے راستے میں قافلے کو کوئی خطرہ پیش نہ آیا اور وہ بخیر وعافیت بغداد پہنچ گیا۔ اس طرح ۴۸۸ ھ میں بغداد شہر میں پہنچے جب آپ بغداد مقدس کی سرحد پر جلوہ افروز ہوئے تو بارش ہو رہی تھی اور رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا آپ سیدھے حضرت حماد بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں تشریف لے گئے خانقاہ کا دروازہ بند پایا اور باہر کے حصہ میں ہی فرد کش ہوگئے صبح ہوتے ہی آپ خانقاہ میں داخل ہوئے۔

حضرت حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے آپ ہی کے منتظر تھے بڑھ کر فوراً ہی آپ کا خیر مقدم کیا اور محبت ورحمت کے ملے جلے انداز میں معانقہ کیا نیز خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا فرزند عبدالقادر فقر وتصوف کا خزانہ آج میرے پاس ہے کل یہ دولت گرانمایہ تمہارے ہاتھوں میں سونپی جائے گی ذرا احتیاط سے اسے خرچ کرنا اور اے سرزمین عراق! تیرے اوپر ایک مقدس ہستی کا آنا مبارک ہو اب تجھ پر رحمت کی بدلیاں سایہ فگن ہوں گی اور علم وعرفان کی گھٹا بن کر برسیں گی جس سے ساری دُنیا کے قلوب وارواح ہمیشہ کیلئے سرسبز وشاداب ہوجائیں گے اب تیری سرزمین سے نفس وشیطان کی قہرمانی طاقتوں کا تخت اُلٹ جائے گا اور ہزاروں جاہ وجلال، عظمت ووقار کے ساتھ دین کی رحمت وکرم کا تخت بچھے گا مرحبا مرحبا اے سعید وصالح فرزند مرحبا......!

بغداد میں قیام

حضرت حماد بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کے بعد بغداد میں آپ جس مقصد کیلئے آئے تھے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ظاہری علوم کے حصول کیلئے سرگرم ہوگئے۔ قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ کو جب یہ معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور حصول علم جہل کی تاریکیوں کو دُور کر کے نورانیت عطا کرتا ہے اور یہی بیمار دِلوں کی دوا، متقین کیلئے واضح راستہ جنتوں تک پہنچنے کا ذریعہ اور معراج الیقین کی رفعتوں تک پہنچا کر متقین کے مدارج کی بلندیوں کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ وہ خیالات تھے جنہوں نے آپ کو حصول علم کی طرف متوجہ کیا اور آپ نے ائمہ ومشائخ وقت کی جانب رجوع کیا۔

آپ کے بارے میں شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے

شام کے علماء میں سے ایک عالم، جن کا نام عبداللہ تھا بیان کرتے ہیں کہ میں طلب علم میں بغداد گیا اس وقت ابن سقا میرے رفیق تھے مدرسہ نظامیہ بغداد میں ہم عبادت میں مصروف و مشغول رہتے تھے اور بزرگوں کی زیارت کیا کرتے تھے اس وقت بغداد میں ایک بزرگ ہستی موجود تھی لوگ ان کو غوث وقت کہتے تھے انکے بارے میں کہا جاتا تھا کہ جب وہ چاہتے ہیں پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں ظاہر ہو جاتے ہیں...... ایک روز میں ابن سقا اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو اس وقت جواں سال تھے) ان کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ راستے میں ابن سقا نے کہا کہ میں ان سے ایک ایسا سوال دریافت کروں گا کہ وہ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ میں نے کہا میں بھی ان سے ایک مسئلہ دریافت کروں گا دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا معاذ اللہ کہ میں ان سے کچھ پوچھوں...... میں تو انکے پاس اسلئے جا رہا ہوں کہ ان کی زیارت کی برکات حاصل کروں...... الغرض ہم تینوں جب انکے مکان پر پہنچے تو ان کو ان کی جگہ پر نہ پایا (جہاں وہ بیٹھتے تھے وہاں موجود نہ تھے) کچھ دیر کے بعد دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر موجود تھے تب انہوں نے ابن سقا کی طرف غضب کی نظروں سے دیکھا اور کہا ابن سقا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتے ہو جس کا مجھے جواب نہیں آتا۔ حالانکہ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے کفر کی آگ شعلہ زن ہوگی پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عبداللہ! مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہو اور جاننا چاہتے ہو کہ میں کیا جواب دیتا ہوں وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ تجھ کو بہت جلد دنیا تیرے دونوں کانوں تک گھیر لے گی (تو سراپا دنیا میں غرق ہو جائے گا) اس کے بعد شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھا ان کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور بہت توقیر سے پیش آئے اور فرمایا اے عبدالقادر! تم نے اپنے ادب سے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کیا ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بغداد میں منبر پر کھڑے ہو اور کہتے ہو کہ قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ اور تمہارے وقت کے تمام اولیاء کو دیکھتا ہوں کہ سب نے اپنی گردنیں تمہاری بزرگی کی وجہ سے جھکالی ہیں بس یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے......

اس کے بعد ہم نے پھر ان کو نہیں دیکھا اور جیسا کہ انہوں نے کہا تھا، ویسا ہوا۔ (نفحات الانس)

دینی علوم کا حصول

بغداد میں پہنچنے کے چند روز بعد حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے اساتذہ سے دینی علوم حاصل کرنا شروع کر دیا بغداد اس وقت بڑے نامور اساتذہ اور مختلف فنون کے ائمہ کا گہوارہ تھا آپ نے ان سے بڑی لگن کیساتھ علم حاصل کیا۔

آپ کے اساتذہ میں ابوالوفا علی بن عقیل، ابو غالب محمد بن حسن باقلانی، ابوزکریا، یحییٰ بن علی تبریزی، ابوسعید بن عبدالکریم، ابوالغنائم محمد بن علی بن محمد، ابوسعید ابن مبارک مخرمی (یا مخزومی) اور ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس (رحہم اللہ تعالیٰ) جیسے نامور علماء اور مشائخ عظام کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ علمِ قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم لغت، علم شریعت، علم طریقت...... غرض کوئی ایسا علم نہ تھا جو آپ نے اس دور کے باکمال اساتذہ وائمہ سے حاصل نہ کیا ہو اور صرف حاصل ہی نہیں کیا بلکہ ہر علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ تمام علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے۔

علم وادب میں آپ کے استاد علامہ ابوزکریا تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو اپنے وقت کے یگانہ روزگار عالم تھے اور بے شمار کتابوں کے مصنف تھے ان کی تصنیفات میں تفسیر القرآن والاعراب، الکافی فی علم العروض والقوانی تہذیب الاصلاح، شرح المفضلیات، شرح قصائد العشر، شرح دیوان حماسہ، شرح دیوان متنبی۔ شرح دیوان ابی تمام اور شرح الدریدیہ بہت مشہور ہیں۔

علم فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم آپ نے حضرت شیخ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلی، ابوالحسن محمد بن قاضی ابوالعلی، شیخ ابوالخطاب محفوظ الکلوذانی حنبلی اور قاضی ابوسعید مبارک بن علی مخرمی حنبلی (رحہم اللہ تعالیٰ) سے مکمل کی۔

علم حدیث آپ نے اس دور کے مشہور محدثین سے حاصل کیا جن میں ابوالبرکات طلحہ العاقولی، ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی، ابوعثمان اسمٰعیل بن محمد الاصبہانی ابو طاہر عبدالرحمٰن بن احمد، ابو غالب محمد بن حسن الباقلانی، ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج، ابوالعز محمد بن مختار الہاشمی، ابومنصور عبدالرحمٰن القزاز، ابوالقاسم علی ابن احمد بن بنان الکرخی، ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف (رحہم اللہ تعالیٰ) کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

شیخ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علوم باطنی کا بیشتر حصہ آپ ہی سے ملا۔ شیخ حماد بغداد کے نامور مشائخ میں سے تھے اور بہت بڑے ولی اللہ تھے اس دور کے بے شمار مشائخ اور صوفیا علم طریقت میں ان کے تربیت یافتہ تھے آپ عام لوگوں میں شیخ دباس (شیرہ فروخت کرنے والے شیخ) کے لقب سے مشہور تھے کہتے ہیں آپ کا شیرہ نہایت پاک وصاف ہوتا تھا کیونکہ آپ کی برکت کی وجہ سے مکھی اس کے نزدیک نہ پھٹکتی تھی۔

چشم باطن سے مشاہدہ

ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ میں ایک مرتبہ میں شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا تو اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے اور شیخ حماد سے بہت ہی عجیب گفتگو فرما رہے تھے جس پر شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اے عبدالقادر! تم نہایت عجیب کلام کرتے ہو۔ کیا تمہیں اس کا خوف نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مکر میں مبتلا کر دے یہ سن کر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ہاتھ شیخ حماد کے سینہ پر رکھ کر فرمایا کہ اپنی چشم باطن سے مشاہدہ فرمائیے کہ میری ہتھیلی میں کیا تحریر ہے۔

یہ سن کر شیخ حماد پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی اور حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے سینہ پر سے ہاتھ ہٹا لیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے تمہاری ہتھیلی پر خدا سے کیے ہوئے ستر معاہدوں کا مشاہدہ کر لیا ہے اور ان میں سے ایک معاہدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مکر و فریب میں مبتلا نہیں کرے گا لہٰذا تم اس وعدہ کے بعد چاہے جیسا بھی کلام کرو تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جس کو چاہے مرتبہ عطا کر دے وہ بڑا فضل والا ہے۔

دور طالب علمی کے واقعات

طالب علمی کے دور میں آپ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور بے پناہ مصائب آپ نے برداشت کیے مگر ہمت نہ ہاری۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسی ہولناک سختیاں جھیلی ہیں کہ اگر وہ پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا جب مصائب اور شدائد کی ہر طرف سے مجھ پر یلغار ہو جاتی تھی تو میں تنگ آ کر زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیتِ کریمہ کا وِرد شروع کر دیتا......

فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً   بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

اس آیتِ مبارکہ کی تکرار سے مجھے تسکین حاصل ہو جاتی اور جب میں زمین سے اٹھتا تو سب رنج و کرب دُور ہو جاتا۔

تحصیل علم کے زمانہ میں سبق سے فارغ ہو کر آپ جنگل بیابان کی طرف نکل جاتے اور شہر کی بجائے انہی ویرانوں میں رات گزارتے تھے۔ زمین آپ کا بستر ہوتی تھی اور اینٹ یا پتھر تکیہ۔ مینہ، آندھی، جھکڑ، طوفان، سردی، گرمی آپ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر برہنہ پا رات کی تنہائیوں اور تاریکیوں میں دشت نوردی کرتے رہتے تھے۔ سر اقدس پر ایک چھوٹا سا عمامہ ہوتا تھا اور صوف کا ایک جبہ زیب تن ہوتا تھا خودرو بوٹیاں اور سبزیاں جو عام طور پر دریائے دجلہ کے کنارے مل جاتی تھیں آپ کی خوراک ہوتی تھی یہ سب جانکاہ مصائب آپ کو اس لذت کے مقابلے میں ہیچ معلوم ہوتے جو آپ کو تحصیل علم میں حاصل ہوتی تھی۔

حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور خلیفہ اور شاگرد حضرت عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ میرے شیخ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میرے طالب علمی کے زمانے میں ایک دفعہ بغداد فتنہ فساد کی آماجگا بن گیا میں فطری طور پر ہنگاموں سے متنفر تھا اس لئے نت نئے جھگڑوں اور فسادوں کو دیکھ کر بغداد کا قیام مجھ پر گراں گزرنے لگا۔ چنانچہ ایک دن بغداد چھوڑنے کا اِرادہ کیا اور قرآن کریم بغل میں دبا کر باب حلبہ کی طرف چلا کہ وہاں سے صحرا کو راستہ جاتا تھا۔ یکا یک کسی غیبی طاقت نے مجھے اس زور سے دھکا دیا کہ میں گر پڑا۔ پھر غیب سے آواز آئی کہ یہاں سے مت جاؤ۔ خلق خدا کو تم سے فیض پہنچے گا۔ میں نے کہا کہ مجھے خلق خدا سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی سلامتی مطلوب ہے۔ آواز آئی نہیں نہیں تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے۔ تمہارے دین کو کچھ ضرر نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق میں نے بغداد چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

جب میرے ہوش بجا ہوئے تو میری سمجھ میں آیا کہ یہ شخص تو اولیاء اللہ میں سے ہے جسے کل کے واقعہ کا علم ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اس دروازہ کی تلاش شروع کر دی لیکن ہزار کوشش کے باوجود ناکام رہا۔ اب میں ہر وقت اس شخص کی تلاش میں رہنے لگا۔ آخر میں نے ایک دن انہیں پالیا۔ یہ بزرگ حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ میں نے ان سے علم طریقت حاصل کے اور اپنے اشکالات وشکوک رفع کرائے۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شام کے رہنے والے تھے ان کی پیدائش دمشق کے قریب ایک گاؤں میں رحبہ میں ہوئی۔ بے شمار مجاہدات و ریاضات کے بعد ولایت کے درجہ تک پہنچے اور بغداد کے محلّہ مظفریہ میں آکر مقیم ہوئے۔ ۵۲۵ھ میں آپ کا وصال ہوا آپ کا مدفن مقبرہ شونیزیہ میں ہے۔

اذیت آمیز باتیں

آپ فرماتے ہیں کہ دورانِ تعلیم جب میں کبھی شیخ حماد کے پاس ہوتا تو آپ مجھے فرماتے فقیہہ! تو یہاں کیوں آتا ہے کہیں اہل فقہ کے پاس جایا کر اور جب میں خاموش رہتا تو میرے نفس کو باتوں کے ذریعے اذیت دیتے تاکہ میرا نفس پاک ہو جائے لیکن جب ان کے پاس دوبارہ جاتا تو فرماتے کہ آج ہمارے پاس بہت سی روٹیاں آئیں لیکن ہم نے سب کھالی ہیں تمہارے لئے کچھ نہیں بچا میری یہ حالت دیکھ کر شیخ کے وابستگان بھی مجھے تکلیفیں پہنچانے لگے اور مجھ سے بار بار کہتے کہ تم تو فقیہہ ہو تمہارا ہمارے پاس کیا کام تم یہاں مت آیا کرو لیکن جب شیخ حماد کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے خدام سے فرمایا کہ اے کتو! تم اس کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہو تم میں کسی ایک فرد کو بھی یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے میں تو محض امتحاناً اس کو اذیت دیتا ہوں لیکن یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں ذرہ برابر بھی جنبش نہیں ہوتی۔

مسلسل بیس یوم تک فاقہ

شیخ طلحہ بن مظفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ قیام بغداد کے دوران مجھے بیس یوم تک کھانے پینے کیلئے مباح شے میسر نہ آئی تو میں ایوان کسریٰ کی جانب چل پڑا وہاں دیکھا چالیس اولیاء اللہ پہلے ہی مباح چیزوں کی تلاش میں ان کھنڈرات میں موجود ہیں آپ نے ان مردان خدا کے راستے میں مزاحم ہونا مناسب نہ سمجھا اور واپس شہر تشریف لے گئے راستے میں جیلان کے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو آپ ہی کی تلاش میں سرگرداں تھا اس نے آپ کو سونے کا ایک ٹکڑا دیا اور کہا اے عبدالقادر! خدا کا شکر ہے کہ تم مل گئے اور میں بار امانت سے سبکدوش ہوا یہ سونے کا ٹکڑا تیری والدہ سیّدہ فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے تیرے لئے بھیجا ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور سونے کا یہ ٹکڑا لے کر فوراً ایوان کسریٰ کے کھنڈروں میں پہنچے جہاں ستر اولیاء اللہ کو رزق طیب کی تلاش میں دیکھ آئے تھے۔ سونے کا تھوڑا سا حصہ اپنے پاس رکھ کر باقی سب ان مردان خدا کی خدمت میں پیش کر دیا انہوں نے پوچھا کہاں سے لائے ہو؟ آپ نے فرمایا، میری والدہ ماجدہ نے میرے لئے بھیجا ہے میری غیرت نے یہ برداشت نہ کیا کہ آپ قوت لایموت کی تلاش میں مارے مارے پھریں اور میں آسودہ حال سے دن گزاروں، اسلئے یہ سونا آپ کیلئے لے آیا ہوں۔ پھر آپ بغداد تشریف لائے، اپنے حصے کے سونے سے کھانا خرید ا اور با آواز بلند فقراء کو کھانے کی دعوت دی، اس طرح بہت سے فقراء آگئے اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔ (قلائد الجواہر)

شدت بھوک کا ایک واقعہ

ابوبکر تمیمی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے کئی دن فاقے سے گزر گئے آخر بھوک سے نڈھال ہو کر ایک دن کسی مباح چیز کی تلاش کر رہے تھے سوق الریحانیین (بغداد کی ایک منڈی) کی مسجد کے قریب پہنچے تو اضمحلال قواء انتہا کو پہنچ گیا شدت گرسنگی سے دماغ چکرا گیا اور آپ لڑکھڑاتے ہوئے مسجد کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے ابھی آپ کو بیٹھے تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ ایک عجمی نوجوان بھنا ہوا گوشت اور روٹی لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا بیان ہے کہ بھوک کی شدت سے میرا یہ حال تھا کہ اس شخص کے ہر لقمے کے ساتھ بے اختیار میرا منہ بھی کھل جاتا اور میری جی چاہتا کہ کاش اس وقت مجھے بھی کچھ کھانا میسر ہو جاتا لیکن آخر میں نے اپنے نفس کو ملامت کی کہ بے صبر مت بن آخر توکل اور بھروسہ بھی تو کوئی چیز ہے غرض آپ کا نفس مطمئن ہو گیا اور آپ اس شخص کی طرف سے بے نیاز ہو گئے اتنے میں خود ہی اس کی نظر آپ پر پڑی اور اس نے آپ کو کھانے کی دعوت دی حضرت نے انکار کیا لیکن اس نے شدید اصرار کیا ناچار آپ اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے تھوڑی دیر بعد وہ آپ کے حالات دریافت کرنے لگا آپ نے فرمایا میں جیلان کا باشندہ ہوں اور یہاں حصول علم کی

غرض سے مقیم ہوں یہ سنتے ہی وہ بہت مسرور ہوا اور کہنے لگا میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں کیا تم جیلان کے رہنے والے ایک نوجوان عبدالقادر کو جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ عبدالقادر جیلانی میں ہی ہوں۔

یہ سنتے ہی وہ شخص بے چین ہوگیا اور اس کی آنکھیں پرنم ہوگئیں پھر رقت آمیز لہجے میں کہنے لگا، بھائی میں نے تمہاری امانت میں خیانت کی ہے خدا کیلئے مجھے بخش دو آپ کو اس شخص کی باتوں سے حیرت ہوئی اور فرمایا بھائی کیسی امانت اور کیسی خیانت...... اپنی بات کی وضاحت کرو۔

اُس شخص نے جواب دیا بھائی آپ کی والدہ نے آپ کیلئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے تھے میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا تھا کہ تمہاری امانت کے بار سے سبکدوش ہوجاؤں لیکن تمہارا کچھ پتا نہ چلتا تھا اور اسی وجہ سے بغداد میں میرا قیام طول پکڑ گیا حتیٰ کہ میرا ذاتی خرچ کم ہوگیا اور فاقوں تک نوبت آپہنچی، دو تین دن تک تو میں نے صبر کیا آخر بھوک کی شدت نے مجبور کردیا کہ تمہاری امانت سے کھانا خرید کر پیٹ کے دوزخ کی آگ ٹھنڈی کروں۔ بھائی یہ کھانا جو ہم کھا رہے ہیں دراصل تمہارا ہی ہے کیونکہ تمہاری امانت سے خریدا ہے اور تم میرے نہیں بلکہ میں تمہارا مہمان ہوں۔ خدا کیلئے مجھ اس گناہ عظیم کیلئے بخش دو۔

آپ نے اس شخص کو گلے لگالیا اور اس کے حسن نیت کی تعریف کی اور تسلی دی پھر کچھ دینار اور بچا ہوا کھانا دے کر نہایت محبت سے اسے رُخصت کیا۔ (قلائدالجواہر)

پُر اسرار آزمائش

شیخ عبداللہ سلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک عجیب واقعہ سنا آپ نے فرمایا کہ زمانۂ تعلیم میں ایک مرتبہ مجھے کئی دن تک کھانے کیلئے کچھ میسر نہ ہوا۔ اسی حالت میں ایک دن محلّہ قطعیہ شرقیہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں دے کر کہا کہ نانبائی کی دکان پر جاؤ میں یہ کاغذ لے کر نانبائی کی دکان پر پہنچا اس نے یہ کاغذ رکھ لیا اور مجھے میدہ کی روٹی اور حلوہ دیا میں یہ حلوہ اور روٹی لے کر اس بے آباد مسجد میں گیا جہاں میں اپنے اسباق تنہائی میں دہرایا کرتا تھا ابھی اس سوچ میں تھا کہ یہ روٹی اور حلوہ کھاؤں یا نہ کھاؤں کہ ناگاہ ایک کاغذ پر نظر پڑی جو دیوار پر سایہ میں پڑا ہوا تھا میں نے اسے اٹھا کر پڑھا تو اس پر یہ عبارت لکھی تھی...... اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ میں سے ایک کتاب میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شیروں کو لذاتِ دنیوی سے کچھ سروکار نہیں ہوتا خواہشات اور لذات تو کمزوروں اور ضعیفوں کیلئے ہیں تاکہ وہ ان کے ذریعہ عبادتِ الٰہی پر قادر ہوں۔

یہ پڑھ کر میرے جسم پر کپکپی طاری ہوئی ہر موئے بدن خوفِ الٰہی سے کھڑا ہوگیا روٹی اور حلوہ کھانے کا خیال ترک کیا اور دو رکعت نماز ادا کرکے وہاں سے چلا آیا۔ (قلائدالجواہر)

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مجاہدہ

شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیّدی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ میں پچیس برس تک عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں گھومتا رہا، نہ میں خلق کو پہچانتا تھا اور نہ لوگ مجھے جانتے تھے۔ مردانِ غیب اور جنات کے گروہ میرے پاس آتے تھے میں انہیں اللہ کا راستہ بتاتا تھا پہلے پہل جب میں عراق میں داخل ہوا تھا تو خضر علیہ السلام مجھ سے ملے اور کہنے لگے میری بات پر عمل کرنا۔ پھر مجھے ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کر کے غائب ہوگئے تین سال تک ہر سال ایک بار آتے اور مجھے کہہ جاتے کہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا یہاں تک کہ میں واپس آجاؤں اس دوران دنیا کی خواہشات اور زیب وزینت کی اشیاء کئی کئی صورتوں میں میرے پاس آتیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے مجھے بچائے رکھا۔ شیاطین خوفناک صورتیں بنا کر میرے مقابلہ کیلئے آتے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب کردیتا۔ بعض اوقات میرا نفس متشکل ہو کر میرے سامنے آجاتا کبھی اپنی پسندیدہ چیز کے حصول کیلئے عاجزی وزاری کا راستہ اختیار کرتا اور کبھی مجھ سے مقابلہ کرتا مگر ہر دفعہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر غلبہ عطا فرما دیتا۔ میں نے اپنے نفس کو ابتدائے حال میں صرف مجاہدوں سے ہی قابو نہیں کیا بلکہ میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں سے دبوچ لیا۔ میں ایک زمانہ تک کھنڈرات میں اپنے نفس کو تابع کرنے کے مجاہدات کرتا رہا اس دوران ایک سال بیکار اور ردی چیزیں کھا کر گزارا کرتا رہا اور دوسرے سال کچھ کھاتا نہ پیتا اور نہ ہی آرام کرتا۔

ایک دفعہ میں سخت سردی کے ایام میں ایوانِ کسریٰ میں سو رہا تھا کہ مجھے احتلام ہوگیا میں اٹھ کر دریا پر گیا اور غسل کیا پھر آ کر سویا تو دوبارہ احتلام ہوگیا الغرض اس رات چالیس بار مجھے احتلام ہوا اور چالیس بار ہی میں نے دریا پر طہارت کی۔ آخر میں نیند کے ڈر سے ایوان کے اوپر چڑھ گیا کئی برس تک کرخ کے ویرانوں میں کچھ کھائے پیے بغیر مقیم رہا اس دوران میں قوتِ لایموت کے طور پر بردی نام گھاس پر گزارا کرتا رہا ان دنوں ہر سال میرے پاس ایک شخص اونی جبہ لایا کرتا تھا میں نے ہزار طریقوں سے تمہاری دنیا سے راحت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وقت میری پہچان ہی گونگا پن، بے وقوفی اور دیوانگی تھی میں کانٹوں پر ننگے پاؤں چلا کرتا تھا جس راہ سے مجھے ڈرایا جاتا میں ہمیشہ وہی راہ اختیار کرتا تھا میرا نفس اپنے ارادے میں کبھی مجھ پر غالب نہ ہوا اور نہ ہی کبھی کسی دنیاوی زینت نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ راوی نے عرض کی کہ جب آپ چھوٹے تھے تب بھی؟ آپ نے فرمایا، ہاں تب بھی۔ (خلاصۃ المفاخر)

شریف یعقوبی کی نصیحت

بغداد کے کچھ طلباء کا دستور تھا کہ فصل کٹنے کے بعد یہ لوگ ایک گاؤں یعقوبا میں چلے جاتے اور وہاں سے اناج مانگ کر لاتے اس زمانے میں لوگ طلباء کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لئے صاحبِ استطاعت لوگ خوشی سے کچھ غلہ ان طلباء کو دے دیتے۔ ایک دفعہ ان طلبا نے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کیلئے کہا آپ ان کے اصرار کی وجہ سے انکار نہ کر سکے اور ان کے ساتھ یعقوبا جا پہنچے اس گاؤں میں ایک مرد صالح رہتے تھے ان کا نام شریف یعقوبی تھا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مرد پاک باطن کی زیارت کیلئے گئے۔ انہوں نے آپ کی جبین سعادت آثار سے اندازہ لگالیا کہ آپ قطب زمانہ ہیں...... فرمایا بیٹے! طالبان حق اللہ کے سوا کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتے تم خاصان خدا سے معلوم ہوتے ہو اس طرح غلہ مانگنا تمہارے لئے شایانِ شان نہیں۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد نہ میں کبھی اس قسم کے کام کیلئے کسی جگہ گیا اور نہ کسی سے سوال کیا۔ (قلائد الجواہر۔ ص ۴۲)

ادائیگی قرض کا واقعہ

شیخ ابو محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں ایک دن جنگل میں بیٹھا ہوا فقہ کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ایک ہاتف غیبی نے مجھ سے کہا کہ حصول علم فقہ اور دیگر علوم کی طلب کیلئے کچھ رقم لے کر کام چلالو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تنگی کی حالت میں کس طرح قرض لے سکتا ہوں جبکہ میرے پاس ادائیگی کی کوئی صورت نہیں تو اس ہاتف غیبی سے جواب ملا کہ تم کہیں سے قرضہ لے لو، اس کی ادائیگی کا ذِمہ دار میں ہوں۔

یہ سن کر میں نے کھانا فروخت کرنے والے سے جا کر کہا کہ میں تم سے اس شرط پر معاملہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب مجھے خداوند تعالیٰ سہولت عطا فرمادے تو میں تمہاری رقم ادا کردوں گا۔ یہ سن کر اس نے رو کر کہا کہ میرے آقا میں ہر وہ شے پیش کرنے کو تیار ہوں جو آپ طلب فرمائیں۔ چنانچہ میں اس سے ایک مدت تک ایک ڈیڑھ روٹی اور کچھ سالن لیتا رہا لیکن مجھے یہ شدید پریشانی ہر وقت لاحق رہتی کہ جب میرے اندر استطاعت ہی نہیں تو میں یہ رقم کہاں سے ادا کروں گا۔

اس پریشانی کے عالم میں مجھ سے ہاتف غیبی نے کہا کہ فلاں مقام پر چلے جاؤ اور وہاں جو کچھ ریت میں پڑا ہوا مل جائے اس کو لے کر کھانے والے کا قرض ادا کردو اور اپنی ضروریات کی بھی تکمیل کرتے رہو۔ چنانچہ جب میں بتائے ہوئے مقام پر پہنچا تو وہاں مجھے ریت پر پڑا ہوا سونے کا ایک بہت بڑا ٹکڑا ملا جس کو میں نے لے کر ہوٹل والے کا تمام حساب بے باق کردیا۔

آپ نے ایک اور واقعہ بیان کیا کہ ایک رات جنگل میں میرے اوپر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں چیخ مار کر زمین پر گر پڑا اور میری آواز سن کر علاقہ کے مسلح ڈاکو گھبرائے ہوئے آئے میرے پاس کھڑے ہوئے اور مجھے پہچان کر کہنے لگے یہ تو عبد القادر دیوانہ ہے اللہ تعالیٰ ہم پر فضل فرمائے۔

مجاہدہ و ریاضت

شرعی طور پر کامل عبور حاصل کرنے کے بعد حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجاہدات میں مشغول ہو گئے کیونکہ تزکیہ اور علوم باطن، ریاضت و مجاہدہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بڑے طویل عرصہ تک بڑے بڑے سخت مجاہدے کئے بے پناہ سختیاں اور مصائب برداشت کئے علائق دنیوی سے قطع تعلق کر کے خدا سے محبت کی اور کثرت عبادت و ریاضت سے فنافی الرسول اور فنافی اللہ کی منازل طے کیں رگ رگ میں عشق الٰہی اور عشق رسول موجزن ہو گیا ان مجاہدان نے انہیں عزیمت و استقامت اور اتباع کامل کا شکل مرد آہن بنا دیا آپ کے قول و فعل میں اتباع سنت کا جذبہ گھر کر گیا تاکہ کوئی قدم بھی شرع سے باہر نہ جا سکے آپ کا یہ مجاہدہ اصحاب صفہ کے طرز عمل پر تھا آپ کے مجاہدات کی کہانی بڑی طویل ہے لہٰذا ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے البتہ مجاہدات کے واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ویرانوں میں پھرنا

آپ پر بالکل جوانی کا عالم تھا جب آپ نے ریاضت اور مجاہدات میں قدم رکھا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی تلاش میں عراق کے وسیع و عریض بیابانوں میں رہنے لگے دن رات خطر مقامات پر پھرتے رہتے اگر آج یہاں تو کل کہیں اور ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے خود فرمایا کہ میں پچیس سال تک عراق کے ویران جنگلوں میں پھرتا رہا ہوں اور چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن حکیم ختم کرتا رہا ہوں میں نے بسا اوقات تین سے چالیس دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے گزارے ہیں۔

فاقے میں مزید صبر کا واقعہ

عبداللہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھے اپنا ایک واقعہ اس طرح سنایا کہ جس وقت میں شہر کے ایک محلّہ قطیعہ شرقی میں مقیم تھا تو میرے اوپر چند یوم ایسے گزرے کہ نہ تو میرے پاس کھانے کی کوئی چیز تھی اور نہ کچھ خریدنے کی استطاعت...... اسی حالت میں ایک شخص اچانک میرے ہاتھ میں کاغذ کی بندھی ہوئی پڑیا دے کر چلا گیا اور میں اس کے اندر بندھی ہوئی رقم سے حلوہ پراٹھا خرید کر مسجد میں پہنچ گیا اور قبلہ رو ہو کر اس فکر میں غرق ہو گیا کہ اس کو کھاؤں یا نہ کھاؤں...... اسی حالت میں مسجد کی دیوار میں رکھے ہوئے کاغذ پر میری نظر پڑی تو میں نے اٹھا کر اس کو پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ...... ہم نے کمزور مومنین کیلئے رزق کی خواہش پیدا کی تاکہ وہ بندگی کیلئے اس کے ذریعہ قوت حاصل کر سکیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس تحریر کو دیکھ کر میں نے اپنا رومال اٹھایا اور کھانا وہیں چھوڑ کر دو رکعت نماز ادا کر کے مسجد سے نکل آیا۔ (قلائد الجواہر)

دشت نوردی کا عجیب ماجرا

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مجاہدات و ریاضات کے آغاز میں میری دشت نوردی کا عجیب ماجرا تھا۔ کئی دفعہ میں اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کہاں پھر رہا ہوں جب ہوش آتا تو اپنے آپ کو کسی دور دراز جگہ پر پاتا۔ ایک دفعہ بغداد کے قریب ایک صحرا میں مجھ پر اسی قسم کی کیفیت طاری ہوئی اور میں بے خبری کے عالم میں ایک عرصہ تک تیز دوڑتا رہا جب ہوش میں آیا تو اپنے آپ کو نواح ششتر میں پایا جو بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر ہے میں اپنی حالت پر تعجب کر رہا تھا کہ ایک عورت میرے پاس سے گزری اور کہنے لگی کہ تم شیخ عبد القادر ہو کر اپنی حالت پر متعجب ہو۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب پہلے پہل میں نے عراق کے بیابانوں میں قدم رکھا تو میری ملاقات ایک نورانی صورت شخص سے ہوئی جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس شخص میں ایک عجیب طرح کی کشش تھی اور میری فراست باطنی کہتی تھی کہ یہ شخص رجال اللغیب سے ہے اس شخص نے مجھے کہا کہ کیا تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا تو اس شخص نے کہا کہ پھر عہد کرو میری مخالفت نہیں کرو گے اور جو میں کہوں گا اس پر عمل کرو گے یعنی ہر معاملے میں بلا سوچے سمجھے میری اطاعت کرو گے میں نے کہا بہتر، میں تمہاری مخالفت نہ کرنے اور تیرا کہا ماننے کا عہد کرتا ہوں۔

اب اس شخص نے کہا کہ اچھا تو پھر اسی جگہ بیٹھا رہ جب تک میں تمہارے پاس واپس نہ آؤں تم یہاں سے کہیں نہ جانا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں وہاں بیٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ ایک برس گزر گیا اب وہ شخص پھر آیا، ایک ساعت میرے پاس بیٹھا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جب تک میں پھر تیرے پاس نہ آؤں یہیں بیٹھا رہ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں وہیں بیٹھ گیا ایک سال بعد وہ پھر آیا، تھوڑی دیر بیٹھا اور پھر مجھے وہیں بیٹھے رہنے کی تلقین کر کے چلا گیا جب تیسرا برس بھی گزر گیا تو وہ شخص پھر نمودار ہوا اس کے پاس روٹی اور دودھ تھا اب اس نے کہا تم تو اپنے وعدے کے بڑے پکے نکلے میں تجھے داد دیتا ہوں میرا نام خضر ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ روٹی اور دودھ تیرے ساتھ کھاؤں چنانچہ ہم دونوں نے مل کر روٹی اور دودھ کھایا۔ جن لوگوں میں آپ نے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ تین سالوں میں کیا کھاتے تھے؟ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ میں مباح چیزوں سے اپنی گزر اوقات کر لیتا تھا۔

شیاطین سے جنگ

شیخ عارف ابو عمرو حریفینی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیّدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ میں رات دن ویرانوں میں مقیم رہتا اور بغداد میں مستقل رہائش اختیار نہیں کرتا تھا۔ شیاطین خوفناک صورتوں میں مختلف قسم کے ہتھیار لے کر میرے پاس آتے یہ گروہ در گروہ پیادہ اور سوار ہوتے میرے ساتھ مقابلہ کرتے اور مجھ پر آگ کے شعلے پھینکتے میں اپنے دل میں اطمینان اور سکون محسوس کرتا کسی قسم کی بے چینی نہ ہوتی مجھے اپنے باطن سے آواز آتی...... اے عبدالقادر! ہم نے تجھے ثابت قدم کر دیا ہے اور اپنی امداد تیرے شامل حال کر دی ہے یہ لوگ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرے اٹھنے کی دیر ہوتی کہ یہ سارے شیاطین دائیں بائیں بھاگ جاتے البتہ ایک شیطان اکیلا میرے پاس آتا اور مجھے کہتا یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں یہ کر دونگا وہ کر دونگا الغرض وہ مجھے ڈراتا، میں اسے طمانچہ مارتا اور وہ بھاگ جاتا میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ میرے سامنے جل جاتا۔

ایک دفعہ ایک نہایت بدصورت شخص میرے پاس آیا اس سے بدبو آ رہی تھی اور کہنے لگا میں ابلیس ہوں تیری خدمت کیلئے تیرے پاس آیا ہوں تو نے مجھے تھکا دیا اور میرے چیلے چانٹوں کو عاجز کر دیا میں نے اسے کہا تو چلا جا مگر اس نے میری بات نہ مانی۔ دریں اثنا اوپر سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جو اس کے بھیجے پر پڑا اور وہ زمین میں دھنس گیا پھر دوبارہ آگ کا شعلہ لئے ہوئے میرے پاس آیا اور میرا مقابلہ کرنے لگا اچانک ایک مرد ڈھاٹا لگائے ہوئے کمیت رنگ کے گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا اس نے مجھے ایک تلوار دی اور ایڑیوں کے بل پر پیچھے ہٹ گیا اب کے میں نے اس شیطان کو دیکھا کہ دور بیٹھا رو رہا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے اے عبدالقادر! میں تجھ سے نا اُمید ہو چکا ہوں...... میں نے کہا، او لعین! دور ہو میں ہمیشہ تجھ سے ہوشیار رہتا ہوں اس نے کہا میرے لئے یہ زیادہ سختی ہے پھر مجھ پر منکشف ہوا کہ میرے اردگرد مجھے پھنسانے کیلئے کئی رسیاں اور جال ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ دنیا کے جال ہیں جو تم جیسے لوگوں کو پھنسانے کیلئے بچھائے جاتے ہیں ایک سال تک ان کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ کئی قسم کی رسیاں ہیں جو میرے ساتھ وابستہ ہو رہی ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگوں کے اسباب ہیں جو تجھ سے وابستہ ہیں میں نے سال بھر اس کام میں توجہ دی وہ ساری رسیاں کٹ کٹا گئیں پھر مجھے اپنے باطن کا کشف عطا کیا گیا میں نے دیکھا کہ میرا دل کئی علائق سے متعلق ہو رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ تیرے ارادے اور اختیارات ہیں میں نے سال بھر ان کے سلسلے میں مجاہدہ کیا تو وہ سب ختم ہو گئے اور میرا قلب ان سے آزاد ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے اپنے نفس کا کشف ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس کی بیماریاں باقی ہیں اور اس کی ہوا و ہوس زندہ ہے اور اس کا شیطان باغی اور سرکش ہے

ایک برس تک میں نے اس سلسلے میں کوشش کی تو نفس کی بیماریاں زائل ہوگئیں، خواہشات مرگئیں اور اس کا شیطان مطیع ہوگیا۔ اب سارا امر اللہ کیلئے ہوگیا اور میں تنہا باقی رہ گیا سارا وجود میرے پیچھے ہے اور میری رسائی ابھی تک مطلوب تک نہیں ہوئی اس کے بعد میں توکل کے دروازے پر گیا تا کہ اس راہ سے اپنے مطلوب کا پتا حاصل کروں۔ وہاں میں نے ہجوم دیکھا تو آگے گزر گیا پھر میں شکر کے دروازے پر گیا کہ شاید یہاں سے محبوب کا کوئی نشان ملے تو یہاں بھی بھیڑ تھی اب میں باب غنا کی طرف چلا مگر وہاں بھی اژدہام تھا اسکے بعد میں قرب کی دہلیز پر پہنچا کہ شاید یہاں محبوب حقیقی کا وصل ملے مگر وہی صورت۔ پھر میں باب مشاہدہ گیا تا کہ یہاں سے اپنا مطلوب حاصل کروں مگر ہجوم کی وجہ سے ناامیدی ہوئی بالآخر میں پھر پھرا کر باب فقر پر پہنچا حسن اتفاق سے وہ خالی تھا چنانچہ اس راہ سے میں اپنے مطلوب کے پاس پہنچا یہاں میں نے ہر وہ خوشی دیکھی جو چھوڑ آیا تھا یہاں میرے لئے غیبی خزانوں کے دروازے کھول دیئے گئے مجھے عظیم اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔ غنائے سرمدی اور آزادی کامل کی نعمتیں عطا کی گئیں اپنے بقا کے تصور کو مٹا دیا گیا۔ بشری صفات منسوخ ہوگئیں اور وجود حقیقی عطا ہوا۔ (خلاصہ المفاخر)

مختلف باتوں کا مشاہدہ

شیخ عثمان حیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بتایا کہ مجاہدات کے دوران مجھ پر عجیب وغریب کیفیات طاری ہوئیں کبھی مجھے میرے باطن اور نفس کا مشاہدہ کرایا گیا اور کبھی مجھے فقر وغنا اور شکر و توکل کے دروازوں سے گزارا گیا جب مجھے باطن کا مشاہدہ کرایا گیا تو اس کو بہت سے علائق سے ملوث پایا مجھے بتایا گیا کہ یہ میرے اختیارات اور ارادے ہیں میں نے ایک سال تک ان کے خلاف مجاہدہ کیا حتیٰ کہ یہ سب علائق منقطع ہوگئے پھر مجھے اپنے نفس کا مشاہدہ کرایا گیا میں نے اس میں بھی کئی امراض دیکھے سال بھر تک میں نے ان کے خلاف جنگ کی حتیٰ کہ یہ امراض جڑ سے اکھڑ گئے اور میرا نفس تابع الٰہی ہوگیا۔

اس کے بعد میں توکل کے دروازہ پر آیا تو وہاں بہت بڑا ہجوم دیکھا میں اس ہجوم کو چیر کر نکل گیا پھر شکر کے دروازے پر آیا تو وہاں بھی یہی حال تھا میں اس سے بھی گزر گیا پھر غنا و مشاہدہ کے دروازوں پر آیا انہیں خالی پایا اندر داخل ہوا تو وہاں روحانی خزائن کی انتہا نہیں تھی ان میں مجھے حقیقی غنا، عزت اور مسرت میسر ہوئی، میری ہستی میں انقلاب پیدا ہوگیا اور مجھے وجود ثانی عطا ہوا۔

ایک دفعہ مجھ پر ایک عجیب وجدانی کیفیت طاری ہوئی میں نے بے اختیار ایک ہولناک چیخ ماری کچھ صحرائی میرے قریب خیمہ زن تھے وہ گھبرا گئے کہ شاید حکومت کی فوج آگئی ہے بھاگتے ہوئے میرے پاس سے گزرے تو مجھے بیہوش پڑا پایا کہنے لگے، اوہو! یہ تو عبدالقادر دیوانہ ہے اس خدا کے بندے نے ہمیں خواہ مخواہ ڈرا دیا۔ (قلائدالجواہر)

برج عجمی میں گیارہ سال

ایک مرتبہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں گیارہ سال تک برج میں مقیم رہا ہوں اور میرے اس طویل قیام کے باعث ہی لوگ اسے عجمی برج کہنے لگے۔ میں اس برج میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا اور میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ جب تک وہ لقمہ میرے منہ میں نہیں دے گا میں نہیں کھاؤں گا اور جب تک خود نہ پلائے گا پیوں گا۔ ایک بار چالیس روز تک میں نے کچھ نہیں کھایا پیا اور چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور تھوڑا سا کھانا میرے پاس رکھ کر چلا گیا قریب تھا کہ میرا نفس اس پر گرے (میں خود وہ کھانا کھالوں) کیونکہ نا قابل برداشت بھوک تھی میں نے کہا کہ واللہ! میں نے خدا سے جو عہد کیا ہے میں اس سے نہیں پھروں گا اس وقت میں نے سنا کہ میرے اندر سے کوئی فریاد کر رہا ہے اور بلند آواز سے کہہ رہا ہے الجوع! الجوع (بھوک، بھوک)۔ اسی وقت شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے یہ آواز سنی اور فرمایا اے عبدالقادر! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے کہا یہ نفس کا قلق اور اضطراب ہے مگر روح مشاہدہ حق میں اپنے اقرار پر ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر چلو یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور میں نے دل میں کہا کہ میں یہاں سے باہر نہیں جاؤں گا اتفاقاً اسی وقت ابو العباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھو اور ابو سعید کے پاس جاؤ۔ چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد کی جب میں انکے مکان پر پہنچا تو شیخ ابو سعید میرے انتظار میں دروازے پر کھڑے تھے فرمانے لگے اے عبدالقادر! کیا میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کے کہنے کی ضرورت پڑی۔ یہ کہہ کر مجھے گھر کے اندر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے مجھے روٹی کھلائی حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ (نفحات الانس)

شیطان کے فریب سے بچنا

آپ کے صاحبزادے شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں ایک بے آب و گیاہ بیابان میں پھر رہا تھا، پیاس سے زبان پر کانٹے پڑے ہوئے تھے اس وقت میں نے دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا میرے سر پر نمودار ہوا اور اس میں سے ٹپ ٹپ بوندیں گرنے لگیں مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ باران رحمت ہے چنانچہ بارش کے اس پانی سے میں نے اپنی پیاس بجھائی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان روشنی نمودار ہوئی جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے اس میں ایک صورت نمودار ہوئی اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں میں نے تیرے لئے سب چیزیں حلال کر دی ہیں۔

میں نے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھ کر اسے دھتکار دیا وہ روشنی فوراً ظلمت سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی اس دھوئیں سے میں نے آواز سنی اے عبدالقادر! خدا نے تم کو تمہارے علم و تفقہ کی بدولت میرے مکر سے بچا لیا ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صوفیہ کو گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا بے شک میرے مولا کریم کا کرم ہے جو میرے ساتھ شامل حال ہے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا...... یا حضرت! آپ نے کیسے جانا کہ وہ شیطان ہے؟ فرمایا اس کے یہ کہنے سے کہ اے عبدالقادر! میں نے حرام چیزیں تیرے لئے حلال کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ (قلائد الجواہر)

ایک عارفہ کا واقعہ

اذکار الابرار میں روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہا کہ ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ کے سفر پر روانہ ہو کر جب مینار ام القرون کے پاس پہنچا تو میری ملاقات شیخ عدی بن مسافر سے ہوئی (شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دور کے مشہور اولیاء میں سے تھے ان کی متعدد کرامات مشہور ہیں۔ ۴۶۷ ھ میں شام کے ایک گاؤں فار میں پیدا ہوئے طویل مجاہدات کے بعد کوہ ہکار میں گوشہ نشین ہو گئے نوے سال کی عمر میں ۵۵۷ ھ میں واصل بحق ہوئے) آپ سے ملاقات کے وقت آپ جوانی کے عالم میں تھے انہوں نے آپ سے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ آپ نے جواب میں کہا کہ حج بیت اللہ کیلئے مکہ مکرمہ جا رہا ہوں انہوں نے کہا کہ کیا میں بھی اس مقدس سفر میں آپ کی ہمراہی اختیار کر سکتا ہوں آپ نے کہا ہاں آپ میرے ساتھ چلیں۔

آخر ہم دونوں اکٹھے سفر کرنے لگے کچھ دور گئے تھے کہ ہمیں ایک نقاب پوش حبشیہ لڑکی ملی وہ میرے سامنے کھڑی ہوگئی اور غور سے مجھے دیکھتے ہوئے کہنے لگے، اے خوبرو نوجوان! تو کہاں کا رہنے والا ہے میں نے کہا کہ ارض گیلان کا باشندہ ہوں جو بلاد ایران میں ہے۔ کہنے لگی اے مرد خدا! آج تو نے مجھے بہت تھکایا ہے۔ میں نے کہا، کیوں؟ اس نے کہا میں حبش میں تھی کہ مجھے حالت کشف میں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کو اپنے نور سے بھر دیا ہے اور اپنے فضل و کرم سے تجھے وہ کچھ عطا کیا ہے جو کسی دوسری (ولی اللہ) کو نہیں دیا اس مشاہدہ کے بعد میرے دل نے کہا کہ تیری زیارت کروں۔ چنانچہ تیری تلاش نے مجھے تھکا دیا ہے اب میں نے تجھے دیکھا ہے تو جی چاہتا ہے کہ آج تمہارے ساتھ رہوں اور شام کو روزہ تمہارے ساتھ اِفطار کروں۔ یہ بات کہہ کر وہ راستہ کے ایک طرف چلنے لگی اور ہم دوسری طرف چلنے لگے جب شام ہوئی تو ہمارے پاس آسمان سے ایک طباق نازل ہوا، اس طباق میں چھ روٹیاں، سرکہ اور سبزی تھی۔ یہ دیکھ کر اس حبشہ نہ کہا...... الحمد اللہ الذی اکرمنی و اکرم ضیفی انہ لذلک اھل فی کل لیلۃ ینزل علی وغیفان واللیلۃ ستۃ اکراما لاضیا فی اللہ کا شکر ہے جس نے میرے مہمان کی عزت کی۔ میرے لئے ہر رات دو روٹیاں اترا کرتی ہیں آج میرے مہمانوں کی عزت کیلئے چھ نازل ہوئیں۔ چنانچہ ہم نے دو روٹیاں اس سرکہ اور سبزی کے ساتھ کھالیں پھر ہم پر تین کوزے پانی کے نازل ہوئے ان کا پانی ایسا لذیذ اور شیریں تھا کہ زمین کے پانی کو اس سے کچھ نسبت ہی نہ تھی۔

پھر وہ عارفہ حبشیہ ہم سے رُخصت ہوگئی اور ہم منزلوں پر منزلیں طے کرتے مکہ معظمہ جا پہنچے۔ ایک دن ہم طواف کر رہے تھے کہ عدی پر انوار الٰہی کا نزول ہوا وہ غش کھا کر گر پڑے اور ایسے بے ہوش ہوئے کہ ان پر مردہ کا گمان ہوتا تھا اتنے میں میں نے دیکھا کہ وہی عارفہ حبشیہ شیخ عدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سر پر کھڑی ہے اور انہیں بلا بلا کر کہہ رہی ہے...... جس اللہ نے تجھے مارا ہے

وہی تجھے زندہ کرے گا، پاک ہے وہ ذات کہ جس کے نورِ جلال کے سامنے کسی شے کے ٹھہرنے کی مجال نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ خود اسے قائم رکھے اور کائنات اس کے ظہورِ صفات کے وقت قائم نہیں رہتی بجز اس کے کہ وہ مدد کرے۔ اس ربّ ذوالجلال کے انوارِ مقدس نے ذہن ودماغ کو منجمد کردیا ہے اور اہل عقل وعلم کی آنکھیں چندھیا دی ہیں۔

عارفہ حبشیہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی حضرت عدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ہوش آگیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے حالت طواف میں مجھ پر اپنے انوار مقدس نازل فرمائے اور میں نے ہاتف غیبی کو یہ کہتے سنا..... اے عبدالقادر! تجرید ظاہر ترک کر اور تفرید توحید اور تجرید تفرید اختیار کر ہم تجھے اپنے نشانات سے عجائبات دکھائیں گے پس اپنی مراد کو ہماری مراد سے مت ملا ثابت قدم رہ، میری رضا کے سوا کسی کی رضا نہ مانگ تیرے لئے ہمارا شہود دائمی ہے خلق خدا کی فیض رسانی کیلئے بیٹھ جا۔ کیونکہ ہمارے کچھ خاص بندے ہیں جنہیں ہم تیرے وسیلہ سے اپنا مقرب بنائیں گے۔

اس وقت مجھے اس عارفہ حبشیہ کی آواز آئی، کہہ رہی تھی...... اے جوانِ صالح! آج تیرا عجب رتبہ ہے میں دیکھتی ہوں کہ تیرے سر پر ایک نورانی شامیانہ ہے اور اسکے اردگرد آسمان تک فرشتوں کا ہجوم ہے اور تمام اولیاء اللہ کی نظریں تجھ پر لگی ہوئی ہیں۔

یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور اس کے بعد میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا یہ عارفہ حبشیہ کون تھی؟ اس کے متعلق تمام سیرت نگار خاموش ہیں اتنا پتا ضرور چلتا ہے کہ یہ عارفہ خاص الخاص مقربین الٰہی سے تھی اور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شوق دید نے اسے ہزار ہا میل کے سفر پر مجبور کردیا تھا۔

مجاھدوں میں صبر

شیخ ابوعبداللہ نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھ سے اپنے واقعات اس طرح بیان فرمائے کہ میں جس قدر مشقتیں برداشت کرتا تھا اگر وہ کسی پہاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی پارہ پارہ ہوجائے اور جب وہ مشقتیں میری قوت برداشت سے باہر ہوجاتیں تو میں زمین پر لیٹ کر کہتا کہ ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

یہ کہہ کر اپنے سر کو زمین سے اٹھالیتا تو میری کیفیت بدلی ہوتی اور مجھے سکون مل جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں علم فقہ حاصل کررہا تھا تو شہر کے بجائے صحراؤں اور ویرانوں میں راتیں گزارتا تھا۔ اونی لباس پہن کر ننگے پاؤں کانٹوں پر چلا کرتا تھا اور نہر کے کنارے لگے ہوئے درختوں کے پتوں اور گھاس پھوس سے اپنا پیٹ بھرلیا کرتا۔ غرضیکہ میرے مجاہدات میں کوئی سخت سے سخت چیز بھی حائل نہ ہوتی جس سے میں دہشت زدہ ہوجاتا اسطرح شب وروز میرے اوپر گزرتے اور میں چیخ مار کر منہ کے بل گرتا یہاں تک کہ لوگ مجھے دیوانہ اور مریض سمجھ کر شفاخانوں میں پہنچادیتے کبھی میری یہ حالت ہوتی جیسے کہ مردہ ہوگیا ہوں اور نہلانے والے مجھے غسل دینے آچکے ہیں لیکن پھر یہ کیفیت بھی مجھ سے دور کردی جاتی۔

عبادت کا معمول

شیخ ابوالحسن علی قرشی اور فقیہہ محمد بن عبادہ انصاری کا بیان ہے کہ ۵۵۳ھ میں ہماری موجودگی میں سیّد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مجاہدہ کے آغاز اور انجام میں آپ کے جو جو حالات در پیش آئے ان میں سے کچھ ہمیں بیان فرمائیں تا کہ ہم آپ کی پیروی کر سکیں۔ آپ نے یہ اشعار پڑھے......

انا راغب فیمن تغرب و صفه | و مناسب لفتی تلا طف لطفه

میں تو اس کا جویا ہوں جو نادر اوصاف کا مالک ہے
اور میری نسبت اس شخص سے ہے جو لطف و کرم کا مالک ہے۔

و معارض العشاق فی اسرارهم | من کل معنی لم یسعنی کشفی

میں عشاق کے ساتھ ان کے اسرار و رموز میں ہر معنی میں مد مقابل ہوں
مگر مجھے ان کے بیان کرنے کی تاب نہیں۔

قد کان یسکرنی مزاج شرابه | والیوم صعحیتی لدیه صرفنی

پہلے تو محبوب کی پانی ملی ہوئی شراب بھی مجھے مد ہوش کر دیتی تھی
مگر آج اس کے پاس رہ کر بھی میں با ہوش ہوں۔

واغیب عن رشدی بادل نظرة | والیوم استجلیه ثم ازفه

اس سے قبل اس کی ایک نگاہ سے میں ہوش و حواس کھو بیٹھتا تھا
اور اب میں اس کا جلوہ حاصل کرتا ہوں اور پھر اسے رخصت بھی کرتا ہوں۔

اس پر لوگوں نے عرض کیا حضور! ہم آپ کی طرح روزے رکھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں اور آپ کی طرح عبادت میں جدوجہد کرتے ہیں مگر ہمیں آپ کے احوال کا قطرہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اعمال میں تو مجھ سے برابری کر لی کیا عنایتِ الٰہی میں بھی برابری کرنا چاہتے ہو۔ بخدا میں نے اس وقت تک نہیں کھایا جب تک مجھے اللہ نے اپنے حق کی قسم دے کر کھانے کیلئے نہیں فرمایا میں نے اس وقت تک نہیں پیا جب تک مجھے اپنی عزت کی قسم دے کر پینے کا امر نہیں فرمایا گیا اور میں نے کوئی کام نہیں کیا یہاں تک کہ مجھے اس کا حکم نہیں ہوا۔

خرقۂ خلافت و جانشینی

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقت کی تعلیم اور منازل سلوک حضرت حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیرِنگرانی طے کیں۔ ان کے علاوہ آپ نے قاضی حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اکتساب فیض کیا۔ یہ دونوں بزرگ اپنے دور کے اولیائے کاملین سے تھے۔ آپ نے ان دونوں بزرگوں کی صحبت اور نظرِ عنایت سے بے شمار فیوض و برکات حاصل کئے مگر ابھی تک آپ نے باضابطہ کسی کے دستِ حق پرست پر بیعت نہ کی تھی اگرچہ آپ کو پوری طرح تزکیہ نفس اور علم باطن حاصل ہو چکا تھا۔

بیعت

آخر آپ نے صوفیاء کے دستور کے مطابق ظاہری طور پر بیعت ہونے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق آپ حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ شیخ ابوسعید مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے اس عظیم المرتبت مرید پر بے حد ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اس شاگردِ رشید کے مرتبہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ ایک دن حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس مسافر خانے میں بیٹھے تھے۔ کسی کام کیلئے اٹھ کر باہر گئے تو قاضی ابوسعید مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا...... اس جوان کے قدم ایک دن تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے اور اس کے زمانے کے تمام اولیاء اس کے آگے انکساری کریں گے۔

خرقہ خلافت

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب آپ کو اپنی بیعت میں لے لیا تو اس کے بعد آپ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ میرے شیخ طریقت جو لقمہ میرے منہ میں ڈالتے تھے وہ میرے سینہ کو نورِ معرفت سے بھر دیتا تھا۔ پھر حضرت سید شیخ ابوسعید مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خرقہ ولایت پہنایا اور فرمایا...... اے عبدالقادر! یہ خرقہ جناب سرور کائنات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا انہوں نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا فرمایا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا۔

یہ خرقہ زیب تن کر کے حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بیش از بیش انوارِ الٰہی کا نزول ہوا۔

شجرہ طریقت

شیخ جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرقہ خلافت و جانشینی اپنے پیرومرشد عارف باللہ شیخ ابوسعید مخزومی سے حاصل کیا اور انہوں نے اپنے شیخ ابوالحسن علی بن یوسف القرشی الہنکاری سے اور انہوں نے عارف باللہ شیخ ابوالفرح طوسی سے اور انہوں نے شیخ ابوبکر شبلی سے اور انہوں نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی سے اور انہوں نے شیخ سری سقطی سے اور انہوں نے شیخ معروف کرخی سے اور انہوں نے شیخ داؤد طائی سے اور انہوں نے شیخ حبیب عجمی سے اور انہوں نے سیّدنا شیخ حضرت حسن بصری سے (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور ان کو امیرالمؤمنین سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے پہنایا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خرقہ مبارک عطا فرمایا تھا۔ اس طرح بارہ واسطوں کے ذریعہ شیخ جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہ خرقہ ارادت حاصل ہوا۔

حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حصول علم

آپ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں ہوئی۔ آپ کا نام نامی مبارک ابن علی بن حسین بن بندار البغدادی المخزومی ہے اور کنیت ابو سعید ہے۔ آپ نے اپنے وقت کے ممتاز علماء و مشائخ سے علوم دینیہ کا اکتساب فرمایا یہاں تک کہ فقہ، حدیث اور علم معقولات و منقولات میں مہارت تامہ حاصل فرمائی اور حدیث شریف کی روایت قاضی ابی یعلیٰ اور ایک جماعت ائمہ سے کی اور فقہ شیخ ابی جعفر ابن ابی موسیٰ سے پڑھی۔

خلافت

آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی ہنکاری کے ہیں اور آپ کے خرقہ مبارک کا شجرہ اس ترتیب سے ہے۔ حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی کو خرقہ عطا فرمایا، حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی ہنکاری نے اور ان کو شیخ ابوالفرح طرطوسی نے اور ان کو شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز نے اور ان کو شیخ ابوبکر شبلی نے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

عام حالات

سلطان الاولیاء برہان الاصفیاء قطب عارفاں، قبلہ سالکاں، واقف حقیقت، جامع علوم معرفت حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے سولھویں شیخ طریقت ہیں۔ آپ عہدہ قضا پر بھی مامور رہوئے پھر آپ نے اس کو ترک کر دیا۔ آپ ہمیشہ یادِ الٰہی اور عبادتِ مولیٰ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی توجہ غیبی و معانقہ میں یہ تاثیر تھی کہ جس پر توجہ خاص ڈال دی یا جس سے معانقہ فرمالیا تو وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ اپنے وقت کے ممتاز ترین فقیہہ اور بزرگ ترین امام تھے اور علوم ظاہری و باطنی کے منبع تھے آپ علم مناظرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مذہب اربعہ میں سے حنبلی مذہب کے مقلد اور متبع تھے۔ باب الازج بغداد شریف کا تاریخ ساز مدرسہ آپ ہی نے قائم فرمایا اور اس کو تعمیر فرمایا اور اپنی حیات ہی میں اس کو حضرت غوثیت مآب کے سپرد کر دیا تھا جس میں آپ نے مدۃ العمر درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے اور صاحبزادوں نے بھی آپکی وفات کے بعد اس مدرسہ میں پڑھایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ مجھ سے پہنا اور میں نے ان سے اور ہر ایک نے ایک دوسرے سے تبرک لیا اور آپ حضرت خضر (علیہ السلام) کے مصاحب میں تھے۔ صبر و رضا و توکل و تفویض میں قدم راسخ رکھتے تھے اور تجرید و تفرید میں یگانہ وقت تھے اور صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند تھے۔

خلفائے کرام

آپ کے خلفاء واولاد واجداد کی فہرست سے اکثر مؤرخین نے سکوت اختیار کیا ہے۔ خلفاء میں صرف ایک سیّدنا محی الدین محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام نامی ہی پر اکثر مؤرخین نے اکتفا کیا ہے۔

تاریخ وصال

آپ کا وصال مبارک ۲۷ شعبان بروز دوشنبہ ۵۱۳ھ میں بغداد شریف میں ہوا...... ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

مگر بعض نے ۴ شعبان، دس محرم الحرام اور سات شعبان المعظم ۵۰۸ھ بھی تحریر کیا ہے۔

بو سعید آل اسعد دور زمن — جلوہ گر شد در جناں چوں ماہ عید

قافلہ سالار سالش ہست نیز — عابد طیب مبارک بو سعید

شمس حق گویاز قطب عارفاں — سال وصلش طرفہ بے گفت وشنید

مزارِ اقدس

آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں آپ کے قائم کردہ مدرسہ باب الازج میں مرجع خلائق ہے۔

واعظ و تبلیغ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۵۲۱ھ میں واعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سے پہلے آپ چونکہ ۲۵ سال تک مجاہدات میں مصروف رہے اس لئے اس عرصہ کے دوران آپ وعظ سے علیحدہ رہے مگر جونہی آپ ہر لحاظ سے علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہوگئے تو آپ کو حکم دیا گیا کہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوں...... اس حکم کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے:۔

حکم وعظ

حضرت شیخ کا بیان ہے کہ ۱۶ شوال ۵۲۱ھ بروز منگل نماز ظہر سے قبل دن کے وقت آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے عبدالقادر! تم لوگوں کو راہِ حق بتلانے کیلئے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے تاکہ لوگ گمراہی سے بچیں، اس کے جواب میں آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں التجا کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ایک عجمی ہوں عرب کے فصحاء کے سامنے لب کشائی کیسے کروں؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو، تو آپ نے تعمیل ارشاد فرماتے ہوئے منہ کھولا۔ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈال دیا اس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات مرتبہ آپ کے منہ میں اپنا لعاب لگایا اور بعد ازاں حکم دیا کہ اب جاؤ وعظ و نصیحت کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دو۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی خواب سے بیدار ہو کر آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی اور اس کے بعد آپ کو جو حکم ملا تھا اس کی تعمیل کیلئے بیٹھ گئے اس وقت آپ کے اردگرد کافی لوگ موجود تھے آپ نے سوچا کہ کچھ کہوں مگر پھر یکدم حالت استغراق کی سی کیفیت پیدا ہوگئی دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپکو جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل شروع کردیں آپ کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت گھبرایا ہوا تھا کہ کیا کہوں آخر آپ نے بھی مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح فیض یاب فرمایا اور میرے منہ میں چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا اور یکدم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور اس کے بعد آپ صحیح حالت میں آگئے اور وعظ کہنا شروع کردیا۔ لوگ آپ کی فصاحت اور بلاغت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس روز کے بعد آپ نے مخلوقِ خدا میں رشد و ہدایت کے وعظ کا سلسلہ شروع کردیا۔

ہاتف غیبی سے اشارہ

آپ کے سوانح نگاروں نے مندرجہ بالا حکم کو بعض کتب میں یوں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہاتف غیبی سے اشارہ ہوا کہ اے عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! بغداد میں داخل ہو کر لوگوں میں وعظ کرو۔ چنانچہ جب میں نے بغداد واپسی کے بعد لوگوں کو پہلے ہی جیسی حالت پر پایا تو پھر واپسی کا قصد کر لیا لیکن ہاتف غیبی نے مجھ سے دوبارہ کہا اے عبدالقادر! بغداد میں لوگوں کو نصیحت کرو کیونکہ تمہاری ذات سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچنے والا ہے مگر میں نے جواب دیا کہ مجھے لوگوں سے کیا غرض...... میں تو اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہوں، اس پر مجھے جواب ملا کہ واپس جا تیرا ایمان سلامت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے ستر عہد لئے جن میں سے ایک یہ تھا مجھے کبھی مکر میں مبتلا نہ کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ میرا کوئی مرید بغیر توبہ کرنے کے مرنے نہ پائے۔

اس کے بعد میں نے بغداد واپس آ کر لوگوں کو پند و نصائح شروع کر دیئے جس کے بعد میں نے مشاہدہ کیا کہ حجابات اٹھے اور انوار میری جانب متوجہ ہیں جب میں نے پوچھا کہ یہ کون سی حالت ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ ان فتوحات پر مبارک باد دینے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ پھر ان انوار میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا اور مجھ پر خوشی کی کیفیت طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما رہے ہیں اور عبدالقادر کہہ کر مجھے آواز دے رہے ہیں چنانچہ میں فرط مسرت سے سات قدم ہوا میں اڑتا ہوا آپ کی جانب بڑھا تب آپ نے سات مرتبہ میرے منہ میں لعاب دہن لگایا اور آپ کے بعد تین مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعاب لگایا اور جب میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خلعت پہناتے ہوئے فرمایا یہ تیری ولایت کی خلعت ہے جو اولیاء و اقطاب کیلئے مخصوص ہے۔

اس کے بعد میرے لئے تقریر کرنا آسان ہو گیا اور میں نے خطبہ دینا شروع کر دیا بعد میں حضرت خضر علیہ السلام میرے امتحان کیلئے تشریف لائے (جیسے کہ وہ دوسرے اولیاء کا امتحان لیتے رہے تھے) تو میں نے ان سے کہا کہ میں بھی آپ سے ایسے ہی کہوں گا جیسے کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ کے اندر میرے جیسے صبر و تحمل کی طاقت نہیں آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ خبردار ہو جائیں میں بھی ہوں اور آپ بھی۔ یہ گیند ہے اور یہ میدان۔ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں اور یہ رحمان۔ یہ میرا زین کسا ہوا گھوڑا بھی ہے اور میری کمان کا چلہ بھی چڑھا ہوا ہے اور میری کاٹ دینے والی تلوار بھی ہے۔ (قلائد الجواہر)

وعظ و تبلیغ کا آغاز

آپ کے وعظ و تبلیغ کا آغاز اپنے شیخ طریقت جناب ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ سے ہوا کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بغداد مقدس میں ایک بہت بڑا مدرسہ بھی تھا جس میں وہ وعظ و ارشاد کے علاوہ تشنگان علوم دینیہ کو درس بھی دیا کرتے تھے قاضی صاحب کو جب آپ کے روحانی فضل و کمال اور علمی استعداد و صلاحیت اور فہم و فراست کا اندازہ وافر ہو گیا تو ۵۲۱ھ میں آپ نے اپنا مدرسہ آپ ہی کے حوالہ کر دیا۔

مجلس وعظ میں ہجوم

شیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ ابتدا میں میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا کرتے تھے پھر جب شہرت ہوئی تو میرے پاس خلقت کا ہجوم آنے لگا اس وقت میں بغداد شریف کے محلہ حلبہ کی عیدگاہ میں بیٹھا کرتا تھا لوگ رات کو مشعلیں اور لالٹینیں لے کر آتے پھر اتنا اجتماع ہونے لگا کہ یہ عیدگاہ بھی لوگوں کیلئے ناکافی ہو گئی اس وجہ سے باہر بڑی عیدگاہ میں منبر رکھا گیا لوگ دور دراز سے کثیر تعداد میں گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے تقریباً ستر ہزار کا اجتماع ہوتا تھا۔

مدرسہ کی تعمیر نو

عوام کے کثیر تعداد میں حاضر ہونے کی وجہ سے مدرسہ کی عمارت کی وسعت ناکافی تھی لوگ باہر فصیل کے نزدیک کے سرائے کے دروازے کے قریب سڑک پر بیٹھ جاتے روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر قرب وجوار کے مکانات شامل کر کے مدرسہ عالیہ کی عمارت کو وسیع کر دیا گیا امراء نے مدرسہ کی وسیع ترین عمارت بنوا دینے میں زر کثیر خرچ کیا۔ فقراء اور صوفیاء نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا۔ یہ عظیم الشان مدرسہ آپ کے اسم گرامی کی نسبت سے مدرسہ قادریہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

شہرت عام

آپ کے مواعظ حسنہ کی شہرت بہت جلد قریب و نزدیک پھیل گئی جب مدرسہ کی وسیع و عریض عمارت بھی لوگوں کے بے پناہ ہجوم کا احاطہ نہ کر سکتی تھی اور آپ کا منبر شہر سے باہر عیدگاہ کے وسیع میدان میں رکھا جاتا تھا حاضرین مجلس کی تعداد بسا اوقات ستر ہزار بلکہ اس سے بھی بڑھ جاتی تھی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم دوات لیکر بیٹھتے تھے اور جو کچھ آپ سے سنتے تھے املا کرتے تھے یعنی آپ کے ارشاد کو نوٹ کیا کرتے تھے۔

چالیس سال تک وعظ

شہباز لامکانی قدس سرہ النورانی کے فرزندار جمند سیّدنا عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک چالیس سال مخلوق کو وعظ ونصیحت فرمایا......! (اخبار الاخیار)

شاہ جیلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہفتہ میں تین دن (جمعہ، منگل اور بدھ) کو وعظ ونصیحت فرمانے کیلئے متعین فرمایا تھا۔

ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے شیخ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علماء کا لباس پہن کر اونچے مقام پر جلوہ افروز ہو کر وعظ فرماتے تو لوگ آپ کے کلام مبارک کو بغور سنتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے۔

عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ آپ نیک بات کی تلقین فرماتے اور برائی کو روکنے اور اس سے بچنے کی تاکید فرماتے۔ امراء، سلاطین، خاص و عام کو منبر پر رونق افروز ہو کر ان کے سامنے نیک بات بتاتے۔ جو کوئی ظالم شخص کو حاکم مقرر کرتا تو اس کو اس سے منع فرماتے۔ آپ کو برائی سے روکنے پر کسی سے قطعاً خوف وخطرہ نہ ہوتا۔ (قلائدالجواہر)

وعظ کی اثر انگیزی

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واعظ حکمت و دانش کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر رہوتا تھا اس کی تاثیر کا یہ عالم ہوتا تھا کہ لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ بعض لوگ جوش میں آ کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مجلس وعظ میں ایک دو آدمی غشی کی حالت میں واصل بحق ہوگئے۔ اکثر اوقات غیر مسلم بھی آپ کی مجالس وعظ میں شرکت کرنے آتے آپ کا وعظ سن کر انہیں کلمہ شہادت پڑھ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ جو گمراہ مسلمان آپ کا وعظ سن لیتا صراط مستقیم اختیار کر لیتا۔ مشہور ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں بکثرت رجال (جن وملائک) بھی شرکت کرتے تھے۔ آپ کے وعظ کی اثر انگیزی سے ان کے لباس اور ٹوپیاں شعلہ فروزاں بن جاتیں اور شدت جذبات سے ان میں اضطراب برپا ہوجاتا۔

آپ کی آواز نہایت کڑک دار تھی جسے دور نزدیک بیٹھنے والے تمام لوگ یکساں سنتے تھے۔ ہیبت کا یہ عالم تھا کہ دورانِ وعظ کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ بات کرے، ناک صاف کرے، تھوکے یا اِدھر اُدھر اٹھ کر جائے۔ وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے کیونکہ الہامات ربانی کی بے پناہ آمد ہوتی تھی اس دور کے اکثر نامور مشائخ آپ کی مجالس وعظ میں بالالتزام شریک ہوتے تھے مجالس وعظ میں بکثرت کرامات آپ سے سرزد ہوجاتیں۔

آپ کے مواعظ دلوں پر بجلی کی طرح اثر کرتے تھے ان میں بیک وقت شوکت وعظمت بھی تھی اور دل آویزی اور حلاوت تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب خاص تھے عارف کامل تھے اسلئے ہر وعظ سامعین کے حالات وضروریات کے مطابق ہوتے تھے لوگ جب بغیر پوچھے اپنے شبہات اور قلبی امراض کا جواب پاتے تھے تو ان کو روحانی سکون حاصل ہوجاتا تھا۔ آپ کے مواعظ حسنہ کے الفاظ آج بھی دلوں میں حرارت پیدا کرتے ہیں اور ان میں بے مثال تازگی اور زندگی محسوس ہوتے ہے۔

مواعظ حسنہ کا اثر

آپ کے شاگرد شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر ایک لاکھ سے زائد فساق وفجار اور بداعتقاد لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور ہزارہا یہودی اور عیسائی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ خود ارشاد فرمایا کہ میری آرزو ہوتی ہے کہ میں ہمیشہ خلوت گزین رہوں۔ دشت و بیابات میرا مسکن ہو۔ نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں اس کو دیکھوں...... لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی بھلائی مقصود ہے۔ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد عیسائی اور یہودی مسلمان ہو چکے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وانعام ہے۔ (اخبار الاخیار)

یہود و نصاریٰ کا قبول اسلام

بغداد کے باشندوں کا بڑا حصہ حضرت کے ہاتھ پر توبہ سے مشرف ہوا، اور نہایت کثرت سے عیسائی یہودی اور دوسرے غیر مذاہب کے لوگ مشرف با اسلام ہوئے۔ شیخ عمر الکیمانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ آپ کی مجالس شریفہ میں کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی کہ جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا ڈاکو، قزاق، قاتل النفس، مفسد اور بداعتقاد لوگ آپ کے دست حق پرست پر توبہ نہ کرتے ہوں۔ (اخبار الاخیار)

عیسائی راہب کا مسلمان ہونا

اسی طرح ایک دفعہ ایک عیسائی راہب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کا نام سنان تھا۔ صحائف قدیمہ کا زبردست عالم تھا اس نے حضرت کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور پھر مجمع عام میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام قبول کر لوں اور اس پر میرا مصمم ارادہ ہو گیا کہ میں یمن میں سب سے اعلیٰ و افضل شخصیت کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔

اسی سوچ بچار میں تھا کہ مجھے نیند آئی اور میں نے حضرت سیّدنا عیسیٰ (علیہ السلام) کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اے سنان! بغداد شریف جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر لو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین پر تمام لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء)

تیرہ عسائیوں کا قبولِ اسلام

شیخ عمر الکیمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت اقدس میں تیرہ اشخاص اسلام قبول کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ عرب کے عیسائی ہیں، ہم نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ سوچ رہے تھے کہ کسی مرد کامل کے دست حق پرست پر اسلام قبول کریں۔

اسی اثنا میں ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ بغداد شریف جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرو ..... کیونکہ جس قدر ایمان ان کی برکت سے تمہارے دلوں میں جاگزیں ہوگا اس قدر ایمان اس زمانہ میں کسی دوسری جگہ سے ناممکن ہے۔ چنانچہ ہم اسی غیبی اشارہ کے ماتحت بغداد آئے ہیں اور الحمدللہ کہ ہمارے سینے نورِ ہدایت سے معمور ہوگئے۔ (قلائد الجواہر)

بادشاہ اور امراء کی نیاز مندی

شیخ موفق الدین ابن قدامہ صاحب مغنی کا بیان ہے کہ میں نے کسی شخص کی آپ سے بڑھ کر تعظیم وتکریم ہوتے نہیں دیکھی آپکی مجالس وعظ میں بادشاہ، وزراء اور امراء نیاز مندانہ حاضر ہوتے تھے اور عام لوگوں کے ساتھ مودبانہ اور خاموش بیٹھ جاتے تھے علماء اور فقہاء کا تو کچھ شمار ہی نہ تھا۔

اپنے وعظ میں مطلق کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے اور جو بات حق کی ہوتی برملا کہہ دیتے خواہ اس کی زد کسی بڑے سے بڑے آدمی پر پڑتی، آپ کی اس بے باکی اور اعلان کلمۃ الحق میں بے مثال جرأت کی وجہ سے آپ کے مواعظ ایسی شمشیر بُرّاں بن گئے تھے جو معصیت وطغیان کے جھاڑ جھنکار کو ایک ہی وار میں قطع کردے۔

حکایت

ایک دفعہ خلیفہ کے محلات کا ناظم عزیز الدین آپ کی مجلس میں بڑے تزک واحتشام کیساتھ آیا یہ شخص خلیفہ کا معتمد خاص اور مقرب تھا اور بڑا صاحب اثر امیر تھا۔ اس کے آتے ہی آپ نے اپنی تقریر کا موضوع بدل دیا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، تم سب کی یہ حالت ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی بندگی کرتا ہے اللہ کی بندگی کون کرتا ہے اس کے بعد آپ نے اس سے مخاطب ہوکر فرمایا، کھڑا ہو، اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دے تاکہ اس فانی گھر یعنی دُنیا سے بھاگ کر ربّ العالمین کی طرف لپکیں اور اس کی رسّی کو تھام لیں۔ عنقریب تجھ کو خدا کی طرف لوٹنا ہوگا اور وہ تیرے اعمال کا محاسبہ کرے گا۔

اصلاح و تطہیر

غرض وعظ ونصیحت میں آپکی بے باکی بے مثال تھی بعض اوقات اس میں نہایت تیزی اور تندی پیدا ہوجاتی تھی۔آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دِلوں پر میل جم گیا ہے جب تک اسے زور سے رگڑا نہیں جائے گا دُور نہ ہوگا میری سخت کلامی اِن شاءَ اللہ تعالیٰ ان کیلئے آب حیات ثابت ہوگی۔ایک دفعہ اپنے وعظ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ میرا وعظ کے منبر پر بیٹھنا تمہارے قلوب کی اصلاح وتطہیر کیلئے ہے نہ کہ الفاظ کے الٹ پھیر اور تقریر کی خوشنمائی کیلئے ہے میری سخت کلامی سے مت بھاگو کیونکہ میری تربیت اس نے کی ہے جو دین خداوندی میں سخت تھا میری تقریر بھی سخت ہے اور کھانا بھی سخت اور روکھا سوکھا ہے پس جو مجھ سے اور میرے جیسے لوگوں سے بھاگا اس کو فلاح نصیب نہیں ہوئی جن باتوں کا تعلق دین سے ہے ان کے متعلق جب تو بے ادب ہے تو میں تجھ کو نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی یہ کہوں گا کہ اس کو کئے جا۔تو میرے پاس آئے یا نہ آئے پرواہ نہ کروں گا میں قوت کا خواہاں خدا سے ہوں نہ کہ تم سے میں تمہاری گنتی اور شمار سے بے نیاز ہوں۔

آپ کے سمجھانے کا انداز

آپ کے سمجھانے کا انداز یہ تھا کہ جب کوئی آدمی آپ کی مجلس میں شریعت کے خلاف کام کرنے والا حاضر ہوتا یا کوئی تائب ہوکر توبہ توڑ دیتا تو آپ فرماتے کہ اے شخص! ہم نے تجھ کو پکارا لیکن تو نے جواب نہیں دیا......ہم نے تجھے روکنا چاہا لیکن تو نہیں رُکا......ہم نے تجھے ہلاکت سے بچانا چاہا لیکن تو شرمندہ نہیں ہوا......ہم نے تیری برائیوں کو واضح کیا اور تو جانتا تھا کہ ہمیں تیرے عیوب کا علم بھی ہے......ہم نے تجھے دِنوں اور مہینوں کی مہلت عطا کی ہم نے برسوں تجھے بشارتیں سنائیں لیکن تیری نفرت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور ہم تجھے زائد سے زائد فسق وفجور میں مبتلا پاتے رہے۔

اے شخص! اگر تو نے عہد کرنے کے بعد عہد شکنی کر کے خود کو اپنے پہلے عہد کی طرف رجوع کر لیا تو پھر یہ بتا کہ اگر ہم تیری جانب متوجہ نہ ہوں پھر تو کس طرح سیدھی راہ پر آئے گا......کیا تجھے علم ہے کہ اگر ہم تجھ سے درگزر کر کے تجھے نہ ڈرائیں تو پھر تو کب تک سیدھا ہوجائے گا......اگر ہم تجھے دفع کر کے فراموش کر دیں اور تیرے رجوع ہونے کو قبول کریں تو تیرا کیا حشر ہوگا......کیا تجھے یاد نہیں کہ تو ہمارے پاس خوفزدہ ہوکر آیا تھا اور عاجزی کے ساتھ ہمارے دروازے پر پڑا رہا پھر ہم سے منحرف ہوکر لوٹ گیا حالانکہ تو ہمارے محبت کا دعوے دار تھا......کس قدر حیران کن بات ہے کہ تو نے ہمارا قرب حاصل کر کے بھی اللہ کی محبت کا ذائقہ چکھا لیکن اس کے باوجود بھی ہماری جماعت سے کٹ گیا......اے شخص! اگر تو سچا ہوتا تو ہماری موافقت کرتا اگر ہم سے محبت ہوتی تو ہماری مخالفت نہ کرتا......اگر ہمارے احباب میں سے ہوتا تو ہمارے دروازے سے نہ بھاگتا اور خوشی کے ساتھ ہماری سزاؤں میں لذت حاصل کرتا......اے شخص! کاش تو پیدا ہی نہ ہوا ہوتا اور جب پیدا ہوگیا تو مقصدِ تخلیق کو سمجھتا......

اے خوابیدہ شخص! بیدار ہو، آنکھیں کھول اور دیکھ کہ تیرے سامنے عذاب کے لشکر سزا کیلئے پہنچ چکے ہیں اور تو ان کا مستحق بھی ہے لیکن رحیم و کریم ربّ کی وجہ سے محفوظ ہے۔

اے کوچ کرنے والے! اپنے سفر کیلئے زادِ راہ تیار کر لے اور مجھ سے یہ حکم سنتا جا کہ کثرتِ مال و جاہ اور طویل زندگی سے فریب نہ کھا کیونکہ گردش لیل و نہار کے نتیجہ میں عجیب و غریب واقعات پیش آتے رہتے ہیں تجھ سے قبل بھی اس دنیا میں بہت سے نامور پیدا ہوئے تو اپنی حفاظت کر، خبردار ہو جا کہ یہ دنیا تجھے قتل کرنے کیلئے شمشیر بدست ہے یہ بہت ہی غدار اور مکار ہے اسے جب بھی موقع ملے گا تجھ کو لوٹ لے گی اور تجھ جیسے کتنے ہی لوگ اس کی چمک دمک اور اس کے حرص و طمع سے فریب کھا چکے ہیں اگر تو نے اس کی اطاعت کی یا اس کی قسموں پر کان لگائے یا اس کو مراد و خواہش سمجھ لیا تو یہ تجھے فریب ہی فریب میں سم قاتل کا جام پلا دے گی اس نے بہت سی بستیوں کو اس طرح اجاڑ دیا کہ اہل بستی خون کے آنسو بہاتے چلے اور یوم بعث تک وہاں روک دیئے گئے۔

علمی شان

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شان بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ نے آپکو ظاہری اور باطنی علم میں کامل دسترس عطا فرمائی۔ قرآن وحدیث پر آپ پوری طرح عبور رکھتے تھے آپ کا حافظہ بڑا باکمال تھا جس چیز پر ذرا سا غور فرماتے فوراً از بر یاد ہو جاتی ظاہری علوم کے علاوہ آپ نے جب بے پناہ ریاضت کی تو اس وقت مشاہدہ کے ذریعے بے پناہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے اور اسرار و رموز اتنے زیادہ ملے کہ جب کوئی علمی بات کرتا تو آپ فوراً اس کے اسرار بیان فرمادیتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ نے درس وتدریس اور خطبات کا آغاز فرمایا تو دنیا آپ کے علم پر حیران ہوئی آپ ایسے ایسے نکات بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علماء کے علم میں نہ ہوتے اس لئے تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے علم کی شہرت دور ونزدیک میں بہت جلد پھیل گئی آپ کی درس گاہ سے بہت جید علماء سیراب ہوئے غرض کہ حضرت سیّد غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینی علوم کا انمول خزانہ تھے اور تشنگان علوم دینیہ نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھا۔

آپ کے علم وفضل کی شہرت سن کر لوگ سینکڑوں کوس کا پرصعوبت سفر طے کر کے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور علم کے اس بحر زخار سے سیراب ہوتے وسعت علم کے لحاظ سے آپ تمام علماء فقہائے زمانہ پر سبقت لے گئے اور دنیائے اسلام میں کوئی ایسا عالم نہیں تھا جو آپ کے تبحر علمی، عظمت اور کمال کا معترف نہ ہو گیا ہو۔ اس ضمن میں چند واقعات یہاں درج کئے جاتے ہیں جن سے آپ کی علمی وسعت کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔

آپ کے فرزندوں کا بیان

سیّد شیخ عبدالرزاق شیخ عبدالوہاب، شیخ ابراہیم (فرزندان حضرت شیخ) شیخ ابوالحسن عمر کیمانی اور شیخ ابوالحسن عمر بزاز کا متفقہ بیان ہے کہ ہم ۵۵۷ھ میں حضرت شیخ کے گھر پہنچے جو آپ کے مدرسہ باب ازج میں واقع ہے اس وقت آپ دودھ نوش فرما رہے تھے آپ نے دودھ چھوڑ دیا اور دیر تک مستغرق رہے پھر فرمانے لگے ابھی ابھی میرے لئے علم لدنی کے ستر دروازے کھول دیئے گئے ہیں ان میں سے ہر دروازے کی وسعت زمین وآسمان کے درمیان فراخی کے مثل ہے اس کے بعد آپ نے طبقۂ خاص کے معارف بیان کرنا شروع کر دیئے اس سے حاضرین حیرت و وحشت میں ڈوب گئے...... ہم نے کہا ہمیں یقین نہیں آتا کہ حضرت شیخ کے بعد کوئی ایسا کلام کر سکے۔

شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

شیخ یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو...... ان دِنوں حضرت شیخ نوجوان تھے۔ انہوں نے فرمایا حضور! میں ایک عجمی آدمی ہوں بغداد کے فصیح اللسان لوگوں کے سامنے کس طرح بولوں؟ انہوں نے فرمایا تم نے فقہ، اصول فقہ، عقائد، نحو، لغت اور تفسیر القرآن کے علوم حاصل کیئے ہیں تم کس طرح لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کے قابل نہیں ہو؟...... منبر پر بیٹھو اور وعظ کہو میں تمہارے اندر ایسا بیج دیکھ رہا ہوں جو خرما (ثمر آور) درخت بن جائے گا۔

سو فقہاء کے سوالوں کے جواب

شیخ ابو محمد مفرح بن نبہان شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ جب حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شروع شروع میں شہرہ ہوا تو بغداد کے اکابر فقہاء اور علماء میں سے سو آدمی آپ کی خدمت میں یہ طے کر کے آئے کہ ان میں سے ہر فقیہ مختلف علوم میں آپ سے الگ الگ مسائل پوچھے گا اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح وہ آپ کو لاجواب کر دیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ جس وقت یہ لوگ محفل میں آئے، میں بھی وہاں موجود تھا ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور محفل جم گئی اس وقت حضرت شیخ کے سینے سے نور کی ایک تلوار نکلی جو ان سو فقیہوں کے سینوں پر سے تیزی سے گزر گئی اسے صرف وہی دیکھ رہے تھے فضل خداوندی جن کے شامل حال تھا۔ ہر فقیہ کے سینے پر تلوار کیا گزری کہ سب کو حیران، پریشان اور مضطرب کرتی گئی اسکے بعد انہوں نے مل کر چیخ ماری، کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر کھول دیئے اور تمام فقیہ آپ کی کرسی پر ٹوٹ پڑے انہوں نے اپنے سر آپ کے قدموں میں رکھ دیئے اس موقع پر تمام اہل مجلس نے بلند آواز سے اس قدر ہاؤ ہو کی جس سے بغداد کانپ اٹھا حضرت شیخ نے ان میں سے ہر ایک کو اپنے سینے سے لگانا شروع کیا جب تمام کو سینے سے لگا چکے تو ایک ایک کو پکڑ کر فرمانا شروع کیا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے الغرض سو کے سو فقہاء کے سوالات اور ان کے مکمل جوابات انہیں سنا دیئے۔

راوی کا بیان ہے کہ مجلس کے اختتام پر میں نے ان فقہاء سے حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جس وقت ہم حضرت شیخ کی محفل میں آن بیٹھے تو ہمارا سارا علم لوح قلب و دماغ سے محو ہو گیا یوں لگتا تھا جیسے ہمیں علم کی ہوا بھی نہیں لگی پھر جس وقت حضرت شیخ نے ہمیں سینے سے لگانا شروع کیا تو علم واپس آ گیا حیرانگی کی یہ بات ہے کہ ہم اپنے سوال بھول گئے تھے انہوں نے وہ ہمیں بتا دیئے اور ان کے ایسے ایسے جوابات دیئے جو خود ہمیں بھی معلوم نہ تھے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اعتراف کمال

مشہور محدث، مؤرخ اور فقیہ (مالکی) علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عصر تھے۔ وہ ۵۱۰ھ (1116ء) میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ھ (1200ء) میں فوت ہوئے۔ انہوں نے فقہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تائید میں احادیث پر بہت جرح کی اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور کتاب احیاء العلوم میں جو ضعیف احادیث پائی جاتی ہیں ان پر بھی بحث کی، نہایت زبردست خطیب اور واعظ تھے...... ان کی چند مشہور تصانیف کے نام یہ ہیں:۔

الملتزم، المتقط المنتظم فی تاریخ الامم، تریاق الذنوب، تذکرۃ الایقاط، کفات المجالس فی الواعظ، المجتبیٰ من المجنبی، کشف النقاب، عن الاسماء والالقاب۔

کہتے ہیں کہ وفات سے پہلے انہوں نے وصیت کی کہ میں نے اپنی زندگی میں جن قلموں سے حدیث لکھی ہے ان کا تراشہ میرے حجرے میں محفوظ ہے مرنے کے بعد مجھے غسل دیں تو غسل کا پانی تراشہ سے گرم کریں چنانچہ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ تراشہ اتنا کثیر تھا کہ پانی گرم ہو کر بھی بچ رہا جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا اور بہت سے لوگ انہیں تفسیر وحدیث کا امام مانتے تھے۔

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت وکمال کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے عالم بھی آپ کے تبحر علمی کے معترف ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتدا میں سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخالف تھے اور آپ کے ارشادات ومواعظ پر وقتاً فوقتاً اعتراض کرتے رہتے تھے۔ ایک دن حافظ ابوالعباس احمد نے اصرار کر کے انہیں اپنے ہمراہ سیّدنا غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں لے گئے اس وقت آپ قرآن حکیم کا درس دے رہے تھے اردگرد طلبہ وتلامذہ کا ہجوم تھا شیخ ابوالعباس احمد اور علامہ جوزی (رحمہم اللہ تعالیٰ) حلقہ درس سے پرے ہٹ کر بیٹھ گئے اتنے میں قاری نے ایک آیت پڑھی سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا ترجمہ بتایا اور پھر تفسیری نکات بیان کرنے شروع کر دیئے پہلے نکتہ پر حافظ ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا، کیا آپ کو اس کا علم ہے؟ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا، پھر دوسرے نکتہ پر یہی سوال کیا اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اثبات میں جواب دیا...... حتیٰ کہ گیارہ تفسیری نکات تک علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اثبات میں جواب دیتے رہے اس کے بعد جو سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارھواں نکتہ بیان کیا تو علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا علم جواب دیتا نظر آیا اور انہوں نے کہا یہ نکتہ مجھے معلوم نہیں ادھر سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان اس طرح جاری تھا کہ علم کا ایک دریا ہے جو امنڈتا ہوا چلا آتا ہے اور کہیں رکنے کا نام نہیں لیتا اس کے بعد یکے بعد دیگرے آپ نے اس آیت کے چالیس تفسیری نکات ورموز بیان فرمائے۔ بارھویں سے چالیسویں نکتہ تک علامہ ابن جوزی اپنے علم کی بے بسی کا اعتراف کرتے رہے اور حیرت واستعجاب کے عالم میں سر دھنتے رہے آخر بے اختیار ہو کر پکار اٹھے

اب میں قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ...... پھر جوش و ہیجان میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور آپ کے قریب پہنچ کر آپ کے تبحر علمی اور عظمت کا اعتراف کرلیا۔ حافظ ابو العباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھ کر حاضرین مجلس کے جوش واضطراب کا ٹھکانہ نہ رہا۔ (قلائد الجواہر)

علمی وسعت

ابو محمد الخشاب النحوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں جوانی میں علم نحو پڑھا کرتا تھا اور مجھے بے حد اشتیاق تھا کہ کسی استاد کامل کی شاگردی اختیار کروں جو مجھے نحو اور دوسرے علوم پر عبور کرادے۔ اسی اثنا میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم وفضل کی شہرت عام ہوئی جو شخص ایک دفعہ آپ کی مجلس میں جاتا ہمیشہ کیلئے آپ کے علم وفضل کا معتقد ہو جاتا جب بہت لوگوں سے آپ کی تعریف وتوصیف سنی تو میں بھی ایک دن آپ کی مجلس میں جا پہنچا میرے وہاں پہنچتے ہی آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا، اگر تم ہمارے پاس رہو تو ہم تمہیں سیبویہ کا زمانہ دکھا دیں گے۔

میں تو دل سے یہی چاہتا تھا چنانچہ اسی وقت سے آپ کی خدمت میں رہنا شروع کردیا تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے مجھے مسائل نحویہ وعلوم عقلیہ وعلوم نقلیہ پر ایسا عبور کرادیا کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا میں نے آپ جیسا مفسر، محدث، فقیہ اور دوسرے علوم کا ماہر کامل ساری عمر میں نہیں دیکھا۔

علم و فضل میں مرتبہ

شیخ عبد اللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ کا ایک شاگرد عمر حلاوی بغداد سے باہر چلا گیا اور جب چند سال غائب رہ کر بغداد واپس آیا تو میں نے پوچھا کہ تم کہاں غائب ہوگئے تھے اس نے کہا میں مصر و شام اور بلاد مغرب میں گھومتا پھرا جہاں میں نے تین سو ساٹھ مشائخ کرام سے ملاقات کی لیکن ان میں ایک بھی ایسا نہ ملا جو علم وفضل میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہم پلہ ہو اور سب کو یہی کہتے سنا کہ حضرت موصوف ہمارے شیخ وپیشوا ہیں۔

محب الدین ابن نجار اپنی تاریخ میں رقم طراز ہیں کہ آپ کا شمار جیلان کے سربرآوردہ زاہدین میں سے تھا اور علمائے راسخین میں ایسے امام تھے جو اپنے علم پر عمل پیرا ہوتے ہیں آپ سے بیشمار کرامتوں کا ظہور ہوا آپ نے بغداد آنے کے بعد علوم فقہ، اصول وفروع کی تعلیم حاصل کی اور سماعت حدیث مکمل کرکے وعظ ونصیحت میں مشغول ہوگئے جب آپ کے فضائل وکرامات کی شہرت ہوئی تو آپ مخلوق سے علیحدگی اختیار کرکے خانہ نشین ہوگئے مخالفت نفس کے سلسلہ میں شدید مجاہدات کئے اور صعوبتوں کو حاصل زیست بنالیا فقر وفاقہ کی حالت میں بادیہ پیمائی کرتے اور ویرانوں میں اقامت گزین ہوجاتے۔

حافظ زین الدین نے اپنی تصنیف طبقات میں لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر بن ابی صالح موسیٰ عبد اللہ بن جنگی دوست بن ابی عبد اللہ

الجیلی ثم بغدادی، زہد شیخ وقت، علامہ دہر قدوۃ العارفین، سلطان المشائخ اور سردار اہل طریقت تھے، آپ کو خلق اللہ میں قبولیت عام حاصل ہوئی اہل سنت کو آپ کی ذات سے تقویت حاصل ہوئی اور مبتدعین ذلت اور رسوائی سے ہمکنار ہوئے آپ کے اقوال و افعال اور کرامات و مکاشفات زبان زد خاص و عام ہوئے، اطراف و اکناف سے مسائل شرعی معلوم کرنے کیلئے استفتاء آتے جن کے جوابات دیئے جاتے امراء و وزراء خلیفہ اور عوام سب کے دلوں میں آپ کی عظمت و ہیبت بیٹھ گئی۔

تاج العارفین اور غوث الاعظم (رحمہم اللہ تعالیٰ)

شیخ ابوالحسن اور شیخ ماجد کردی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ تاج العارفین حضرت ابوالوفا منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت اور حقائق و معارف بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں داخل ہوئے اس وقت آپ نوجوان تھے اور نئے نئے بغداد میں آئے تھے شیخ ابوالوفا نے اپنی گفتگو روک دی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجلس سے نکال دینے کا حکم دیا چنانچہ آپ کو نکال دیا گیا اور تاج العارفین نے دوبارہ اپنی گفتگو شروع کر دی اتنے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پھر مجلس میں آ گئے تاج العارفین نے دوبارہ بات کاٹ کر آپکو نکال دینے کیلئے کہا۔ لوگوں نے آپ کو باہر بھیج دیا۔ تاج العارفین نے پھر سلسلہ کلام شروع کر دیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیسری بار مجلس میں داخل ہوئے اب کی دفعہ تاج العارفین منبر سے اترے، حضرت شیخ سے معانقہ کیا انکی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا بغداد والو! اللہ کے ولی کیلئے کھڑے ہو جاؤ، میں نے مجلس سے ان کو نکال دینے کا حکم اہانت کیلئے نہیں بلکہ اسلئے دیا تھا کہ تم لوگ انہیں اچھی طرح پہچان لو مجھے ربّ تعالیٰ کے عز و مجد کی قسم! ان کے سر پر حق کی روشنی ہے جس کی کرنیں مشرق و مغرب سے تجاوز کر گئی ہیں پھر حضرت شیخ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے عبدالقادر! اب وقت ہمارے لئے ہے آئندہ تمہارے لئے ہو جائے گا...... اے عبدالقادر! ہر مرغ آواز نکالتا ہے اور خاموش ہو جاتا ہے مگر تمہارا مرغ قیامت تک چیختا رہے گا پھر انہیں اپنا سجادہ قمیض، تسبیح، پیالہ اور عصا عنایت فرمایا ان سے کہا گیا کہ آپ انہیں بیعت کر لیں مگر انہوں نے فرمایا ان کی پیشانی پر مخرمی (حضرت ابوسعید مخرمی) کا حصہ لکھ دیا گیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب مجلس ختم ہو گئی اور تاج العارفین منبر سے نیچے اترے تو آپ اس کے نچلے زینے پر بیٹھ گئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے عبدالقادر! تیرا ایک وقت آئے گا پس جب وہ وقت آئے تو اس (یہاں تاج العارفین نے اپنی ریش مبارک ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف اشارہ فرمایا) بوڑھے کو یاد رکھنا۔

شیخ عمر بزاز کا بیان ہے کہ تاج العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تسبیح حضرت شیخ کو عطا کی تھی وہ جس وقت اسے زمین پر رکھتے وہ ایک ایک دانہ کر کے خود بخود گردش کرتی رہتی حضرت شیخ کے وصال کے وقت یہ تسبیح آپ کی شلوار کی جیب میں تھی

جو شیخ علی بن ہیتی نے لے لی۔ ان کے بعد یہ تسبیح شیخ محمد بن فائد کے حصے میں آئی اور تاج العارفین نے آپ کو جو پیالہ دیا تھا اس کی کیفیت یہ تھی کہ جو شخص اسے ہاتھ میں لینے کا ارادہ کرتا تو وہ خود بخود اس کی طرف حرکت کرتا۔

آپ کا لقب محی الدین ہونے کی وجہ

بعض حضرات نے جب حضرت شیخ کے لقب محی الدین کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ ۵۱۱ھ میں جمعہ کے دن ایک سفر سے ننگے پاؤں بغداد واپس ہوا تو ایک شخص کا میرے قریب سے گزر ہوا جو بہت ہی بیمار اور کمزور تھا حتیٰ کہ اسکا رنگ بھی تبدیل ہو چکا تھا اس نے مجھ سے کہا، السلام علیک یا عبدالقادر! میں نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر اس نے مجھے اپنے قریب بیٹھنے کیلئے کہا تو میں اس کے پاس بیٹھ گیا بیٹھتے ہوئے میں نے دیکھا کہ اس کا جسم توانا ہوتا جا رہا ہے اور رنگ میں بھی نکھار پیدا ہو گیا ہے یہ دیکھ کر میں اس سے خوفزدہ ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا خدا کی قسم! میں نہیں پہچانتا۔ تب اس نے کہا کہ میں دین ہوں جو حالات کی وجہ سے مٹ چکا تھا لیکن اللہ نے موت کے بعد تیرے ہاتھ سے مجھے پھر حیات نو عطا فرمائی ہے۔

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے اٹھ کر جامع مسجد میں داخل ہوا تو وہاں میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جس نے مجھے یاسیّدی محی الدین کے لقب سے مخاطب کیا اور جب میں نے نماز کا قصد کیا تو بہت سے لوگ دوڑے ہوئے آئے اور میرے ہاتھ کو بوسہ دینے لگے اور یا محی الدین کہتے جاتے تھے حالانکہ اس سے قبل میں کبھی اس نام سے نہیں پکارا گیا تھا۔

غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تبحر علمی

محمد بن الحسینی موصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرہ علوم پر بحث کیا کرتے تھے اور مدرسہ میں دورانِ درس اپنوں اور غیروں پر بے لاگ تبصرہ فرمایا کرتے۔ دن کے ابتدائی حصہ میں تفسیر اور حدیث واصول کی تعلیم دیتے اور ظہر کے بعد قرأت کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔

آپ کے سر مبارک پر تین چادروں کی توضیح

محمد بن ابی العباس الخضر الحسینی الموصلی اپنے والد ماجد کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۵۵۱ھ میں انہوں نے ایک رات یہ خواب دیکھا کہ ایک بہت وسیع میدان ہے جس میں بحر و بر کے تمام مشائخ جمع ہیں ان کے وسط میں حضرت شیخ جلوہ افروز ہیں تمام مشائخ کے سروں پر عمامے ہیں ان میں سے کسی کے عمامہ پر تو ایک چادر اور کسی کے عمامہ پر دو چادریں ہیں لیکن حضرت شیخ کے عمامہ پر تین چادریں ہیں، دورانِ خواب یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت شیخ کے عمامہ پر یہ تین چادریں کیسی ہیں...... نیند سے بیدار ہو کر دیکھا کہ حضرت شیخ سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں کہ ایک چادر تو شریعت کی ہے، دوسری حقیقت کی اور تیسری شرف وعزت کی۔

دینی خدمات

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دینی خدمات بے پناہ ہیں کیونکہ آپ نے جس دور میں بغداد میں حصول علم کے بعد مستقل قیام فرمالیا تو اس دور میں مسلمانوں میں بے پناہ اعتدالیاں آچکی تھیں لوگوں میں طرح طرح کے فتنے پیدا ہو چکے تھے ایک طرف فتنہ خلق قرآن، اعتزال اور باطنیت کی تحریکیں مسلمانوں کیلئے خطرۂ ایمان بنی ہوئی تھیں دوسری طرف علماء سوء اور نام نہاد صوفی لوگوں کو دین و ایمان سے برگشتہ کر رہے تھے مرکز اسلام بغداد میں بدکاری، فسق اور منافقت کا بازار گرم تھا خلافت بغداد دن بدن زوال پذیر تھی سلجوقی آپس میں لڑ رہے تھے جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا عباسی خلیفہ دم نہ مار سکتا تھا اور باطنیہ تحریک کے پیروؤں نے ملک میں اودھم مچا رکھا تھا کسی اہل حق کی جان و عزت محفوظ نہیں تھی ایسے پرآشوب دور میں آپ نے وعظ اور درس وتدریس کے ذریعے اِصلاح کا بیڑہ اٹھایا۔

درس و تدریس

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تکمیل مجاہدہ کے بعد درس وتدریس کا آغاز کیا مدرسہ میں باضابطہ طور پر تدریس کا بندوبست فرمایا مدرسہ کے طالب علموں کو خود بھی پڑھاتے تھے مدرسہ میں روزانہ ایک سبق تفسیر کا، ایک حدیث کا، ایک فقہ کا اور ایک اختلاف آئمہ اہل سنت اور ان کے دلائل کا ہوتا، علاوہ ازیں علوم طریقت کے متلاشیوں کو رموز شریعت سمجھائے جاتے تھے ظہر کے بعد تجوید کی تعلیم ہوتی تھی مذہب اہل سنت کو آپ کے درس وتدریس سے بڑا فروغ حاصل ہوا اور اس کے مقابلہ میں بداعتقادی اور بدعات کا بازار سرد پڑ گیا آپ خود عقائد و اصول میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور محدثین کے مسلک پر تھے آپ کی تعلیمی جدوجہد نے اہل سنت کی شان بڑھادی اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں ان کا پلڑا بھاری ہوگیا۔

بہرصورت دور دراز سے لوگ آپ سے علوم شریعت وطریقت حاصل کرنے کیلئے جوق در جوق آتے آپ پوری توجہ سے ان کی علمی تشنگی دور کرتے اور وہ علم کے اس بحر زخار سے سیراب ہوکر گھروں کو لوٹتے، چند سالوں کے اندر اندر آپ کے تلامذہ اور ارادت مند تمام عراق، عرب، شام اور دوسرے ممالک میں پھیل گئے ایک دن دورانِ درس ابن سمول آپ کی زیارت کو حاضر ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس صبر وتحمل پر حضرت شیخ سے اظہارِ حیرت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مشقت میرے لئے صرف ایک ہفتہ کی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس مشقت کو ختم کردے گا۔ چنانچہ میں نے ایک ایک دن شمار کرنا شروع کردیا حتیٰ کہ ہفتہ کے آخری دن اس کا انتقال ہوگیا اور میں اس کے جنازے میں شریک ہوا لیکن مجھے اس پر بہت تعجب رہا کہ حضرت شیخ کو ایک ہفتہ قبل ہی اس کے فوت ہونے کی خبر مل چکی تھی۔

طالب علموں کے ساتھ حضرت شیخ کا سلوک

احمد بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ ایک عجمی شخص ابی نامی آپ سے تعلیم حاصل کرتا تھا لیکن وہ اس درجہ کند ذہن اور غبی تھا کہ بہت مشکل سے اس کی سمجھ میں کوئی بات آتی تھی۔ اس کے باوجود حضرت شیخ انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ اس کو درس دیا کرتے تھے۔

آپ کے تلامذہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمی دنیا میں مثل آفتاب بن کر چمکے۔ آپ کے شاگردانِ عزیز میں سے بڑے بڑے شہرت یافتہ عالم بنے جنھوں نے اہل دنیا سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت کی بنا پر علم و عرفان میں سکہ منوایا۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد تو بے حد اور بے شمار ہے۔ وہ شاگرد جنھیں ناموری حاصل ہوئی، ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

محمد بن احمد بن بختیار، ابو محمد عبداللہ بن ابوالحسن الجباقی، خلف بن عباس المصری، عبدالمنعم بن علی الحرانی، ابراہیم الحداد الیمنی، عبداللہ الاسدی الیمنی، عطیف ابن زیاد الیمنی، عمر بن احمد الیمنی الحجری، مدافع بن احمد، ابراہیم بن بشارت العدلی، عمر بن مسعود البزاز، ان کے استاد میر بن محمد الجیلانی، عبداللہ البطائحی نزیل بعلبک مکی بن ابو عثمان السعدی اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن صالح، عبداللہ بن الحسن بن العکبری، ابوالقاسم بن ابوبکر احمد، ان کے بھائی احمد عتیق، عبدالعزیز بن ابونصر الجنابذی، محمد بن ابوالمکارم الجبہ الیعقوبی، عبدالملک بن ریال اور ان کے صاحبزادے ابوالفرج ابو احمد الفضیلۃ، عبدالرحمٰن بن نجم الخزرجی، یحییٰ التکریتی، بلال بن امیہ العدنی، یوسف مظفر العاقولی، احمد بن اسماعیل بن حمزہ عبداللہ بن احمد بن المنصوری، سدوۃ الصیر یفینی عثمان الباسری، محمد الواعظ الخیاط، تاج الدین بن بطۃ، عمر بن المدائنی، عبدالرحمٰن بن بقاء، محمد بن النخال، عبدالعزیز بن کلف، عبدالکریم بن محمد المصری، عبداللہ بن محمد بن الولید، عبدالحسن بن الدویرہ، محمد بن ابوالحسین ابوالحسن، دلف الحریکی، احمد بن الدبیقی، محمد بن احمد المؤذن، یوسف بن ہبۃ اللہ الدمشقی، احمد بن مطیع علی بن النفیس المامونی، احمد بن منصور علی بن ابوبکر بن ادریس محمد بن نصرہ، عبداللطیف بن محمد الحرانی ......رحمہم اللہ تعالیٰ......

فتویٰ نویسی

آپ کے علم وفضل کا جب چار دانگِ عالم میں شہرہ ہوا تو ہر طرف بکثرت استفتاء آنے لگے آپ بالعموم مذہب حنبلی اور مذہب شافعی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ فتویٰ نویسی کی سرعت کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی استفتاء آپ کے پاس رات بھر نہیں رہا اور نہ ہی کبھی آپ کو فتویٰ دینے میں غور وفکر کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ آپ استفتاء پڑھتے ہی اس کا جواب تحریر فرما دیتے تھے علماء عراق آپکے فتاویٰ کی صحت اور جواب کی سرعت پر بے حد تعجب کرتے اور بہت تعریف کرتے۔ شیخ موفق الدین بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ہم ۵۶۱ھ میں بغداد پہنچے تو اس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علم وفضل اور درس وافتاء میں کوئی ہمسر نہ تھا۔ طالب علموں اور فتاویٰ کے سائلوں کو آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کی حاجت نہ تھی۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بلاد عجم سے آپ کے پاس ایک استفتاء آیا جو اس سے پہلے اکثر علماء عراق کے سامنے پیش ہو چکا تھا مگر کسی نے اس کا تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔ استفتاء کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ کوئی ایسی عبادت کرے گا جس میں عبادت کے وقت کوئی دوسرا شریک نہیں ہوگا اگر وہ ایسی عبادت نہ کر سکے تو اس کی بیوی کو تین طلاق، ایسی عبادت کون سی ہو سکتی ہے.....؟

تمام علماء اس کا جواب دینے سے قاصر رہے جب سیّدنا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہ استفتاء آیا تو آپ نے فوراً اس پر یہ فتویٰ دے دیا کہ وہ شخص مکہ معظمہ چلا جائے مطاف اس کیلئے خالی کر دیا جائے اور وہ ایک ہفتہ تک تنہا طواف کرے۔ یہ جواب سن کر علماء حیران رہ گئے کیونکہ یہ ایک صورت تھی جس میں وہ شخص تنہا عبادت کر سکتا تھا اور اس کی قسم پوری ہو سکتی تھی۔ یہ فتویٰ ملتے ہی وہ شخص مکہ معظمہ روانہ ہو گیا اسی طرح آپ کے تمام فتاویٰ علم وحکمت کا مظہر اور ذہن رسا کا شاہکار ہوتے تھے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک

شیخ ابوتقی محمد بن ازہر صیر فینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مکمل ایک سال میرے اوپر ایسا گزرا کہ مجھے ہر لحہ یہ تمنا رہتی تھی کہ کسی کی رجال الغیب میں سے زیارت کروں۔ چنانچہ ایک رات میں نے خواب میں حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کی زیارت کی۔ جہاں ایک اور شخص بھی موجود تھا اس وقت مجھے (خواب ہی میں) یہ خیال آیا کہ یہ ضرور رجال الغیب میں سے ہے لیکن بیداری کے بعد میری یہ خواہش رہی کہ کاش میں اس شخص کو عالم بیداری میں دیکھ سکتا۔

چنانچہ یہی خواہش لئے ہوئے میں امام حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مزار کی جانب چل پڑا وہاں پہنچ کر میں نے ویسا ہی شخص دیکھا جیسا کہ خواب میں دیکھ چکا تھا لیکن جب میں تیزی سے زیارت کیلئے بڑھا تو وہ میرے سامنے سے نکل گئے اور جب میں دریائے دجلہ تک ان کا پیچھا کرتے ہوئے پہنچا تو دریائے دجلہ کے دونوں کنارے اتنے قریب کر دیئے گئے کہ اس میں صرف ایک ہی قدم کا فاصلہ

باقی رہ گیا چنانچہ وہ صاحب قدم بڑھا کر دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ میں نے انکو قسم دیکر کہا کہ ٹھہر کر مجھ سے گفتگو کرتے جایئے۔ جب وہ ٹھہر گئے تو میں نے پوچھا کہ آپ کا مسلک کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ ملت حنفیہ کا پیروکار ہوں شیخ ابوتقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ جب مجھے ان کے حنفی ہونے کا علم ہوا تو واپسی پر میں نے یہ طے کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کروں گا لیکن میں آپ کے مدرسہ کے دروازے ہی پر پہنچا تھا کہ بغیر دروازہ کھولے گھر کے اندر سے ہی آپ نے فرمایا...... اے محمد صیرفینی! روئے زمین پر مشرق و مغرب میں اس وقت کوئی ولی اللہ سوائے عبدالقادر کے حنفی مسلک کا نہیں ہے۔

تفریح الخاطر میں اس بات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک رات حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہاں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور حضور سے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنے پیارے بیٹے محی الدین کو فرمایئے کہ اس بوڑھے کی حمایت کرے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عبدالقادر! انکی درخواست پوری کرو۔ تب آپ نے ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے ان کی التماس قبول فرمائی اور فجر کی نماز حنبلی مصلے پر پڑھائی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے تو امام صاحب قبر سے نکلے اور ایک قمیض عنایت کی اور آپ سے معانقہ کیا اور فرمایا اے عبدالقادر! بیشک علم شریعت و حقیقت، عالم حال و فعل میں تم سے احتیاج رکھتا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانی ملاقات حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی حنبلی مذہب اختیار کرنے اور حنفی مذہب اختیار نہ کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا کہ اسکی دو وجوہات ہیں ایک یہ کہ حنبلی مذہب مقلدین کی کمی کے باعث ضعیف ہو چکا ہے دوسرے یہ کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسکین ہیں اور میں بھی مسکین ہوں اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ سے مسکینی طلب کی تھی اور دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں رکھ اور اسی حالت میں مار اور قیامت کے روز مسکینوں کے ساتھ اٹھا۔

تربیت مریدین

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ راہ سلوک کیلئے علوم شرعیہ اور اصطلاحات صوفیہ سے واقف ہونا بہت ہی ضروری ہے اور اس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہئے نیز راہ سلوک طے کرنے والے شیخ کیلئے مرید کو ایسی تربیت دینا ضروری ہے جو صرف خدا کیلئے ہو اور اس میں اپنی ذاتی غرض قطعاً شامل نہ ہو۔

شیخ کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مرید کے ساتھ ناصحانہ طرز اختیار کرے۔اس کو بنظر شفقت دیکھے اور اگر احتمال ہو کہ مرید ریاضت نہ کر سکے گا تو اس کیساتھ مہربانی اور نرمی کا سلوک کرے اس کی تربیت اس طرح کرے جس طرح کہ ماں شیر خوار بچے کی کرتی ہے یا باپ اپنی اولاد کی تربیت شفقت سے کرتا ہے اس پر اتنا بار ہرگز نہ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو۔

پھر جب مرید یہ عہد کرے کہ میں گناہوں سے مجتنب ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا رہوں گا اس پر اس وقت سختی کرنا جائز ہے اور حدیث شریف کے مطابق عہد لینا بھی بنیادی شے ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی بیعتِ رضوان کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان سے عہد لیا تھا۔

تمام علماء و مشائخ جناب شیخ کی خدمت میں نہایت احترام و تعظیم سے مودب بیٹھا کرتے تھے اور آپ کے ان مریدوں کی تعداد جنہوں نے دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کیں بہت زیادہ ہے ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جسکی موت بغیر توبہ کے واقع ہوئی ہو حتیٰ کہ آپ کے ارادت مندوں کے مرید بھی سات سلسلوں تک داخل بہشت ہوں گے۔ (قلائدالجواہر)

اہل نسبت کیلئے بشارت

شیخ عزشینی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت شیخ نے داروغۂ جہنم سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی صحبت یافتہ موجود ہے؟ تو اس نے جواب دیا خدا کی قسم! کوئی موجود نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا کہ میرا ہاتھ مریدین پر اس طرح سایہ فگن ہے کہ جس طرح آسمان زمین پر سایہ کئے ہوئے ہے اگرچہ میرے ارادت مند عالی مرتبت نہیں لیکن میں تو عالی مرتبت ہوں ...... خدا کی قسم! میرے قدم اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ میں ان سب کو لے کر جنت میں داخل نہ ہو جاؤں۔

ایک شخص نے حضرت سے سوال کیا کہ آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس نے نہ تو آپ سے بیعت کی اور نہ آپ سے خرقہ پہنا لیکن آپ سے نسبت رکھتا ہے تو اس پر آپ نے فرمایا کہ جس کو مجھ سے نسبت حاصل ہے اس کو کعبۃ اللہ سے بھی وابستگی حاصل ہو جائے گی خواہ اس کے اعمال پسندیدہ ہوں یا وہ ناپسندیدہ راہوں پر گامزن ہو پھر بھی میرے ہی صحبت یافتگان میں شمار ہوگا اور جو شخص میرے مدرسہ کے راستے سے بھی گزر جائے گا قیامت کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔ (قلائدالجواہر)

پانچ نسلوں تک خوشخبری

قاضی القضاۃ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والد شیخ عبدالرزاق اور چچا شیخ عبدالوہاب (رحمہم اللہ تعالیٰ) (فرزندانِ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا بیان ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مبارک ہو اس شخص کو جس نے مجھے دیکھا، یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اسی طرح آپ نے متواتر ان پانچ نسلوں کے لوگوں کیلئے خوشی اور مبارکباد کے الفاظ ارشاد فرمائے جو مسلسل حضرت شیخ کے دیکھنے والے اور ان کے بعد انہیں دیکھنے والے بن کر عالم وجود میں آتے رہے۔

شیخ ابوالقاسم بزاز کی روایت کردہ باتوں میں سے یہ روایت ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حسین حلاج پھسل گیا اور اس دور میں کوئی ایسا شخص موجود نہ تھا جو اسے تھام لیتا اگر میں اس زمانہ میں موجود ہوتا تو ضرور اس کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ میرے مریدین اور محبین میں سے قیامت تک جس شخص کی سواری بھی پھسلے گی اس کا ہاتھ میں پکڑ لوں گا۔ (خلاصۃ المفاخر)

مریدوں کیلئے دعا

شیخ عارف باللہ حضرت ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہر رات حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھنبھناہٹ سنی جاتی تھی یہ آواز شہد کی مکھیوں کی آواز سے مشابہ ہوتی تھی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ۵۰۸ھ میں حضرت شیخ حماد کے بعض اصحاب نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اس بھنبھناہٹ کے بارے میں شیخ سے پوچھیں۔ آپ نے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں میں ہر رات ان کے نام دہراتا ہوں اور ان میں سے ہر شخص کی حاجت اور ضرورت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اگر میرے کسی مرید سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو اسی مہینے کے اندر یا وہ مرجاتا ہے یا وہ توبہ کر لیتا ہے یہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ وہ گناہ میں زیادہ وقت رہ کر عادی نہ ہوجائے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں مجھے کوئی خصوصی مرتبہ عطا فرمایا تو میں اپنے ربّ سے عہد لوں گا کہ قیامت تک میرے مریدین میں سے کوئی شخص بھی بغیر توبہ کے نہ مرے اور میں اس بات پر ان کا ضامن ہوں گا۔ حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مشاہدہ کرایا کہ عنقریب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ مقام و منصب حاصل ہوجائے گا اور ان کے مریدین پہ اس بلند مرتبے کا سایہ دراز فرمادے گا۔ (خلاصۃ المفاخر)

ہم نشینوں پر توجہ

ابوعبداللہ حسین بن بدرانی بن علی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے شیخ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے دوران لوگوں پر سستی اور کاہلی کے آثار نمایاں ہونے لگے آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور یہ اشعار پڑھے......

لا تسقنی وحدی فما عودتنی انی اشح بها علیٰ جلاسی

مجھے تنہا بادۂ معرفت نہ پلا کیونکہ ایسے موقعوں پر اپنے ہم نشینوں کو محروم کرنے کا تو نے مجھے عادی ہی نہیں بنایا۔

انت الکریم و ھل یلیق تکرما ان یعدم الندماء دور الکاس

تو تو کریم ہے کیا فیاضی کا یہ تقاضا ہے کہ ساتھیوں کو گردش جام سے محروم کر دیا جائے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ اشعار سنتے ہی لوگوں میں خوب جوش و خروش پیدا ہوا اور مجلس پر ایک خاص رنگ چھا گیا...... چنانچہ ایک یا دو آدمیوں کا اسی مجلس میں انتقال ہو گیا۔ (خلاصۃ المفاخر)

مریدوں کیلئے ضمانت طلبی

شیخ ابوسعود، محمد الالوانی اور عمر بزاز (رحمہم اللہ تعالیٰ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی ضمانت حاصل کر لی ہے کہ تا حشر ان کا کوئی مرید بغیر توبہ کئے وفات نہیں پائے گا حتیٰ کہ آپ کے مریدوں کے مرید بھی سات سلسلوں تک جنت میں داخل کئے جائیں گے کیونکہ وہ فرما چکے ہیں کہ میں اپنے ہر مرید کا ضامن ہوں اور حسب احوال و مراتب ان کی نگہداشت بھی کرتا رہوں گا اگر میرے کسی مرید سے کوئی شرم ناک فعل مغرب میں سرزد ہوتا ہے تو میں مشرق میں اس کی پردہ پوشی کرتا رہتا ہوں اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے مجھے دیکھا اور حسرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا۔ (قلائد الجواہر)

مریدوں کیلئے توفیق توبہ کی دعا

حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کئی دن تک بغداد سے غائب رہے اہل بغداد بہت مضطرب ہوئے اور آپ کی جستجو کرنے لگے کسی شخص نے آکر بتایا کہ میں نے آپ کو دریائے دجلہ کی طرف جاتے دیکھا ہے لوگوں کا ایک انبوہ کثیر دریا پہنچا تو دیکھا کہ آپ دریا کے پانی پر چل کر ہجوم کی طرف آرہے ہیں اور ہزارہا مچھلیاں انبوہ در انبوہ آکر آپکے پاؤں چوم رہی ہیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا لوگوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی سبز جائے نماز آپ کے عین سامنے ہوا میں معلق ہوگئی۔ اس پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ ایک سطر میں: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور دوسری سطر میں: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ لکھا ہوا تھا۔

آپ اس جائے نماز پر کھڑے ہوگئے اور بہت سے افراد غیب سے نمودار ہوکر آپ کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے ان لوگوں کے چہرے نہایت باوقار تھے اور آنکھیں پرنم تھیں اہل بغداد نے بھی اب کنارے پر اپنی صفیں آپ کے پیچھے باندھ لیں اور سب نے عجیب کیف و سرور کے عالم میں نماز ادا کی، نماز کے بعد آپ نے یہ دعا بلند آواز سے پڑھی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ حَبِيْبِكَ وَ خَيْرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ اَنَّكَ لَا تَقْبِضْ رُوْحَ مُرِيْدٍ اَوْ مُرِيْدِهٖ اَلَا ذَوَابِیْ اِلَّا عَلٰى تَوْبَةٍ الٰہی میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں تو میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کی روح توبہ کے بغیر قبض نہ کرنا۔

اسوقت آپ کے لبوں سے ایک سبز رنگ کا نور نکل رہا تھا جس کا رُخ آسمان کی جانب تھا دعا کے خاتمہ پر رجال الغیب نے آمین کہا اور غیب سے سب لوگوں نے یہ آواز سنی: اَبْشِرْ فَاِنِّیْ قَدِ اسْتَجَبْتُ لَكَ خوش ہو جاؤ میں نے تمہاری دعا قبول کرلی۔

مریدوں کی دلجوئی کا واقعہ

شیوخ کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ ایک دفعہ طفسونج میں شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے برسر منبر کہا کہ اولیاء اللہ میں میری مثال کلنگ پرندے کی ہے جو سب سے زیادہ دراز گردن ہوتا ہے۔ شیخ ابوالحسن علی بن احمد حسینی جو خود بلند احوال کے مالک تھے کھڑے ہوگئے اپنا پوستین اتار پھینکا اور کہنے لگے کہ میں تم سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں، شیخ عبدالرحمٰن تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہوگئے پھر اپنے رفقاء سے کہنے لگے کہ اسکے جسم کا ایک بال بھی ایسا نہیں جو عنایت ربانی سے خالی ہو، پھر انہیں حکم دیا کہ اپنا پوستین پہن لو۔ انہوں نے کہا کہ جس سے ایک دفعہ میں اپنے آپ کو نکال چکا ہوں دوبارہ اس میں داخل نہ ہوں گا پھر جنت کی طرف رُخ کر کے اپنی بیوی کو آواز دی، فاطمہ ذرا میرے پہننے کیلئے کپڑے دینا، اس نے یہ آواز سن لی، حالانکہ اس وقت وہ جنت میں راستے پر ان کے کپڑے ڈال رہی تھی، شیخ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ تمہارا مرشد کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں۔ اس پر شیخ عبدالرحمٰن نے اپنے اصحاب کے ایک گروہ سے فرمایا کہ تم لوگ بغداد جاؤ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میرا اسلام کہو اور میری طرف سے کہو کہ میں چالیس برس سے درکات قدرت میں ہوں، میں نے تو آپ کو وہاں کبھی آتے جاتے نہیں دیکھا، ادھر اسی وقت حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے معتقدین میں سے ایک جماعت کو شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کے پاس طفسونج جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان کے مریدین کی ایک جماعت تمہیں راستے میں ملے گی جسے انہوں نے اس طرح پیغام دے کر میری طرف روانہ کیا ہے تم لوگ انہیں واپس لے جانا اور شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کو میرا اسلام پہنچانے کے بعد کہنا کہ آپ درکات میں ہیں اور جو شخص درکات میں ہوا سے اس کی کیا خبر جو حضور میں ہے اور جو حضور میں ہے اسے مخدع والے کا کیا علم، میں مخدع میں ہوں، باب ستر سے آتا جاتا ہوں جہاں آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ فلاں وقت آپ کیلئے جو خلعت نکلی وہ میرے ہاتھ سے نکلی وہ خلعت رضا ہے اور فلاں رات آپ کیلئے جو خلعت نکلی وہ بھی میرے ہاتھ سے نکلی اور وہ تشریف فتح ہے اور مزید علامت یہ ہے کہ درکات میں بارہ ہزار اولیاء کے روبرو آپ کو خلعت ولایت پہنائی گئی اور وہ ایک سبز رنگ کا جبہ ہے جو سورۂ اخلاص کی شکل میں ہے یہ بھی آپ کیلئے میرے ہاتھ سے جاری ہوا ہے۔ ان لوگوں نے ابھی آدھا راستہ طے کیا تھا کہ انہیں شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رفقاء مل گئے چنانچہ انہیں ہمراہ لے کر یہ حضرات شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے اور انہیں حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچ فرمایا...... وہ ابوالوقت اور بادشاہ زمانہ ہیں۔

اقلیم ولایت کی بادشاہی

آپ کے فرمان میرا قدم ہر ولی کی گردن پر کی تفصیل

حافظ ابو العز عبدالمغیث بن حرب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم لوگ حلب کی خانقاہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مشائخ عراق کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں موجود تھی جس میں بہت سے مشہور مشائخ بھی تھے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:۔

شیخ علی بن الہیتی، شیخ بقا ابن بطو، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ عثمان قرشی، شیخ مکارم الاکبر، شیخ مطر جاگیر، شیخ صدقہ بغدادی، شیخ یحیٰی مرتعش، شیخ ضیاء الدین، شیخ قضیب البان موصلی، شیخ ابوالعباس یمانی، شیخ ابوبکر شیبانی، شیخ ابوالبرکات عراقی، شیخ ابوالقاسم عمر بزاز، شیخ ابوعمر سلطان بطائحی، شیخ ابوالمسعو دعطار، ابوالعباس احمد ابن علی جوسقی صرصری، شیخ ماجہ کردی، شیخ ابویعلی وغیرہم......رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منبر پر جلوہ افروز تھے اور ایک بلیغ خطبے کے دوران یک لخت آپ پر حالت کشف طاری ہوئی اور آپ نے اللہ کے حکم سے یہ ارشاد فرمایا کہ قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ ان سب نے آپ کا یہ ارشاد سن کر اپنی گردنیں خم کر دیں، ان کے علاوہ کرہ ارض پر جہاں جہاں کوئی قطب، ابدال یا ولی تھا اس نے بھی آپ کی آواز سنی اور اپنی گردن جھکا دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فرمان سنتے ہی شیخ علی بن الہیتی منبر کے پاس گئے اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا مجلس میں موجود سب اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ (قلائد الجواہر)

شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

شیخ ابو محمد یوسف العاقولی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو شیخ عدی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ بغداد شریف کا رہنے والا ہوں اور شیخ غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین میں سے ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، خوب! خوب! وہ تو قطب وقت ہیں جبکہ انہوں نے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا تو اس وقت تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجال غیب نے جن میں سے بعض زمین پر بیٹھنے والے اور بعض ہوا میں اڑنے والے تھے انہوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں پس یہ میرے نزدیک ان کی عظمت و بزرگی کیلئے کافی دلیل ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

شیخ ابو محمد یوسف العاقولی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک عرصہ کے بعد میں حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور شیخ عدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا مندرجہ بالا مقولہ جو انہوں نے شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق فرمایا تھا بیان کیا تو آپ نے فوراً فرمایا صَدَقَ الشَّیْخُ عَدِیٌّ کہ شیخ عدی نے بالکل سچ فرمایا۔

قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ جب حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا تو شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی گردن کو جھکا کر عرض کیا عَلٰی رَقَبَتِیْ 'میری گردن پر بھی'۔ موجودہ حاضرین نے عرض کیا حضور والا! آپ یہ کیا فرمارہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت بغداد شریف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا ہے اور میں نے گردن جھکا کر تعمیل ارشاد کی ہے۔

شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

ایک دن شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مغرب کے شہر میں اپنی گردن کو نیچے کرتے ہوئے کہا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُكَ وَ اُشْھِدُ مَلَآئِكَتَكَ اِنِّیْ سَمِعْتُ وَ اَطَعْتُ 'اے اللہ میں تجھ کو اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تیرا حکم سنا اور تیری اطاعت کی'...... آپ کے مریدین نے آپ سے ان الفاظ کے کہنے کا سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آج بغداد شریف میں فرمایا ہے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مریدین بغداد شریف سے واپس آئے تو حضرت ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مریدین نے وہ دن اور وقت بتایا جب حضرت ابو مدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی گردن کو نیچے کیا تھا تو غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مریدین نے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ اسی روز اسی وقت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بغداد شریف میں قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمایا تھا۔

شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

آپ کا ارشاد ہے کہ جب سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا تھا تو اس وقت کوئی ولی اللہ زمین پر باقی نہ رہا کہ جس نے تواضع اور آپ کے علو مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے گردن نہ جھکائی ہو اور نہ ہی اس وقت صالح جنات میں سے کوئی ایسی مجلس تھی کہ جس میں اس امر کا ذکر نہ ہوا ہو، تمام دنیائے عالم کے صالح جنات کے وفد آپ کے دروازے پر حاضر تھے ان سب نے آپ کو سلام کا ہدیہ پیش کیا اور سب کے سب آپ کے دست مبارک پر تائب ہو کر واپس پلٹے۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان

شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ جب حضرت نے قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله فرمایا تو اس وقت آپ کے قلب پر تجلیات الٰہی وارد ہو رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ایک خلعت باطنی بھیجا گیا جسے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے لاکر اولیائے کرام کے جھرمٹ میں حضرت شیخ کو پہنایا اس وقت ملائکہ اور رجال الغیب آپ کی مجلس کے ارد گرد صف در صف ہوا میں اس طرح کھڑے تھے کہ آسمان کے کنارے ان سے بھرے نظر آ رہے تھے اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے اپنی گردن آپ کے فرمان کے آگے نہ جھکائی ہو۔ (قلائد الجواہر)

شیخ ابو المفاخر عدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان

شیخ ابوالمفاخر عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے دریافت کیا کہ کیا متقدمین مشائخ میں سے کسی نے کہا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر اس امر کا معنی ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسا کہا ہے۔ فرمایا یہ بات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے وقت میں فرد ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا ہر وقت کیلئے ایک فرد ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں لیکن ان میں سے کسی کو سوائے عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کے اس فرمان کا امر نہیں ہوا۔ میں نے کہا کیا ان کو اس امر کا حکم ہوا تھا فرمایا کیوں نہیں تمام اولیاء نے اپنے سروں کو اس حکم ہی کی وجہ سے جھکایا تھا کیا تم کو معلوم نہیں کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو حکم کے بغیر سجدہ نہیں کیا۔

شیخ حیات بن قیس حرانی کا بیان

ایک شخص نے ۳ رمضان المبارک ۵۹۹ھ کو حران کی جامع مسجد میں حاضر ہو کر شیخ حیات بن قیس حرانی سے بیعت ہونے کی درخواست کی تو آپ نے پوچھا کہ تمہیں میرے علاوہ کسی اور سے نسبت حاصل ہے......؟ اس نے جواب دیا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب رہا ہوں لیکن نہ تو میں نے ان سے خرقہ حاصل کیا اور نہ کچھ اور حاصل کر سکا اس پر حضرت شیخ نے کہا کہ ہم نے بھی طویل عرصہ تک آپ کے سایہ میں زندگی گزاری ہے اور آپ کے نور معرفت سے بہت ہی خوش گوار جام پیئے ہیں آپ جس وقت سانس لیتے تو آپ کے دہن مبارک سے ایک شعاع نمودار ہوتی جس سے پورا عالم منور ہو جاتا تھا اور تمام اہل معرفت کے احوال ان کے مراتب کے اعتبار سے آپ پر روشن ہو جایا کرتے تھے اور جس وقت آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا کہ قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله تو اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء کرام کے قلوب میں انوار کا اضافہ فرمایا ان کے علوم میں برکت عطا کی ان کے مراتب میں رفعت بخشی اور انہیں سر جھکا دینے کے صلہ میں انبیاء وصدیقین اور شہداء اور صالحین کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔ (قلائد الجواہر)

اولیاء کی جماعت کی تائید

مشائخ کی ایک عظیم جماعت سے یہ منقول ہے کہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله کا اعلان فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اُڑتی ہوئی نظر آئی وہ جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آئی اور سیّدنا خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا تھا جب آپ نے اعلان فرمایا تو تمام اولیاء الرحمٰن نے آپ کو مبارکباد دی اور اس طرح ہدیہ تبریک پیش کیا...... اے بادشاہ و امام وقت، اے قائم بامر الٰہی! اے وارث کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اے وہ عالی مرتبت کہ زمین و آسمان جس کا دستر خوان ہے اور تمام اہل زمانہ جس کے اہل و عیال ہیں، اے وہ ذی وقار جس کی دعا سے بارش برستی ہے جس کی برکت سے جانوروں کے تھنوں میں دودھ اترتا ہے جس کے روبرو اولیاء کرام سر جھکائے ہوئے ہیں جس کے پاس رجال غیب کی چالیس صفیں نیاز مندانہ طریق سے کھڑی ہوتی ہیں ان کی ہر صف میں ستر ستر مرد ہیں، اے وہ عالی مقام! جس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو پورا کریگا جس کی تین سالہ عمر شریفہ ہی میں فرشتے اسکے ارد گرد پھرتے تھے اور اسکی ولایت کی خبر دیتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ لؤلؤارمنی کا تائیدی بیان

شیخ لؤلؤ ارمنی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ابوالخیر عطا مصری کے قلب میں میرے متعلق خیال پیدا ہوا کہ مجھے کسی سے وابستہ ہونا چاہئے تو میں نے شیخ عطا کو بتایا کہ میرے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اور انہوں نے جب یہ فرمایا تھا کہ قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله تو روئے زمین کے تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے سر خم کر دیے تھے...... جن میں سترہ حرمین شریفین میں تھے، ساٹھ عراق میں، چالیس عجم میں، تیس شام میں، بیس مصر میں، ستائیس مغرب میں، گیارہ حبشہ میں، گیارہ وادی یاجوج ماجوج میں، سات سراندیپ میں، سینتالیس کوہ قاف میں اور چوبیس بحر محیط میں۔

انکے علاوہ اور بھی بہت سے مشائخ نے بتایا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ جملہ اللّٰہ کے حکم سے کہا تھا اور ان کو یہ اجازت دے دی گئی تھی کہ جو ولی اللہ بھی اس سے منکر ہوا، اس کو معزول کر دیا جائے۔ اس وقت مشرق و مغرب کے تمام اولیاء کرام نے گردنیں جھکا دیں تھیں۔ ان کے علاوہ اس وقت بہت سے مشائخ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس شخص کو خوبی حاصل ہوئی جو پاکیزگی کے دریاؤں میں سیراب ہوا جو بساط معرفت بیٹھا، جس نے عظمت ربوبیت اور اجلال وحدانیت کا مشاہدہ کیا جس نے مقام کبریائی میں طور کو بھی گم کر دیا جو درجہ بدرجہ منازل طے کرتا ہوا مقام قرار کی رفعتوں تک پہنچا۔ جس کیلئے روح ازلی کی ہوائیں چلائی گئیں جس نے امتثال امر کے ذریعہ انوار کے چشموں سے گفتگو کی جس کو اسرار باطنی کے توسل سے مقام حضوری حاصل ہوا جس نے حیاء پر قائم رہ کر خود عالم محویت میں غرق کر دیا جس کے ذریعہ ادب کے چشمے پھوٹے، جس نے گفتگو میں انکساری سے کام لیا، جو مقرب بارگاہ الٰہی ہوا، اور جس سے اعزاز کے ساتھ خطاب کیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تحیہ و سلام ہو۔

شیخ مکارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

آپ نے فرمایا کہ خدا شاہد ہے جس وقت حضرت شیخ نے یہ کلمات ادا کئے یعنی قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ تو اس وقت اطراف عالم میں قریب یا بعید کوئی ایسا ولی نہیں تھا جس نے قطبیت کے پرچم کا مشاہدہ نہ کیا ہو جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں تھا یا اس تاج غوثیت کا معائنہ نہ کیا ہو جو آپکے سر مبارک کو زینت بخش رہا تھا یا اس خلعت فاخرہ کو نہ دیکھا ہو جو آپ زیب تن کئے ہوئے تھے اور جو کہ تصرف نامہ کے ساتھ بارگاہ الٰہی سے آپ کو عطا ہوا تھا اور اس خلعت کی برکت سے آپ کو یہ اختیار کلی دے دیا گیا تھا کہ آپ اپنے دور کے جس ولی کو چاہیں معزول کر سکتے ہیں آپ کو شریعت وطریقت سے اس طرح سرفراز کر دیا گیا تھا کہ جب آپ نے یہ جملہ فرمایا 'میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے' تو اسی وقت روئے زمین کے تمام اولیائے کرام نے اپنا سر خم کر دیا اور اپنے قلوب کو آپ کا مطیع بنا دیا تھا حتیٰ کہ ان میں دس افراد تو ابدال وقت تھے اور باقی تمام اعیان وسلاطین طریقت تھے۔ (قلائد الجواہر)

شیخ خلیفہ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

شیخ خلیفہ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے سرور کائنات، فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ اکمل التحیات و التسلیمات کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کا اعلان فرمایا ہے، تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ فَکَیْفَ لَا وَ ھُوَ الْقُطْبُ وَ اَنَا اَرْعَاہُ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے اور وہ کیوں نہ کہتے جبکہ وہ قطب زمانہ اور میری زیر نگرانی ہیں۔ (قلائد الجواہر)

اس فرمان کا مفہوم

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر کے الفاظ کا صادر ہونا سبھی تسلیم کرتے ہیں اور کسی کو اس سے انکار ہیں البتہ ان الفاظ کے مفہوم و معنی کے متعلق اختلاف ہے بعض لوگ اس قوت کے تحت اولیائے حاضر (یعنی آپ کے زمانہ کے تمام اولیائے حاضر و غائب) کے علاوہ اولیائے متقدمین و متاخرین کو بھی لاتے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ آپکا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کیساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے متقدمین میں صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین اور تبع تابعین بھی شامل ہیں جن کی فضیلت اور برتری مُسلّم ہے اور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تسلیم فرماتے ہیں اور اولیائے متاخرین میں حضرت مہدی علیہ السلام ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی خیال سے اتفاق کیا ہے آپ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے پہلے اور بعد میں آنے والے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں ابن محی الدین اربلی نے منازل الاولیاء فضائل الاصفیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ اویس قرنی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو میرا اسلام اور میری قمیض پہنچا کر کہنا کہ وہ میری اُمت کی بخشش کی دعا کریں۔ چنانچہ جب یہ حضرات گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا تو اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے سجدے میں جا کر اُمتِ محمدیہ کی بخشش کی دعا مانگی...... ندا آئی کہ اپنا سر اٹھا لے میں نے تیری شفاعت سے نصف امت کو بخش دیا اور نصف کو اپنے محبوب غوث اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کی شفاعت سے بخشوں گا جو تیرے بعد پیدا ہوگا۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیرا وہ محبوب کون ہے اور کہاں ہے کہ میں اسکی زیارت کروں۔ ندا آئی کہ وہ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِرٍ اور دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے مقام پر ہے۔ وہ میرا محبوب ہے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہے، قیامت تک اہل زمین کیلئے محبوب ہوگا اور سوائے صحابہ (علیہم الرضوان) اور آئمہ کے تمام اولین و آخرین اولیاء کی گردنوں پر اس کا قدم مبارک ہوگا اور جو اسے قبول کرے گا میں اس کو دوست رکھوں گا۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گردن جھکائی اور کہا کہ میں بھی اسے قبول کرتا ہوں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ابن محی الدین اربلی نے مکاشفات جنیدیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سیّد الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز منبر پر بیٹھے جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیات الٰہی کا ورود ہوا اور آپ بحر شہود و مکاشفہ میں مستغرق ہوگئے اور فرمایا قَدَمُهٗ عَلٰى رَقَبَتِيْ بِغَيْرِ جُحُوْدٍ یعنی میری گردن پر اس کا قدم بغیر کسی انکار کے ہے...... اور منبر کی ایک سیڑھی اتر آئے۔ نماز جمعہ اور خطبے سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ حالت کشف میں مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولادِ پاک میں سے ایک قطب عالم ہوگا جس کا لقب محی الدین اور نام عبدالقادر ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہے گا قدمی هذا علی رقبة كل ولی الله میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب میں اس کا ہم زمانہ نہیں ہوں تو اس کے قدم کے نیچے اپنی گردن کیوں رکھوں تو حق تعالیٰ کی طرف سے عتاب آیا کہ کس چیز نے تجھ پر یہ امر بھاری کر دیا ہے پس میں نے فوراً اپنی گردن جھکا دی اور وہ کہا جو تم نے سنا۔

خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول قدمی هذا علی رقبة كل ولی الله کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ گردن تو درکنار آپکا قدم مبارک عَلٰى عَيْنِيْ اَوْعَلٰى بَصِيْرَتِيْ میری آنکھوں پر ہے۔ (تفریح الخاطر)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات اور ریاضیات میں مشغول تھے جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد شریف میں منبر پر بیٹھ کر فرمایا...... قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ تو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روحانی طور پر یہ ارشاد سن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگی اور عرض کی قَدَمَاكَ عَلٰى رَأْسِيْ وَ عَيْنِيْ یعنی آپ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ صاحب کے اس اظہار نیاز مندی سے خوش ہو کر فرمایا کہ سیّد غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے سبب عنقریب ولایت ہند سے سرفراز کئے جائیں گے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تفریح الخاطر میں ابن محی الدین اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نکات الاسرار کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک دفعہ بابا فرید الدین گنج شکر کی مجلس مبارک میں ولیوں کی گردنوں پر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ آپ کا قدم مبارک میری گردن پر نہیں بلکہ میری آنکھ کی پتلی پر ہے اس لئے کہ میرے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا تھا اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو حقیقی معنوں میں آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا اور فخر سے عرض کرتا کہ آپ کا قدم مبارک میری آنکھ کی پتلی پر بھی ہے۔

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مخزن الاسرار میں لکھا ہے کہ خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلۂ چشتیہ کے بڑے کامل بزرگ ہوئے ہیں آپ کی زیارت کیلئے آپ کے چند مرید تونسہ شریف جا رہے تھے ان کے ہمراہ ایک شخص جو سلسلۂ قادریہ سے تعلق رکھتا تھا روانہ ہوا۔ دورانِ گفتگو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا۔ قادری مرید نے کہا کہ آپ کا قدم مبارک اوّلین و آخرین جملہ اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے۔ سلیمان تونسوی کے مریدوں نے کہا لیکن ہمارے پیر و مرشد کی گردن پر نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیر اس زمانے کے غوث ہیں جب تونسہ شریف پہنچے تو قادری مرید نے سارا واقعہ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنا دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت شیخ کا قدم مبارک محض اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے یا عام لوگوں کی گردن پر بھی ہے؟ قادری مرید نے کہا کہ صرف اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے عوام اس سے مستثنیٰ ہیں تب شیخ سلیمان تونسوی جلال میں آئے اور کہا کہ یہ کم بخت مرید مجھے ولی اللہ تسلیم نہیں کرتے ورنہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم مبارک میری گردن پر ضرور تسلیم کرتے۔

قدم کا مطلب

شیخ الاسلام شہاب الدین احمد عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جس وقت یہ پوچھا گیا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله کا مفہوم کیا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ اس کا ظاہری مفہوم تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سے ایسی خارق عادات کرامتیں ظہور پذیر ہوتی رہیں گی جن کا سوائے معاندین کے اور کوئی انکار نہیں کر سکے گا کیونکہ ہمارے آئمہ نے کرامتوں کیلئے یہ اصول بتایا ہے کہ اگر کسی سے مطابق شریعت کرامتیں ظاہر ہوں جیسے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوتی ہیں تو وہ مقبول ہیں لیکن اگر مطابق شریعت نہ ہوں تو وہ مردود ہیں۔

شیخ الاسلام عزالدین فرماتے ہیں کہ اس قدر تواتر کے ساتھ کسی کی کرامتیں نہیں ملتی جتنی کہ سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر ہوئیں حضرت شیخ نہایت درجہ حساس تھے اور قوانین شرعیہ پر سختی سے عمل پیرا تھے اور ان کی طرف تمام لوگوں کو متوجہ کرتے تھے مخالفین شریعت سے ہمیشہ اظہار تنفر کرتے اپنی تمام تر عبادات، مجاہدات کے باوجود آپ بیوی بچوں کا پورا پورا خیال رکھتے تھے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص حقوق اللہ و حقوق العباد کی راہوں پر گامزن رہتا ہے وہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے مکمل اور جامع ہوتا ہے کیونکہ یہی صفت شارع علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی تھی اسی مقام پر پہنچ کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے کیونکہ اس دور میں اور کوئی فرد آپ کے ہم مرتبہ نہیں تھا جس میں یہ تمام کمالات مجتمع ہوتے اور اس قول سے آپ کی عظمت و تکریم مقصود ہے کیونکہ آپ درحقیقت تعظیم و تکریم کے مستحق بھی ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم عطا فرماتا ہے۔

بعض حضرات قدم سے مجازی معنی مراد لیتے ہیں اور ادب کے متقاضی بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے جس کا وقوع عام طور پر ممکن ہے لہٰذا قدم سے مراد طریقہ بیان کیا ہے جیسے کہا جاتا ہے فلاں عمدہ طریقہ ہے، یا فلاں بڑا عبادت گزار ہے، یا ادب اعلیٰ کا حامل ہے، یا پھر اس سے مراد طریقت و قرب الٰہی اور منتہائے مقام ہے اور اگر قدم سے حقیقی قدم مراد لیا جائے تو پھر اس مفہوم کا علم اللہ ہی کو ہے غالباً حقیقی قدم شیخ کی مراد بھی نہیں ہے کیونکہ یہ کئی وجود کی بناء پر نامناسب معلوم ہوتا ہے۔

ان میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس طرح ان اسلاف کا احترام بے معنی سا ہو کر رہ جاتا ہے جس پر اساس طریقت قائم ہے جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسے عظیم ذی علم عارف کامل کے کلام کو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ نمونہ پر محمول نہ کرنا انصاف کے تقاضا کے خلاف ہے لہٰذا زیادہ فصیح و دل نشیں مفہوم وہی ہے جو ابتدا میں بیان کیا گیا ہے باقی پوشیدہ مفہوم کا علم تو عالم الغیب حق سبحانہ وتعالیٰ کو ہی ہے۔

المختصر قدم کے مجازی معنی لئے جائیں تو اس سے مراد آپ کا طریقہ ولایت ہے اس معنی کے مطابق حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ کا طریقہ ولایت دیگر تمام اولیائے اوّلین و آخرین کے طریقوں سے برتر ہے قدم کے حقیقی معنی لئے جائیں تو اس سے مراد آپ کا پائے مبارک ہے۔

ایک اور معنی کے مطابق قدم سے مراد قرب و وصل الٰہی کے لحاظ سے آپ کا عالی مرتبہ ہوتا ہے اس معنی کے مطابق حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی کا یہ مفہوم ہوگا کہ تمام اولیائے اولین و آخرین کے مراقب کی جو انتہا ہے وہ آپ کے مرتبے کی ابتدا ہے کیونکہ ظاہری بلندی کے لحاظ سے انسان کی گردن اور سر اسکے جسم کا انتہائی مقام ہے جبکہ اس کا قدم ابتدائی مقام ہے۔

مندرجہ بالا تینوں معنی قدم کے مفہوم میں شامل ہیں اور تینوں ہی دُرست ہیں۔

اخلاق غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اخلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ کی ذاتِ گرامی میں خلق عظیم کے تمام محاسن موجود تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ خوبیاں عطا فرمائیں آپ بڑے عالی مرتبت تھے آپ کا جاہ وجلال قابلِ رشک تھا عزت اور وسعت علم کے لحاظ سے آپ بڑی علوشان کے مالک تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمت اور رفعت کے چار سو ڈنکے بجا دیئے آپ کے پاس جو بھی آتا وہ آپ کے اخلاق حمیدہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

حضرت شیخ معمر جرادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑھ کر کوئی خوش اخلاق، فراخ دست، حوصلہ، کریم النفس، رقیق القلب، محبت اور تعلقات کا پاس کرنے والا نہیں دیکھا، آپ اپنی عظمت اور علوِ مرتبت اور وسعت علم کے باوجود چھوٹے کی رعایت فرماتے، بڑے کی توقیر کرتے، سلام میں سبقت فرماتے، کمزوروں کے پاس اٹھتے بیٹھتے، غریبوں کیساتھ تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آتے حالانکہ آپ کبھی کسی سربرآوردہ یا رئیس کیلئے تعظیماً کھڑے نہیں ہوئے اور نہ کسی وزیر یا حاکم کے دروازے پر گئے۔ (قلائدالجواہر)

شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک کھانا کھلانا اور حسن اخلاق افضل و اکمل ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ نہیں ٹھہرتا اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں تو شام تک ان میں سے ایک پیسہ بھی نہ بچے، غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کردوں اور لوگوں کو کھانا کھلاؤں۔ (قلائدالجواہر)

شیخ محی الدین ابوعبداللہ محمد بن حامد البغدادی آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ غیر مہذب بات سے انتہائی دور، حق اور معقول بات سے بہت قریب رہتے اگر احکام خداوندی اور حدود الٰہی میں سے کسی پر دست درازی ہوتی تو آپ کو جلال آجاتا خود اپنے معاملہ میں کبھی غصہ نہ آتا اور اللہ عزوجل کے علاوہ کسی چیز کیلئے انتقام نہ لیتے کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے، خواہ بدن کا کپڑا ہی کیوں نہ اتار کردینا پڑے۔ (قلائدالجواہر)

الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف البرزالی شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ آپ مستجاب الدعوات تھے اگر کوئی عبرت اور رقت کی بات کی جاتی تو جلدی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہمیشہ ذکر وفکر میں مشغول رہتے بڑے رقیق القلب تھے، شگفتہ رو، کریم النفس، فراخ دست، وسیع العلم، بلند اخلاق اور عالی نسب تھے عبادات ومجاہدات میں آپکا پایہ بلند تھا۔ (قلائدالجواہر)

شیخ عبدالرحمٰن بن شعیب فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے حد منکسر المزاج، کریم النفس اور وسیع الاخلاق تھے مساکین اور غرباء پر بے حد شفقت فرماتے اور فرماتے کہ امیروں کی تو سب عزت کرتے ہیں ان غریبوں سے کوئی محبت کرتا ہے......! (قلائدالجواہر)

شیخ موفق الدین بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادری جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی خصائل حمیدہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ تھی آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے کوئی اور نہیں دیکھا۔

شیخ ابوالقاسم بزاز کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں ہم نے جو زمانہ گزارا ایک طرح سے وہ خواب کا زمانہ تھا جب ہم بیدار ہوئے تو حضرت شیخ ہم میں موجود نہ تھے۔آپ کے عادات پسندیدہ اور اوصاف پاکیزہ تھے آپ شریف النفس اور فراخدست تھے ہر رات دستر خوان بچھانے کا حکم دیتے اور مہمانوں کے ساتھ مل بیٹھ کر کھانا کھاتے غریب اور کمزور لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے، طالب علموں کی ناز برداری کرتے، رفقاء میں سے جو شخص موجود نہ ہوتا اس کے بارے میں پوچھتے، احباب کی خیر خیریت کی طرف دھیان دیتے، ان کی محبت کا پاس کرتے اور لغزشوں سے درگزر فرماتے، جو شخص آپ کے واسطے قسم کھا بیٹھتا اس کی تصدیق فرماتے اس بارے میں اپنی معلومات مخفی رکھتے آپ کی خدمت میں بیٹھنے والا ہر شخص یہی سمجھتا کہ آپ کو میں ہی سب سے زیادہ عزیز ہوں آپ سے بڑھ کر صاحب شرم وحیا میں نے نہیں دیکھا۔

شیخ عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر کرتے تو یہ اشعار پڑھتے:۔

الحمد للہ انی فی جوار فتی　　　حامی الحقیقة نفاع و ضرار

اللہ کا شکر ہے کہ میں ایک ایسے جوان کی پناہ میں ہوں جو حقیقت کا حامی دوستوں کا نفع رساں اور دشمنوں کیلئے ضرر رساں ہے۔

لم یرفع الطرف الا عند مکرمة　　　من الحیاء ولم یغضض علی عار

حیا کی وجہ سے شرافت اور بزرگی کے علاوہ وہ کسی طرف نگاہ ہی نہیں اٹھاتا اور نہ کسی عار پر چشم پوشی کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ آپ خصائل حمیدہ اور اوصاف حسنہ کے مجسمہ تھے سیرت و کردار کے لحاظ سے وقت کے شیوخ میں کوئی آپ کا ہم پلہ نہ تھا آپ کے حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ غیر مسلم بھی آپ کے گرویدہ ہو جاتے تھے اور آپ کے محاسن اخلاق کو دیکھ کر غیر مسلموں کے دل میں اسلام کی حقانیت گھر کر جاتی تھی کیونکہ آپ اسلامی اخلاق اور انسانی اوصاف کے پیکر اور عملی نمونہ تھے اکثر گھر ہی میں رہا کرتے تھے یا درس و تدریس کے سلسلہ میں وعظ کی جگہ تشریف لے جایا کرتے تھے جمعہ کے سوا اور کسی دن اپنے مدرسہ سے باہر نہ جاتے تھے جمعہ کے دن خچر پر سوار ہو کر جامع مسجد یا مسافر خانہ میں تشریف لے جایا کرتے۔

استغناء

آپ کے اخلاق حسنہ کا ایک وصف استغناء ہے آپ دنیاوی طمع سے بالکل بے نیاز تھے آپ کے توکل اور استغناء کی یہ کیفیت تھی کہ ساری عمر کسی بادشاہ امیر یا وزیر کے پاس نہیں گئے اور نہ کبھی ان کے عطیات قبول کئے اگر کبھی آپ کی مجلس میں خلیفہ کی آمد ہوتی تو قصداً اٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے دولت خانے کے اندر تشریف لے جاتے جب خلیفہ اور اس کے ساتھی بیٹھ جاتے تو باہر تشریف لے آتے یہ اس لئے تھا کہ خلیفہ کیلئے آپ کو تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے جہاں تک ممکن تھا آپ دنیا داروں سے اجتناب فرماتے جب ایسے لوگ آپ کی مجلس میں آتے تو آپ ان کو نہایت سخت الفاظ میں وعظ و نصیحت کرتے اور فرماتے کہ ان کے دل کا میل بہت سخت ہے اور تند و تیز الفاظ کی سختی ہی اسے کھرچ سکتی ہے۔

اپنے قریب ترین عزیزوں یعنی اہل وعیال کے بارے میں بھی کبھی زیادہ محبت اور رجوع نہ فرماتے تھے اپنی محبت اور شفقت کو جائز حد سے آگے نہ بڑھنے دیتے تھے دنیا کے مال و متاع سے تو قطعاً کوئی دلچسپی نہ تھی مگر دنیاوی نعمتوں سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں مرحمت کی گئی تھیں استفادہ کرنے سے بھی گریز نہ فرماتے جب آپ کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا آپ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر فرماتے کہ یہ میت ہے جب کوئی بچہ مرجاتا تو آپ پر کچھ اثر نہ ہوتا کیونکہ اس کے پیدا ہوتے ہی اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتے تھے کمال استغناء یہ تھا کہ بعض اوقات مجلس وعظ کے دوران میں آپ کے لڑکوں اور لڑکیوں کی وفات کی خبر آتی تو آپ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش ہوجاتے اور پھر اپنا وعظ جاری رکھتے جب میت کو غسل دے کر مجلس میں لایا جاتا تو آپ منبر سے اتر کر نمازِ جنازہ پڑھاتے۔

خلافِ شرع کام کرنے والوں سے آپ بے زاری کا اِظہار فرمایا کرتے تھے اور کسی غریب پر کسی امیر کو کبھی ترجیح نہ دیا کرتے تھے ہر معاملہ میں عدل و انصاف اور حق و صداقت کا پورا پورا پاس کرتے آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو مال و دولت نہیں بلکہ تقویٰ اور نیک اعمال عزیز ہیں۔

آپ اپنے حلقہ بگوشوں کا بڑا خیال رکھتے تھے مجلس میں یہ دیکھا کرتے تھے کہ کون کون نہیں آیا جو نہ آتا اس کے بارے میں دریافت فرماتے اگر پتا چلتا کہ وہ بیمار ہے تو اس کی بیمار پرسی کو تشریف لیجاتے یا اس کے گھر آدمی بھیج کر خیریت دریافت کرتے۔

دریا دلی

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بڑے دریا دل تھے اگر کسی ضرورت مند کو دیکھتے تو جو کچھ میسر آتا اسے عنایت کر دیتے اس کے بارے میں حضرت ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر ایک پریشان حال وکبیدہ خاطر فقیر کے اوپر پڑی ایک انسان کو اس عالم میں دیکھ کر آپ کا دل تڑپ اٹھا اور بلا تاخیر دریافت کیا مَا شَأْنُكَ ؟ ''تمہارا کیا حال ہے؟'' اظہار مجبوری کے ساتھ فقیر نے جواب دیا کہ مجھے دریا کے اس پار جانے کی حاجت ہے لیکن پیسے نہ ہونے کے باعث بسیار عاجزی کے باوجود ملاح نے اپنی کشتی پر بٹھانے سے انکار کر دیا جس سے میرا دل ٹوٹ گیا ہے اگر میرے پاس بھی کچھ ہوتا تو آج یہ محرومی مجھے کیونکر ہوتی......!

حسن اتفاق کہ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا مگر اس کی پریشانی آپ سے برداشت نہ ہو سکی اور خدائے قادر وقدیر کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوئے معاً ایک شخص نے آپ کی خدمت میں اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی پیش کی آپ بہت خوش ہوئے اور فوراً اس فقیر کو بلا کر فرمایا کہ لو یہ تھیلی لے جا کر ملاح کو دے دو اور کہہ دینا کہ اب کبھی بھی کسی فقیر اور نادار کو کشتی میں بٹھانے سے انکار مت کرنا۔

شیخ ابو العباس احمد بن اسمٰعیل المعروف ابن طبال کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جس وقت کوئی شخص سونا لاتا تو آپ اسے ہاتھ نہ لگاتے اور لانے والے سے فرماتے کہ اسے مصلے کے نیچے رکھ دو جب خادم آتا اسے حکم دیتے کہ مصلے کے نیچے جو کچھ پڑا ہے اسے اٹھا لو اور طباخی اور سبزی فروش کو دے آؤ۔ آپ کا غلام مظفر روٹیوں کا تھال لے کر حضرت شیخ کے دروازے پر کھڑا رہتا جب کبھی خلیفہ کی طرف سے خلعت بھجوائی جاتی تو فرماتے کہ یہ آٹے والے ابو الفتح کو دے دو......

(واضح رہے کہ حضرت شیخ ،علماء اور دوسرے مہمانوں کیلئے آٹا اسی ابو الفتح سے بطور قرض منگوایا کرتے تھے۔)

خاص کر آپ کی خوراک اس گیہوں سے تیار کی جاتی جو آپ کے بعض رفقاء ہر سال آپ کی خاطر کاشتکاری کر کے رزق حلال کے طور پر مہیا کرتے آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ اسے پیستے اور ہر روز چار پانچ روٹیاں پکائی جاتیں جو دن کے آخری حصے میں حضرت کے پاس لائی جاتیں آپ ان میں سے حاضرین میں ایک ایک ٹکڑا تقسیم فرماتے اور باقی اپنے لئے رکھ چھوڑتے اگر آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کیا جاتا تو اسے تمام حاضرین میں تقسیم فرما دیتے۔ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور خود بھی ہدیہ دیتے جو چیز بطور نذر پیش کی جاتی اسے قبول فرماتے اور استعمال میں لاتے۔

شیخ ابوالخیر بشیر بن محفوظ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں شیخ ابوالسعود حریمی، شیخ محمد بن قائد، شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز، شیخ ابومحمد حسن فارسی، شیخ جمیل صاحب خطوہ، شیخ ابوحفص عمر غزال، شیخ خلیل بن شیخ احمد صرصری، شیخ ابوالبرکات عیسیٰ بن غنائم بطائحی ہمامی، شیخ ابوالفتح نصر بن ابوالفرح بغدادی، ابوعبداللہ محمد بن وزیر ابوالمظفر بن ہبیرہ، ابوالفتح عبداللہ بن ہبۃ اللہ اور ابوالقاسم علی بن محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ) حضرت سیّدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ان کے مدرسے میں حاضر تھے آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اس وقت جو بھی حاجت طلب کرے میں اسے عطا کروں گا اور اس کی وہ حاجت پوری کروں گا......

شیخ ابوالسعود بولے کہ میں ترک اختیار چاہتا ہوں...... شیخ محمد بن قائد نے کہا کہ میں مجاہدے پر قوت چاہتا ہوں...... شیخ عمر بزاز نے عرض کی کہ میں خوفِ الٰہی کی درخواست کرتا ہوں...... شیخ حسن فارسی نے گزارش کی تعلق باللہ میں مجھے جو کیفیت حاصل ہے اس میں اضافہ چاہتا ہوں...... شیخ جمیل بولے میں حفظ وقت کی دولت مانگتا ہوں...... شیخ عمر غزال نے کہا کہ مجھے علم میں زیادتی کی نعمت ملے...... شیخ خلیل صرصری نے عرض کیا میں اس وقت تک نہ مروں جب تک قطبیت کے مقام پر فائز نہ ہو جاؤں...... شیخ ابوالبرکات ہمامی نے کہا کہ میں محبت الٰہی میں استغراق چاہتا ہوں...... شیخ ابوالفتوح بولے میں قرآن اور حدیث کے حفظ کا خواہشمند ہوں...... راوی (ابوالخیر) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ مجھے ایسی معرفت الٰہی نصیب ہو جس سے میں واردات ربانیہ اور اس کے غیر میں فرق کرلوں...... ابوعبداللہ بن ہبیرہ نے کہا میں وزارت کی نیابت چاہتا ہوں...... شیخ ابوالفتوح بن ہبۃ اللہ نے کہا میں منتظم دولت خانہ بننا چاہتا ہوں...... ابوالقاسم بن صاحب بولے کہ میں باب عزیز کا دربان بننا چاہتا ہوں...... رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا:۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا (بنی اسرائیل)

آپ کے ربّ کی اس عطا میں سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان کی بھی۔

شیخ ابوالخیر کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! جس شخص نے جو چیز بھی طلب کی تھی وہ اسے مل کر رہی سوائے شیخ خلیل صرصری کے، اس لیے کہ ابھی ان کی قطبیت کا وعدہ نہیں آیا تھا۔

غریب پروری

غریبوں اور مسکینوں کیلئے آپ مجسم رحمت تھے ان لوگوں سے آپ بے حد محبت کرتے انہیں اپنے ساتھ بٹھاتے، کھانا کھلاتے اور ان کی جو بھی خدمت بن آتی کرتے، فرماتے تھے اللہ مال و دولت کو پیار نہیں کرتا بلکہ اسے تقویٰ اور اعمال صالحہ محبوب ہیں بے شمار غرباء و مساکین آپ کی توجہ اور فیض صحبت سے ولایت کے درجہ پر پہنچے یا جید عالم بن گئے اور دنیا دار امراء نے ان کے قدم چھوئے، جب آپ گھر سے نکلتے یا جمعہ کے دن جامع مسجد کو تشریف لے جاتے تو لوگوں کے ہجوم سڑکوں پر جمع ہو جاتے ان میں غرباء، مساکین، اغنیاء، ہر قسم کے ہوگ ہوتے تھے کئی خستہ حال لوگ آپ کو راستے میں روک لیتے اور دعا کراتے، آپ نہایت خندہ پیشانی سے ان کی استدعا قبول فرما کر خشوع وخضوع سے دعا مانگتے اور اپنے روکے جانے کا برا نہ جانتے۔

ابو صالح نصر اپنے والد شیخ عبدالرزاق (ابن شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ لوگوں میں شہرت اور مقبولیت کے بعد میرے والد گرامی نے صرف ایک حج کیا۔ اس سفر میں آتے جاتے حضور کی سواری کی مہار میرے ہاتھ میں تھی۔ واپسی پر جب ہم حلّہ میں پہنچے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس جگہ کا سب سے غریب اور مسکین گھرانہ تلاش کرو ہم نے ایک ویران گھر دیکھا جو بالوں کے خیمے پر مشتمل تھا اس میں ایک ضعیف العمر شخص اس کی بوڑھی بیوی اور ایک لڑکی قیام پذیر تھے حضرت شیخ نے اس ضعیف العمر شخص سے اس کے گھر میں اترنے کی اجازت طلب کی جو اس نے بخوشی دے دی۔

چنانچہ حضرت شیخ اور آپ کے رفقاء اس ویرانے میں اتر پڑے، اتنے میں حلقہ کے مشائخ، روٗسا اور اکابرین آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے ان کا اصرار تھا کہ حضرت شیخ ان کے ہاں فروکش ہوں یا کم از کم یہاں نہ رہیں مگر آپ نے سب کو انکار فرمایا لوگوں نے گائے بکریاں، مختلف کھانے، سونے اور چاندی کے انبار آپ کے سامنے لگا دیئے اور سفر کیلئے سواریاں تیار کر لیں چاروں طرف سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے پروانہ وار آنے لگے حضرت شیخ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ جو مال و اسباب یہاں موجود ہے اس میں سے اپنا حصہ میں اس گھرانے کیلئے وقف کر چکا ہوں، رفقاء نے عرض کی کہ ہم نے بھی اپنے اپنے حصے راہِ خدا میں ان لوگوں کو دے دیئے ہیں چنانچہ وہ تمام مال و اسباب آپ نے اس ضعیف العمر اور اس کی بچی کے حوالے کر دیا، رات وہاں گزار کر سحری کے وقت وہاں سے کوچ فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ کئی برس بعد میں حلّہ سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ وہی ضعیف العمر شخص بستی میں سب سے زیادہ مالدار ہے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ سب کچھ حضرت شیخ کی اسی ایک رات کی برکت ہے وہی مال و مویشی بڑھ کر یہ صورت اختیار کر گئے ہیں۔

غرض کہ غریبوں اور مسکینوں میں بیٹھ کر آپ کو بے پناہ مسرت ہوتی اور فرماتے کہ امیروں کی ہم نشینی کی آرزو تو ہر شخص کرتا ہے ان غریبوں کی محبت کسے نصیب ہوتی ہے آپ ہر معاملہ میں غریبوں کو امیروں پر ترجیح دیتے تھے یہ کبھی نہیں ہوا کہ آپ نے کسی غریب آدمی کو نظر انداز کر کے متمول شخص کی طرف توجہ کی ہو۔

ایثار

حضرت سیّد غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جذبۂ ایثار بے مثل ہے کیونکہ آپ نے ہمیشہ دوسروں کے مفاد کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہوئے ان کی مدد کی۔ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کئی وقت سے فاقے سے تھے اور کہیں جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں بھوک لگنے کے سبب سر چکرانے لگا مجبوراً لڑکھڑاتے ہوئے قریب کی مسجد میں ایک گوشہ میں لیٹ گئے ناگاہ ایک عجمی نوجوان کچھ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لے کر مسجد میں داخل ہوا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا کھانے سے پہلے اس نے آپ کو آواز دی اور اصرار پیہم سے اپنے ساتھ بٹھالیا۔دورانِ طعام میں گفتگو کے ذریعہ یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ جیلانی طالب علم ہیں تو عجمی نے دریافت کیا کہ عبدالقادر کو بھی جانتے ہیں؟ پھر جب اسے معلوم ہوا کہ عبدالقادر یہی ہیں تو کھاتے کھاتے آبدیدہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ کئی دن سے آپکی تلاش میں سرگرداں ہوں اور زادِراہ ختم ہوجانے کے باعث تین دن فاقے سے گزارنے کے بعد آج آپ کی والدہ کے بھیجے ہوئے آٹھ دیناروں میں سے یہ کھانا لایا ہوں، اب آپ میری طرف سے نہیں بلکہ میں آپکی جانب سے کھا رہا ہوں آپ مجھے اس خیانت کیلئے معاف فرمادیں۔آپ کا دریائے کرم تو ہمہ وقت موجزن رہا کرتا تھا۔سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نادم و پشیمان ہونے کی کیا ضرورت ہے مال تو خدائے قدیر کا ہے ہم اور تم دونوں ہی اس کے بندے ہیں تمہیں حاجت تھی اگر خرچ کر لئے تو اس میں برائی کیا ہے پھر آپ نے نہ صرف یہ کہ اس کی خوب اچھی طرح خاطر تواضع کی بلکہ ان آٹھ دیناروں میں سے چند دینار بھی عطا فرمادیے یہاں تک کہ ان آٹھ دیناروں میں سے تیسرے ہی دن جو سال ڈیڑھ سال تک آپ کے اخراجات کیلئے کافی تھے ایک بھی نہ بچا، جو بھی غریب نظر آیا اسے دے دیا۔

سخاوت اور فیاضی

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخاوت اور فیاضی میں اپنی نظیر آپ تھے سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ پاس ہوتا اسی وقت عنایت کر دیتے اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے آپ بہت بڑے سخی، اعلیٰ ترین سیر چشم، بے لاگ فیاض تھے آپ کی بخشش وعطا کی کوئی انتہا نہ تھی کروڑوں روپے دست مبارک سے تقسیم فرما دیئے۔

ویسے تو آپ فراخی وتنگی ہر حال میں خرچ کرنے کے عادی تھے اور بے دریغ خدا کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے لیکن بفضلِ الٰہی جب وہ وقت آیا کہ آپ کی خدمت میں لوگوں کی جانب سے نذر وفتوحات کی آمد شروع ہوئی پھر تو کوئی حصر وشمار ہی نہیں تھا ہزاروں لاکھوں روپے نذرانے میں یومیہ آتے تھے مگر اللہ اللہ! آپ کی فیاضی اور دریا دلی کہ ساری کی ساری رقم اسی دن راہِ خدا میں بانٹ دیتے تھے بڑی سے بڑی رقمیں نذرانہ میں آتی تھیں بالکل معمولی درجہ پر کم سے کم پندرہ بیس ہزار روپیہ یومیہ آمدنی تھی مگر ہاتھ میں آیا نہیں کہ غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کے پاس پہنچ گیا روزانہ دن کے اجالے ہی میں تقسیم ہو جاتی تھی۔

سخاوت اور فیاضی کا ایک دریا تھا جو ہر وقت موجیں مار رہا تھا ایک دنیا آستانہ غوثیت مآب سے فیض یاب ہو رہی تھی ہر چہار جانب آپ کی بخشش وعطا کی دھوم مچی تھی دور دور سے لوگ سن کر آتے اور دینی ودنیوی ہر مراد سے شادکام ہو کر لوٹتے تھے دنیا وآخرت کی ظاہری وباطنی ہر دولت یہاں تقسیم ہو رہی تھی کسی سوالی کو آپ نے محروم واپس نہیں کیا اور دیا بھی تو فیاضی کے ساتھ اتنا دیا کہ دامن مراد بھر گیا بلکہ تنگی داماں کی شکایت ہو گئی، مانگنے والے نے بھی جو کچھ مانگا اسے ملا ہمیشہ آپ کی نظر سوالی پر نہ جاتی تھی مستحق وغیر مستحق کی تمیز کیے بغیر سوال ہوا نہیں کہ دست سخا اپنا کام کر دیگا اکثر وبیشتر طلب سے پہلے ہی عطا فرما دیتے تھے سوال رد کرنا آپ کی فطرت کے خلاف تھا۔

ایک دن ایک فقیر کافی دیر تک حضرت کی خدمت میں حاضر رہا اور عرض کی کہ سیّدی! پہلے تو یہاں روزانہ دریائے سخاوت ٹھاٹھیں مارا کرتا تھا لیکن آج بالکل سکون ہے اور دریائے سخاوت تھما ہوا معلوم ہوتا ہے اس وقت ایک سو چالیس گمراہ اور بدکار لوگ مجلس میں موجود تھے آپ نے ان سب کو اپنے دونوں جانب کھڑا کر لیا اور پھر ان پر اپنی توجہ ڈالی ایک ہی نظر میں سب کے دل کی دنیا بدل گئی اور سب مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے آپ نے فرمایا...... جا! آج کی سخاوت یہی ہے۔

حق گوئی

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حق گوئی کا اخلاق وصف بہت نمایاں تھا آپ کی حق گوئی اور بے باکی نے اس دور کے سلاطین و امراء کو بڑی حیرت میں ڈال رکھا تھا کھری اور سچی بات کہنے میں آپ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کا لحاظ نہیں کرتے تھے اور اس بارہ میں کسی مصلحت یا خوف کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیتے تھے کوئی طبقہ ایسا نہ تھا جو آپ کے دائرہ اصلاح سے باہر ہو۔ آپ معروف کا حکم دیتے اور منکر سے روکتے تھے خلفاء کو، وزیروں کو، قاضیوں کو، عوام کو اور سب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ کام بڑی صفائی سے بھرے مجمع میں اور بر سر منبر ہوتا تھا۔ جو خلیفہ کسی ظالم کو حاکم بناتا آپ اس پر نکیر کرتے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت آپ کو حق کے اظہار سے نہ روکتی تھی۔ شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں نے تیرہ سال حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی اس دوران میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی انہوں نے کوئی ناشائستہ کام کیا ہو متبع سنت ہونے کیوجہ سے طبیعت میں نفاست رہتی راوی کا کہنا ہے کہ اس عرصہ میں نہ تو آپ کسی بڑے آدمی کیلئے کبھی کھڑے ہوئے اور نہ کسی حاکم کے دروازے پر گئے اور نہ کبھی کسی حاکم کے بچھونے پر بیٹھے اور نہ ہی اسکے دستر خوان سے کبھی کچھ کھایا (سوائے ایک موقع کے) آپ بادشاہوں اور ان کے درباریوں کے پاس جانے کو گناہ سمجھتے، اگر کوئی بادشاہ، وزیر یا معزز لوگ آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تو آپ ان کے آنے سے پہلے اٹھ کر گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کیلئے اٹھنا نہ پڑے وہ جب آکر بیٹھ جاتے آپ واپس تشریف لے آتے آپ ان سے سخت اور درشت لہجے میں گفتگو فرماتے اور انہیں وعظ و نصیحت میں انتہائی مبالغہ فرماتے وہ لوگ آپ کے ہاتھ چومتے اور آپ کے سامنے مودب ہو کر عاجزی سے بیٹھتے۔ اگر کبھی خلیفہ وقت کو خط لکھنے کی نوبت آتی تو اسے یوں تحریر فرماتے...... عبدالقادر تجھے فلاں کا حکم دیتا ہے اور اس کا حکم تجھ پر نافذ ہے، وہ تیرا پیشوا ہے اور تجھ پر حجت ہے۔

خلیفہ کے پاس جب یہ خط پہنچتا تو وہ اسے بوسہ دے کر کہتا کہ بلاشبہ حضرت شیخ نے سچ فرمایا۔ غرض کہ کسی حال میں بھی آپ سچائی کا دامن نہ چھوڑتے تھے خواہ آپ کی جان خطرہ میں پڑ جاتی مگر آپ حق بات کہنے سے کبھی نہ چوکتے تھے یہاں تک کہ خلیفہ اور جابر حاکموں کے سامنے بھی سچی بات ہی کہتے تھے خواہ انہیں کڑوی لگتی بڑے سے بڑے آدمی سے کبھی مرعوب نہ ہوتے تھے اور نہ دوسرے دنیادار علماء کی طرح ان کا پاس خاطر کرتے تھے جو بات کہنی ہوتی منبر پر کھڑے ہو کر بر سر عام بیان کر دیتے۔

ایک مرتبہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے ایک ظالم شخص یحییٰ بن سعید کو بغداد کا قاضی مقرر کر دیا۔ لوگ اسکے ظلم و ستم سے خوب واقف تھے اور اس کا تقرر پسند نہ کرتے تھے مگر خلیفہ کے سامنے اعتراض کرنے کی کسی کو جرأت نہ تھی۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب علم ہوا تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفہ سے علی الاعلان کہہ دیا (خلیفہ مجلس میں موجود تھا) کہ تم نے ایک ظالم شخص کو قضا کے عہدے پر مامور کر دیا ہے کل اپنے خدا کو جو اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے کیا جواب دو گے یہ سن کر خلیفہ پر ہیبت طاری ہو گئی اور لرزنے لگا اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے (یعنی اپنے فعل پر نادم ہونے کے باعث) اور اسی وقت اس نے یحییٰ بن سعید کی معزولی کا حکم جاری کر دیا۔

عفو اور درگزر

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عفو کا پیکر جمیل تھے اگر کسی سے زیادتی ہو جاتی تو آپ درگزر فرماتے جس زمانے میں آپ مدرسہ نظامیہ میں پڑھاتے تھے اس دور میں خصوصی طور پر آپ نے طلبا کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمایا کسی پر ظلم ہوتا دیکھتے تو آپکو جلال آ جاتا لیکن خود اپنے معاملے میں کبھی غصہ نہ آتا۔ اگر بہ تقاضائے بشری آ بھی جاتا تو خدام پر رحم فرمائے سے زیادہ کچھ نہ کہتے اگر کوئی شخص کسی معاملہ میں قسم کھا بیٹھتا تو آپ مان لیتے خواہ حقیقت حال کچھ ہی کیوں نہ ہوتی دوسرں کے عیوب کی تشہیر آپ کو سخت ناپسند تھی۔ تعلقات کا بے حد لحاظ اور پاس فرماتے تھے طلبہ کی باتوں کو برداشت کرتے اور ان کے اکتا دینے والے سوالات کا نہایت تحمّل سے جواب دیتے چھوٹوں سے رعایت فرماتے اور بڑوں کی توقیر کرتے سلام میں ہمیشہ سبقت فرمانے کی کوشش کرتے آپ فرمایا کرتے تھے اگر برائی کا بدلہ برائی سے دیا جائے تو یہ دنیا خونخوار درندوں کا گھر بن جائے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رحم و کرم کا دریائے بیکراں ہر آن موجزن تھا، رحمت و رافت کے چشمے ہر لمحہ جاری رہتے تھے اتفاقاً کبھی آپ کو غصہ آ جاتا اور حالت جلال میں زبان پر کوئی سخت بات آ جاتی جس سے کسی کی دل شکنی ہوتی تو فی الفور آپ کا دل رحم و کرم بھرے جذبات سے لبریز ہو جاتا اور اسے کبیدہ خاطر دیکھ کر آپ بے قرار ہو جاتے۔

عجز و انکساری

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت میں عاجزی اور انکساری کے اوصاف بھی کمال حد تک موجود تھے آپ بڑے منکسر المزاج بزرگ تھے آپ کی عاجزی کا یہ عالم تھا کہ ولایت اور بزرگی کے بلند مرتبہ پر فائز ہوتے ہوئے بھی اپنے چھوٹے بڑے کام خود ہی انجام دے لیتے خود بازار سے جا کر سودا خرید تے، گھر اگر کبھی آپ کی بیویوں میں سے کسی کی طبیعت خراب ہوجاتی تو خود گھر کے سارے کام دستِ مبارک سے کر لیتے تھے خود ہی آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا لیتے تھے بچوں کو بٹھا کر کھانا بھی کھلا دیتے تھے اکثر کنویں سے پانی کھینچ کر کندھے کے اوپر گھر لے آتے تھے بلا اکراہ گھر میں جھاڑو بھی لگا لیا کرتے تھے غرضیکہ کسی کام سے آپ کو عار نہ تھا۔ عام معمولات زندگی میں آپ کے عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ کوئی بچہ بھی آپ سے مخاطب ہو کر بات کرتا تو آپ ہمہ تن گوش ہوجاتے مفلوک الحال لوگوں کو گلے لگا لیتے فقراء کے کپڑے صاف کرتے اور ان کی جوئیں نکالتے۔

ایک دفعہ ایک گلی میں چند بچے کھیل رہے تھے آپ کا گزر ادھر سے ہوا۔ ایک بچے نے آپ کو روک لیا اور کہا میرے لئے ایک پیسہ کی مٹھائی بازار سے خرید لایئے آپ کی جبین مبارک پر شکن تک نہ آئی اور فوراً بازار جا کر ایک پیسہ کی مٹھائی لا کر اس بچے کو دی اس طرح کئی اور بچوں نے آپ سے مٹھائی لانے کو کہا اور آپ نے ہر ایک کی خواہش پوری کی آپ کا یہ عجز و انکسار بچوں، عام لوگوں اور غرباء و مساکین کیلئے مخصوص تھا سلاطین، امراء اور وزراء کیلئے آپ ایک مجسمہ ہیبت تھے ان کے سامنے عجز و انکساری آپ کے مسلک کے یکسر خلاف تھا۔ آپ کا طرز زندگی کچھ گھر ہی تک موقوف نہ تھا بلکہ جہاں کہیں بھی آپ تشریف لے جاتے یا حالتِ سفر میں ہوتے اور کسی منزل پر پہنچ کر قیام فرماتے تو وہاں پر بھی آپ کا یہی انداز ہوا کرتا تھا یعنی اپنا تمام کام مکمل اپنے ہی ہاتھوں سے کیا کرتے تھے۔ آٹا گوندھتے، روٹیاں پکاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے سفر کی حالت میں اس قسم کے کاموں میں جب آپ مشغول ہوتے تو خدام کرام کمال ادب کے ساتھ ان مشغولیتوں سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھنے کے کئی طریقے اختیار کرتے تھے تاہم خدام کی کوششیں اور تدابیر اس وقت بے کار ثابت ہوجاتی تھیں جب آپ یہ فرمادیتے تھے کہ میں بھی تمہیں جیسا ایک انسان ہوں تم روٹیاں پکاتے ہو تو میں کیونکر نہ پکاؤں۔ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی طرز عمل تھا پیغمبر اسلام مدینہ طیبہ میں ہوتے تو اپنا کام خود کرتے تھے سفر میں ہوتے تو تقسیم خود فرمادیتے تھے اور صحابۂ کرام کی طرح کوئی نہ کوئی کام اپنے ذمہ بھی مخصوص فرما لیتے تھے، جب اتنی عظیم شخصیت کے مالک ہوتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائق صد احترام صحابہ علیہم الرضوان ان کاموں کو اپنے ہاتھوں سے کیا کرتے تھے تو میری کیا مجال ہے کہ میں احتراز کروں اور دوسروں ہی کے سر ڈال دوں، زندگی کے ہر ماحول میں پیغمبر اسلام ہی کی اتباع نجات کا ذریعہ ہے۔

ایک دفعہ خچر پر سوار ہو کر آپ کہیں جارہے تھے راستے میں کچھ فقراء کھانا کھا رہے تھے انہوں نے آپ کو کھانے میں شرکت کی دعوت دی آپ خچر سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ کھانا کھایا اور فرمایا...... اللہ کو تکبر ناپسند ہے۔

صبر و ثابت قدمی

حضرت سیّد غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اوائل عمر ہی سے بڑے نامساعد حالات سے واسطہ پڑا، زندگی بھر بے پناہ مصیبتیں اور دشواری برداشت کیں عمر کا بیشتر حصہ فاقہ مستی میں گزرا مگر آپ نے مصائب و تکالیف فقر و فاقہ تنگدستی و ناداری کے جس ماحول میں رہ کر کمال حاصل کیا اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ذہین، بڑے محنتی، بے حد متحمل و صابر، بے خوف و مستقل مزاج انسان تھے، تکمیل علوم ظاہری و باطنی کی اپنے اندر کامل ذوق رکھتے تھے۔

پروردگار عالم اپنے ان بندوں کی مدد فرماتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی اپنی مدد کی حصول کامیابی کیلئے عزم محکم فرمایا تو خدائے قدیر نے آپ کے عزم وارادے کو کامیاب بنادیا آپ نے ابتدائی دور میں ہمت و ثابت قدمی سے کام لیا تو آپ جو کچھ ہونا چاہتے تھے اس سے بھی سوا ہو کے رہے۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے اندر محض پختگی پیدا کرنے کی غرض سے آپ کو زدوکوب کیا، سختیاں بھی کیں، حد یہ کہ سردی کے موسم میں ہمراہ جاتے ہوئے پل پر سے دریا میں دھکیل دیا مگر جھٹ آپ دریا سے نکل کر پھر ان کے ہمراہ ہو گئے۔

کبھی کبھی شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے ارشاد فرماتے تھے کہ آج میرے پاس بہت کافی کھانا آیا تھا میں نے خود کھایا دوسروں کو تقسیم کیا لیکن تمہارے لئے کچھ نہ رکھا۔ حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان سن کر بھی کبھی آپ بددل نہ ہوئے، دامن صبر ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طرز عمل دیکھ کر مجلس کے دیگر حضرات کو بھی ایذا پہنچانے کی جرأت ہونے لگی لیکن کسی قسم کی تکلیف سے آپ کبھی بھی دل برداشتہ نہ ہوئے ایک مرتبہ مجلس حمادیہ کے ایک بزرگ نے سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائی حسب معمول آپ نے صبر کیا مگر شدہ شدہ شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسکی خبر پہنچ گئی انہوں نے ان بزرگ کو سخت تنبیہ کی اور فرمایا بے ادب گستاخ! تم شیخ عبدالقادر کو کیوں اذیت پہنچاتے ہو تم میں سے کوئی بھی تو ان کی گرد راہ کو نہیں چھو سکتا، پھر سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا...... اے عبدالقادر! اب تک میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ صرف پختگی اور تربیت کیلئے تھا اب تمہارے پختگی و استقامت پہاڑ کی مانند ہوگئی ہے خداوند قدوس تمہیں بے پناہ عزت دے گا۔

پچیس سال تک ایک حالت اور نوعیت سے مجاہدے کرتے رہنا شب و روز انتہائی اذیتیں، تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرنا پورے پندہ سال تک ہر رات دو رکعتوں میں پورا قرآن عظیم پڑھنا، بے سروسامانی کے عالم میں رہنا، گھاس اور پتوں پر گزر اوقات کرنا مکمل عہد جوانی کو ریاضیات و مجاہدات و حصول علم کی جدوجہد میں گزار دینا انسانی صبر و استقلال کا بہت زبردست اور عظیم الشان مظاہرہ ہے۔ عہد طالب علم کا زمانہ تو خاص ہوش و خرد کا دور تھا ابھی آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ اس زمانہ میں آپ کی کیا حالت تھی۔

عین شباب کا عالم تھا لیکن اس دور کو بھی آپ نے اس طور سے گزارا کہ اگر یہ کہا جائے تو قطعی مبالغہ نہ ہوگا کہ دنیا کے کسی بھی طالب علم نے اسطرح یہ دور نہ گزارا ہوگا سارا سارا دن مدارس میں عرق ریزی، محنت و دماغ سوزی کرنا پوری پوری رات بیداری کیساتھ خرابات و کھنڈرات اور ویرانوں میں پڑے رہنا، نہ بستر نہ تکیہ، نہ بدن پر پورا کپڑا، نہ سونے کی جگہ، نہ کھانے کا ٹھکانہ، مہینہ بھر میں ایکدن شکم سیر ہیں۔ گھر سے آئے ہوئے دینار فقیروں حاجتمندوں کو تقسیم کردیئے ہیں اور پھر انتیس دن فاقہ کشی میں گزار رہے ہیں فاقہ بھی ایسے ویسے نہیں بلکہ یوں کہ تین تین دن کچھ میسر نہ ہوا، نہ ساگ ملے نہ پتے، لیکن معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا دن بھر اسی طرح حصول علم کی جستجو اور رات بھر ریاضتیں اور بیداریاں، اس قدر سختیاں اور مصائب جب دامن صبر و استقلال کو پارہ پارہ کرنے لگتے امواج مصائب سر سے گزرنے لگتیں تو زمین کے اوپر لیٹ جاتے اور فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرا پڑھنے لگتے تھے پروردگار عالم! اپنے فضل بے نہایت سے آپ کے قلب مبارک کو تقویت عطا فرمادیتا اور امواج وحوادث واپس لوٹ جاتے تھے ذہن کا بوجھ ہلکا ہوجاتا تھا اور دماغی کوفت دور ہوجاتی تھی اور پھر آپ تازہ بتازہ ہوکر اپنے علمی و روحانی مشاغل میں مشغول ہوجاتے۔

شیخ امام احمد بن صالح بن شافعی جیلی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ مدرسہ نظامیہ میں گیا، وہاں فقہا اور فقراء کی ایک جماعت جمع ہوگئی آپ نے قضاوقدر کے بارے میں خطاب شروع کیا تقریر کے دوران چھت سے آپ کی گود میں ایک بڑا سانپ آن گرا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے سب بھاگ کھڑے ہوئے، آپ تنہا باقی رہ گئے۔ وہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا اور جسم پر گھومنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد آپ کے گریبان سے نکلا اور گردن پر لپٹ گیا اس دوران نہ تو آپ نے تقریر روکی اور نہ ہی نشست میں کوئی تبدیلی کی۔ کچھ دیر بعد وہ سانپ نیچے اتر آیا اور آپ کے سامنے اپنی دم پر کھڑا ہوگیا اور چلانے لگا۔ آپ نے اس کے ساتھ ایسا کلام فرمایا جسے ہم لوگ نہ سمجھ سکے۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اب لوگ واپس آئے اور سانپ کی گفتگو کے بارے میں پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا، اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بے شمار اولیاء کو آزمایا لیکن آپ جیسا ثابت قدم میں نے نہیں دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ جس وقت تو میری گود میں گرا ہے میں قضاوقدر سے متعلق گفتگو کررہا تھا تو ایک معمولی سا کیڑا ہے جسے قضاوقدر چلا پھرا رہی ہے اگر اس وقت میں اٹھتا یا اپنی نشست میں تبدیلی کرتا تو میرا فعل میرے قول کے مطابق نہ رہتا۔

چونکہ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ نے علم کلام سلب فرمادیا تھا اس لئے اس کا بدلہ ضروری تھا یہی صفت کریم ہے کہ جب وہ کسی سے کوئی مصلحتاً لے لیتا ہے اس کا کئی گنا بڑھا کر بدلہ عطا کرتا ہے۔ آپ کریم بن کریم ہیں، بھلا آپ کیونکر بدلہ نہ عنایت فرماتے، دیا اور اس قدر دیا کہ جس کی کوئی مثال موجود نہیں۔

شیخ ابو محمد علی بن ابی بکر یعقوبی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ علی بن ہیتی میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور ان سے کہا یہ میرا غلام ہے۔ شیخ نے اپنا کپڑا اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا تم نے عافیت کا کرتا پہن لیا۔ اسے پہنے ہوئے مجھے پینسٹھ برس ہونے کو آئے ہیں اس دوران مجھے کبھی کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچی جس کا میں شکوہ کروں۔

ایک اور موقع پر مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے اور ان سے کہا کہ میں اس کیلئے آپ سے ایک باطنی خلعت طلب کرتا ہوں۔ حضرت شیخ نے سن کر دیر تک اپنا سر جھکائے رکھا اتنے میں میں نے دیکھا کہ آپ سے نور کی ایک کرن ظاہر ہوئی اور مجھ سے چمٹ گئی، پس میں قبر والوں اور ان کے حالات دیکھنے اور فرشتوں کو اپنے اپنے مقام پر مختلف زبانوں میں تسبیح کرتے ملاحظہ کرنے لگا اور ہر انسان کی پیشانی پر جو لکھا ہے میں اسے باآسانی پڑھنے لگا میرے لئے اور کئی عظیم الشان امر ظاہر کر دیئے گئے اور مجھے فرمایا گیا کہ خوف نہ کرو، لے لو شیخ علی نے فرمایا، مجھے خطرہ ہے کہ اس کی عقل زائل نہ ہو جائے اس پر حضرت شیخ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا تو میں نے اپنے باطن کو سندان کی طرح مضبوط پایا، اس کے بعد جو چیزیں میں نے دیکھیں اور سنیں، ان میں سے کسی شے سے میں نہیں ڈرا اور میں اب تک ملکوت کی راہوں میں اسی چمک کے نور سے روشنی لے رہا ہوں۔ جب میں پہلے پہلے بغداد میں داخل ہوا اس وقت وہاں کسی کو جانتا نہ تھا۔ میں نے ایک خوبصورت مدرسے میں پناہ حاصل کی یہ مدرسہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اتفاق سے اس وقت وہاں میرے علاوہ کوئی شخص موجود نہ تھا میں نے سنا کہ مدرسہ میں واقع ایک گھر میں ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا ہے، اے عبدالرزاق! باہر نکل اور دیکھ وہاں کون ہے؟ وہ باہر نکلے اور پھر اندر واپس گئے اور کہا وہاں تو کوئی نہیں ہے ہاں البتہ گاؤں کا ایک لڑکا کھڑا ہے فرمایا اس لڑکے کی بہت بڑی شان ہے پھر حضرت شیخ میرے پاس تشریف لے آئے آپ کے پاس روٹیاں اور طعام تھا اس سے پہلے میں نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا تھا آپ کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے میں کھڑا ہو گیا فرمانے لگے علی آ وہ طعام میرے آگے رکھ دیا پھر فرمایا اللہ تجھ سے نفع دے یہ کلمہ تین بار فرمایا پھر فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں تیری احتیاج ہو گی اور تو علی ہو جائے گا اب مجھے دیکھ لو میں حضرت شیخ کی دعا کا ثمر ہوں۔ (خلاصہ المفا)

ہمدردی اور شفقت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رویہ بڑا ہمدردانہ اور مشفقانہ تھا مجلس میں آنے والے کیلئے ہر وقت ہمدردی کا اظہار فرماتے اگر کوئی ملنے والا چند روز نہ آتا تو دوسروں سے اس کی خیر و عافیت دریافت فرماتے اور بعض اوقات یوں بھی کرتے کہ خادم سے کہتے کہ جا کر معلوم کرو کہ فلاں شخص کہیں کسی پریشانی میں تو مبتلا نہیں ہوگیا، طبیعت تو نہیں خراب ہوگئی ہے جب تک اس کی خیریت نہ معلوم فرما لیتے مطمئن نہ ہوتے اگر وہ شخص بیمار ہوتا اور اس کی علالت کی خبر آپ کو ملتی تو اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے اپنی تمام زندگی میں اپنے حلقہ بگوشوں اور اپنی بارگاہ کے تمام حاضر باش حضرات میں سے جس کی بھی علالت کی خبر پاتے ضرور ضرور اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور بہت قریب جا بیٹھتے تھے۔ دیر تک اطمینان و تسلی بخش باتیں کرتے اور ہمدردی کا اظہار فرماتے تھے۔ احباب میں سے ایک شخص بغداد مقدس سے کافی فاصلے پر ایک گاؤں میں رہتے تھے ایک مرتبہ وہ بیمار پڑے۔ آپ کو ان کی علالت کی خبر ملی تو آپ سفر کی تمام دشواریاں برداشت کر کے اسی گاؤں میں ان کی عیادت فرمانے تشریف لے گئے اتفاق اس سے اس وقت وہ گھر کی بجائے اپنے کھجوروں کے باغ میں لیٹے ہوئے تھے آپ نے اسی باغ میں جا کر عیادت فرمائی۔ اس باغ میں دو درخت ایسے تھے کہ خشک ہوگئے تھے اور صاحب باغ ان کے کٹوانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ دورانِ گفتگو اس کا ذکر آیا آپ نے ان درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد ہفتہ کے اندر ہی ان درختوں میں دوبارہ زندگی آگئی اور شاداب ہو کر بکثرت پھلنے لگے۔ روایت کی شہادت یہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری ایسی برکت کا باعث بنی کہ ان کے کاروبار میں بھی کافی ترقی ہوگئی۔

غرضیکہ بیماروں کی عیادت کرنے میں جو عظیم درجہ اور ثواب ہے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے پوری طرح آگاہ تھے اس لئے آپ اس ثواب عظیم کے حصول کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوست شیخ نجم الدین فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چلہ میں تھا چالیسویں دن میں نے دیکھا کہ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہیں اور ایک پیمانہ ہاتھ میں ہے جسے جواہرات سے بھر بھر کر پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوئے لوگوں میں پھینک رہے ہیں یہ منظر دیکھ کر میں بے حد متحیر ہوا کہ لوگ ان جواہرات کو جب چن لیتے ہیں تو اتنے ہی جواہرات پھر پیدا ہو جاتے ہیں اور آپ اسی پیمانہ سے بھر کر پھر نیچے لوگوں کے سامنے پھینک دیتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی چشمہ ہے جس سے جواہرات ابل رہے ہوں جب میں چلہ سے باہر آیا تو حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کا ذکر کیا حضرت سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، نجم الدین تم نے جو کچھ مشاہدہ کیا وہ حقیقت ہے۔ یہ دولت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بدولت حاصل ہوئی علم کلام کے عوض مجھے یہ نعمت عطا کی گئی ہے یہ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کرم تھا۔

مخلوق خدا کی بھلائی

آپ نے ہمیشہ مخلوقِ خدا کی بھلائی کی، اپنے پاس آنے والوں کو راہِ ہدایت کی طرف رہنمائی فرمائی، بے شمار مخلوق خدا کو دعاؤں کے ذریعے نجات کے راستے پر گامزن کیا اگر کوئی پریشان حال آیا تو اسکی بات سن کر ہر ممکن مدد کی، مخلوق خدا آپکو اپنا غمخوار جانتے ہوئے جوق در جوق آتی تھی اور آپ کی صحبت سے سکون حاصل کر کے جاتی۔ مخلوق خدا کی بھلائی کے چند واقعات حسب ذیل ہیں:۔

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز کا بیان ہے کہ شب جمعہ چاندرات رمضان المعظم ۵۴۵ھ میں آدھی رات کے وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے موذن سے فرمایا کہ مینار پر چڑھ کر پہلی اذان دے دو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی پھر تھوڑی دیر کے بعد تیسرے پہر کے آغاز میں اسے فرمایا دوسری اذان دے دو، اس نے دے دی۔ اوّل سحر میں پھر اس سے فرمایا کہ مینار پر چڑھ کر تیسری اذان کہہ دو، اس نے کہہ دی۔ تھوڑی دیر بعد اسے فرمایا کہ سحری کی ندا کر دو، اس نے وہ بھی کر دی۔ صبح کے وقت آپ کے خاص اصحاب نے اس بات کا راز پوچھا تو فرمایا کہ جس وقت میں نے اسے پہلی اذان کا حکم دیا اس وقت عرش میں زبردست حرکت پیدا ہوئی اور اس کے نیچے سے ندا کرنے والے نے پکارا کہ مقربین میں سے اخیار لوگوں کو چاہیے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں۔ جس وقت میں نے دوسری اذان کہنے کے بارے میں حکم دیا اس وقت عرش میں پہلے سے ذرا کم حرکت پیدا ہوئی اور عرش کے نیچے سے ایک منادی نے پکارا کہ اٹھ کھڑے ہوں اولیائے ابرار، اور جس وقت میں نے تیسری اذان کیلئے کہا تو عرش میں حرکت پیدا ہوئی مگر پہلے دونوں دفعہ کی بہ نسبت کم اور اس وقت عرش کے نیچے سے آواز آئی کہ سحر کے وقت مغفرت طلب کرنے والے اٹھیں۔

میں نے ان آوازوں سے پہلے مرتبے والے لوگوں کو آگاہ کیا کہ یہ تمہارا وقت ہے پھر دوسرے مرتبے کے لوگوں کو متنبہ کیا کہ اٹھو اب تمہارا وقت ہے اور آخر میں تیسرے مرتبے کو اطلاع دی کہ اٹھو اب تمہارا وقت ہے۔

شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ ابتدائے حال کی طرح میں جنگلوں اور ویرانوں میں رہوں، جہاں میں نہ کسی کو دیکھوں اور نہ کوئی مجھے دیکھے...... پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے مخلوق کی منفعت کا ارادہ کیا چنانچہ یہود و نصاریٰ میں سے پانچ ہزار سے زیادہ آدمی میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ سے زائد ڈاکو اور ٹھگ میرے ہاتھ پر تائب ہوئے یہ ایک عظیم فائدہ ہے۔

شیخ خلیفہ بن موسیٰ عراقی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حبشہ کے علاقے سے گزرا، میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ہوا میں بیٹھے ہیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ہوا میں کیوں بیٹھے ہیں انہوں نے فرمایا خلیفہ! میں نے ہوا کی مخالفت کی ہے اب میں ہوا کے ایک قبے میں محبوس ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کیلئے آپ کی خانقاہ میں آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بزرگ حضرت شیخ کے سامنے مؤدب بیٹھے ہیں انہوں نے حضرت شیخ سے باتیں کیں۔ حقائق و معارف کے مسائل پوچھے مگر میں نے یہ باتیں نہ سمجھیں اس کے بعد حضرت شیخ اٹھ کر چلے گئے اور میں اس بزرگ کے پاس تنہا رہ گیا میں نے ان سے کہا عجیب بات ہے کہ میں آپ کو یہاں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا تو کیا اللہ کا کوئی برگزیدہ ولی، مقرب یا حبیب ایسا ہے جس کی یہاں آمد و رفت یا یہاں سے اکتساب فیض نہ ہو۔ میں نے پوچھا کہ میں نے آپ کی گفتگو سے کچھ نہیں سمجھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہر مقام کے جدا احکام ہیں، ہر حکم کیلئے معانی ہیں، پھر ہر معانی کیلئے عبارت ہے۔ جس سے اسکی تعبیر کی جاتی ہے اس عبارت کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس نے اس کے معنی سمجھے ہیں اور اس کا معنی وہ سمجھتا ہے۔ جس کیلئے اس کا حکم ثابت ہو چکا ہو اور حکم اسی کیلئے ثابت ہوتا ہے جو اس مقام کا حائل ہوتا ہے پھر میں نے پوچھا حضرت شیخ کی جو تعظیم اور ان کے تواضع کا جو مظاہرہ میں نے آج آپ سے دیکھا ہے ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس شخص کی تواضع کیوں نہ کروں کہ جس نے مجھے والی بنایا اور تصرف عطا فرمایا۔ میں نے کہا کہ آپکو کس چیز کا والی بنایا گیا ہے اور کس چیز پر آپکو تصرف عطا کیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا مجھے سو معین مردوں پر مقدم ہونے کا والی اور ان کے احوال پر متصرف بنایا گیا ہے مگر انہیں وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کو اللہ چاہے۔

مہمان نوازی

آپ بڑے بلند درجے کے مہمان نواز تھے جو شخص بھی مہمان کی حیثیت سے آتا اس کی حسب استطاعت مہمان نوازی کرتے تھے۔

ابوعبداللہ محمد بن احمد نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب شیخ موفق الدین سے جناب شیخ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ کی آخر عمر میں شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔ آپ نے ہمیں مدرسہ میں ٹھہرایا اور دورانِ قیام نہایت شفقت اور توجہ سے پیش آئے۔ اکثر اپنے صاحبزادے کو روشنی اور دوسرے انتظامات کی نگرانی کیلئے بھیجتے تھے اور بسا اوقات ہمارے لئے کھانا گھر سے بھجواتے۔ نمازوں کے اوقات میں جب آپ باہر تشریف لاتے تو امامت کے فرائض آپ ہی انجام دیتے۔ میں دورانِ قیام آپ سے کتاب المرقی پڑھتا اور حافظ عبدالغنی الہدایہ پڑھتے تھے۔

آپ کے پاس مباح زرعی زمین کا ایک قطعہ تھا جس میں آپ دیہاتوں سے کاشت کرواتے اور آپ کے بعض مصاحب غلہ پیس کر چار پانچ روٹیاں تیار کر دیتے پھر آپ ان روٹیوں میں سے ایک ایک ٹکڑا حاضرین مجلس میں تقسیم فرما دیتے اور جو کچھ باقی بچتا اس کو اپنے لئے رکھ لیتے۔ روزانہ رات کو آپ کا ایک غلام روٹیوں کا طباق لئے ہوئے دروازے پر کھڑے ہو کر صدا لگاتا......

کیا کسی کو روٹی کی ضرورت ہے کیا کسی کو رات بسر کرنے کیلئے جگہ درکار ہے؟

حضرت شیخ کے پاس جب کہیں سے ہدیہ آتا تو آپ سب کا سب یا اس کا کچھ حصہ حاضرین مجلس میں ضرور تقسیم فرما دیتے اور ہدیہ بھیجنے والے کے پاس بطور اظہار تشکر خود بھی ہدیہ ارسال فرماتے آپ احباب کی نذر بھی قبول فرماتے۔

علامہ ابن بخارا اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے تمام اعمال کی چھان بین اور جستجو کی تو مجھے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر عمل کھانا کھلانا اور حسن اخلاق سے پیش آنا ہے اور اگر میرے ہاتھ میں پوری دنیا کی دولت بھی دے دی جائے تو میں اسے بھوکوں کو کھانا کھلانے میں صرف کر دوں کیونکہ میرے ہاتھ میں سوراخ ہیں جن میں کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی اور اگر میرے پاس ہزاروں دینار آ جائیں تو میں رات گزرنے سے قبل ہی خرچ کر ڈالوں۔

جمالِ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری شکل وصورت میں بھی بے پناہ حسن وجمال سے نوازا۔ آپ کے متعلق راویان اس حقیقت پر متفق ہیں کہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے حد حسین وجمیل تھے کثرتِ ریاضت اور زہد کی وجہ سے آپ کا جسم مبارک قدرے نحیف تھا شیخ ابوعبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی کا قد میانہ، سینہ کشادہ اور رنگ گندمی تھا آنکھیں سرگیں اور نور معرفت سے لبریز تھیں، بھویں باریک اور ملی ہوئی تھیں، سر اقدس بڑا اور آپ کے عالی دماغ ہونے کا شاہد تھا سر اقدس اور ریش مبارک کے بال نہایت ملائم اور چمکدار تھے، ریش مبارک بہت گنجان اور خوب صورت تھی، سر کے بال بالعموم کان کی لو تک رہتے تھے، دانت ہر قسم کی آلائش سے پاک اور موتیوں کی طرح دمکتے تھے رخساروں کا رنگ میدہ وشہاب تھا، چہرہ کتابی اور ناک ستواں تھی، ہونٹ پتلے اور نہایت دل آویز تھے جب بات کرتے تو معلوم ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں آواز نہایت بلند تھی اور اس زمانہ میں جب کہ آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) کا تصوّر تک بھی نہ تھا آپ کی آواز ستر ستر ہزار کے مجمع میں دور ونزدیک کی ہر ایک کو یکساں پہنچتی تھی، ہتھیلیاں کشادہ اور نرم تھیں، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں سیدھی اور خوش نما تھیں، چہرہ مبارک پر نور برستا تھا، آپ کو دیکھ کر ہی یقین کامل ہو جاتا تھا کہ عارف کامل اور مقرب الٰہی ہیں۔

کمال گفتگو

آپ جس وقت کلام فرماتے تھے مجلس گونج اٹھتی آواز مبارک میں قدرتی ایسا رعب تھا کہ جب بھی آپ نے گفتگو فرمائی یا مجمع میں کچھ ارشاد فرمایا تو سامعین اور مخاطب دم بخود ہو کر متوجہ ہو جاتے تھے کسی کو حضرت کے کلام سے غیر ملتفت ہونے کی مجال نہ تھی عجیب بات یہ تھی کہ سب دور اور نزدیک والے حضرات آپ کی آواز کو یکساں سنتے تھے اور ہر ایک کو ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسا کہ حضرت ان کے قریب ہی ارشاد فرما رہے ہیں کلام کرتے وقت کسی کو بجز سکوت کے دم مارنے کی گنجائش نہ ہوتی تھی جو کچھ حکم ارشاد فرماتے اسی وقت اس کی بجا آوری اور تعمیل ہو جاتی تھی۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ ابومحمد عبداللطیف بن ابی طاہر بغدادی صوفی کا بیان ہے کہ جس وقت ہمارے شیخ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی بہت اہم اور عظیم خطاب فرماتے تو اس کے بعد یوں گویا ہوتے...... میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، تم کہو کہ تو نے سچ کہا، میں تو ایسی بات پر یقین کرتا ہوں جن میں کوئی شک وشبہ نہیں، مجھے بلوایا جاتا ہے تو میں بولتا ہوں، مجھے (خزانہ غیبی سے) عطا کیا جاتا ہے تو میں تقسیم کرتا ہوں مجھے حکم دیا جاتا ہے تو میں وہ کام کرتا ہوں ذمہ داری اس کی ہے جو مجھے حکم دیتا ہے تمہارا مجھے جھٹلانا دینی اعتبار سے تمہارے لئے زہرِ قاتل ہے اور اندیشہ ہے کہ اس طرح تمہاری دنیا و آخرت برباد ہو جائے۔ میں بہت بڑا دریا ہوں میں بڑا قتل کرنے والا ہوں اور ڈراتا ہے تم کو اللہ اپنی ذات سے۔ اگر میری زبان پر شریعت کے قفل نہ ہوتے، تو جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو یا بچا کر چھوڑتے ہو، میں تمہیں ان کی خبر دیتا ہوں تم لوگ میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، جو کچھ تمہارے

پیٹ میں ہے اور تمہاری ظاہر میں ہے مجھ سے مخفی نہیں اگر حکم خداوندی کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی، تو ساغ یوسفی اپنے اندر موجود چیز سے مطلع کرتا مگر علم دلیل کا محتاج ہے۔

یا فرمایا علم عالم کے دامن میں اس لئے پناہ حاصل کرتا ہے کہ وہ اس کے مخفی بھید ظاہر نہ کر دے۔ آپ کی مجالس میں بعض اوقات حاضرین کی تعداد ستر ستر ہزار سے بھی تجاوز کر جاتی تھی اور لوگ کئی کئی فرلانگ تک پھیلے ہوتے تھے لیکن آپ کی آواز دور اور نزدیک ہر شخص کو پہنچتی تھی حالانکہ کوئی دوسرا شخص گلہ پھاڑ کر بھی چلاتا تو اس کی آواز اتنے مجمع میں دور کے لوگوں تک بمشکل پہنچتی تھی اس کے برعکس آپ نہایت متانت اور وقار کے ساتھ اپنا وعظ فرماتے اور اس کا ایک ایک لفظ ہر شخص کو یکساں اور صاف صاف سنائی دیتا۔

نظر مبارک

حضور (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جس شخص یا جس اجتماع پر نظر جمال با کمال سے توجہ فرما دیتے وہ کیسا ہی سخت طبیع، سنگ دل کیوں نہ ہوتا...... خاشع، خاضع، مطیع اور غلام بن جاتا۔ (تفریح الخاطر)

شیخ مکارم کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں انکے مدرسے میں حاضر تھا کہ اس دوران فضا میں درّاج نامی پرندہ اڑتا ہوا گزرا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں درّاج کا گوشت جَو کے ساتھ کھاتا۔ اسی خیال کے آتے ہی حضرت شیخ نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فضا کی طرف نگاہ اٹھائی، اتنے میں درّاج مدرسہ کے صحن میں آگرا اور بھاگ کر میری ران پر سوار ہو گیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا اے مکارم! تمہیں جس چیز کی خواہش ہے وہ لے لو، یا اللہ تعالیٰ تم سے اسے جو کے ساتھ کھانے کی خواہش چھین لے گا۔ اس وقت سے آج کے دن تک درّاج کے گوشت سے میری نفرت کا یہ عالم ہے کہ اگر اسے بھون پکا کر میرے سامنے رکھا جائے تو میں اس کی بو بھی برداشت نہیں کر سکتا حالانکہ اس سے پہلے یہ مجھے سب سے زیادہ پسند تھا۔

ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں موجود تھا اس وقت آپ واصلین کے مقامات اور عارفین کے مشاہدات کے سلسلے میں کلام فرما رہے تھے یہاں تک کہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے اشتیاق میں تڑپنے لگے۔ میں نے سوچا کہ آخر مقصود کس طرح حاصل ہوگا؟ آپ نے کلام روک دیا اور میری طرف رُخ کرتے ہوئے فرمایا، تیرے اور تیری مراد و مقصود کے درمیان صرف دو قدموں کا فاصلہ ہے ایک قدم سے دنیا چھوڑ دے اور دوسرے سے اپنے نفس کو۔ پھر صرف تو ہے اور تیرا ربّ......!

پسینہ کی خوشبو

مفتی عراق حضرت محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن حامد البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خصائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں (طیب الاعراق) کہ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا۔ (قلائد الجواہر)

آپ کے ہاتھوں کا کمال

شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے شیخ مجھے ایک دفعہ ۵٦٠ ھ میں آپ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم اطہر سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر میرے جسم میں مل گئی ہیں اس وقت میں نے اہل قبور کو دیکھا اور ان کے حالات اور مراتب و مناصب کو دیکھا اور فرشتوں کو بھی دیکھا۔ نیز مختلف آوازوں میں میں نے ان کی تسبیح سنی اور ہر ایک انسان کی پیشانی پر جو کچھ لکھا تھا اس کو میں نے پڑھا اور بہت سے واقعات اور عجیب وغریب امور مجھ پر منکشف ہوئے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا ڈرو مت، تو میرے شیخ طریقت حضرت علی بن ہیتی نے حضرت کی خدمت میں عرض کی حضور والا! مجھے اس کی عقل زائل ہونے کا ڈر ہے، تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا پھر جو کچھ میں نے دیکھا میں اس سے قطعاً نہ گھبرایا اور فرشتوں کی تسبیحوں کو میں نے پھر سنا اور اب تک عالم ملکوت میں اس روشنی سے مستفید ہوتا ہوں۔ (قلائد الجواہر)

شیخ کبیر عارف باللہ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کیلئے بغداد حاضر ہوا۔ اس وقت آپ چھت پر چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے میں نے فضا میں نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ مردان غیب کی چالیس صفیں ایستادہ تھیں اور ہر صف میں ستر مرد تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ بیٹھ کیوں نہیں جاتے۔ انہوں نے کہا آپ کی نماز مکمل ہو جائے یا نماز پوری فرمالیں۔ اجازت فرمائیں گے تب بیٹھیں گے یہ اس لئے کہ آپ کا ہاتھ ہمارے ہاتھوں کے اوپر، آپکا قدم ہماری گردنوں پر اور آپ کا حکم ہم پر رواں ہے۔ جس وقت آپ نے سلام پھیرا تو یہ لوگ جلدی سے آپ کی خدمت میں آئے سلام عرض کرنے اور ہاتھ چومنے لگے۔

آپ کی انگلی کے اثرات

شیخ ابوعبداللہ محمد بن کامل نیسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے شیخ ابومحمد شاور محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کیلئے بغداد میں داخل ہوا اور ایک مدت تک آپ کی خدمت میں مقیم رہا۔ پھر جب میں نے مصر کیلئے روانگی کا ارادہ کیا تو خیال آیا کہ یہ سفر مخلوق اور زادِ راہ کے بغیر قدم تجرید پر طے کرنا چاہیے میں نے حضرت شیخ سے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے یہ وصیت فرمائی کہ میں کسی سے کچھ نہ مانگوں۔ یہ فرما کر اپنی دونوں انگلیاں میرے منہ میں رکھ دیں اور فرمایا کہ انہیں چوس لو میں نے انہیں چوس لیا۔ پھر فرمایا جاؤ ہدایت یافتہ اور راشد ہو کر۔ میں بغداد سے مصر کی طرف چل پڑا۔ نہ کچھ کھاتا تھا نہ پیتا تھا مگر جسمانی قوت دن بدن بڑھ رہی تھی۔

ایک مرتبہ رات کے وقت آپ کے ہمراہ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عدی بن مسافر حضرت سیّدنا امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے مزار پر انوار کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے مگر اس وقت اندھیرا بہت زیادہ تھا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پیش پیش تھے آپ جب کسی پتھر یا کسی دیوار یا قبر کے پاس گزرتے تو آپ انگلی سے اشارہ فرماتے، اس وقت آپ کی انگشت مبارک چاند کی طرح روشن ہو جاتی تھی اسی طرح وہ سب حضرات آپ کی انگلی مبارک کی روشنی سے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک تک پہنچ گئے۔ (قلائد الجواہر)

آپ کا لباس

مجاہدات کے زمانہ میں آپ نے بڑا سادہ لباس استعمال کیا مگر جب آپ مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہو گئے تو آپ نے اس دور کے علماء جیسا لباس استعمال کرنا شروع کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا لباس بڑا عمدہ جاذب نظر اور قیمتی ہوتا تھا شاید ہی کوئی موقع ایسا آیا ہو کہ آپ نے ایک اشرفی فی گز سے کم قیمت کا کپڑا ازیب تن کیا ہو۔ کپڑے کے تاجر دور دراز سے آپ کیلئے گراں بہا کپڑے اور ملبوسات لاتے تھے باوجود اتنی عمدہ اور گراں قیمت پوشاک کے آپ اسے ایک دن سے زیادہ نہیں پہنتے تھے ہر روز نیا لباس تبدیل فرماتے اور اپنا لباس غرباء و مساکین کو دے دیتے ایک دفعہ ایک عمامہ کئی ہزار اشرفیوں سے خریدا اور اسے تھوڑی دیر کیلئے باندھ کر اتار دیا اور پھر مساکین کو خیرات کر دیا۔ اسی طرح ہر جمعہ کو آپ نئی پاپوش پہنتے تھے اور پہلی غربا کو دے دیتے تھے آپکی پاپوش بھی نہایت قیمتی ہوتی تھی گراں بہا لباس اور پاپوش کے استعمال سے آپ کا مقصد محتاجوں کو نفع پہنچانا تھا۔

حکایت

بغداد شریف کے ایک مشہور بزاز شیخ ابوالفضل احمد بن قاسم قرشی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خادم میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مجھے ایک ایسا قیمتی اور عمدہ کپڑا درکار ہے جس کی ایک گز کی قیمت ایک اشرفی ہو، نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ میں نے پوچھا کہ ایسا قیمتی کپڑا کس کے واسطے درکار ہے؟ خادم نے حضور کا نام لیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ جب فقراء ایسا قیمتی لباس زیب تن کریں گے تو بادشاہ وقت یعنی خلیفہ کون سا کپڑا پہنے گا انہوں نے تو بادشاہ کیلئے کوئی کپڑا باقی ہی نہیں چھوڑا۔

ابھی یہ خطرہ میرے دل میں گزر رہی تھا کہ میرے پاؤں میں غیب سے ایک ایسی کیل چبھی کہ قریب المرگ ہو گیا۔ ہر چند اس کو باہر نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئی پھر مجھے اٹھا کر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالفضل! تو نے اپنے دل میں ہم پر کیوں اعتراض کیا؟ خدا کی قسم! میں نے اس کپڑے کو نہ پہنا جب تک کہ مجھے یہ نہ کہا گیا کہ تجھے میرے حق کی قسم! ایک قمیض ایسے کپڑے کی پہن جس کی قیمت فی گز ایک اشرفی ہو۔ (تفریح الخاطر)

حضرت عبداللہ جبائی کا بیان ہے کہ میں موسم سرما کے درمیان میں سخت جاڑے کے دنوں میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اس موسم میں آپ کے جسم پر صرف ایک کرتا اور سر پر ایک ٹوپی تھی اور آپ کے جسم سے پسینہ بہہ رہا تھا آپ کی خدمت میں حاضر رہنے والے لوگ گرمیوں کی طرح پنکھے سے آپ کو ہوا دے رہے ہوتے تھے۔

آپ کی ٹوپی مبارک

شیخ ابو عمر وصیر یفینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے ارشاد فرمایا...... زود باش کہ خدا تعالیٰ ترا مریدے بدہد نام دے عبدالغنی بن نقطہ کہ مرتبے وے بلند تر باشد از بسیارے اولیاء و خدا تعالیٰ بوے مفاخرت کند بر ملائکہ...... عنقریب تم کو اللہ تعالیٰ مرید دے گا جس کا نام عبدالغنی بن نقطہ ہوگا جس کا رتبہ بہت سے اولیاء اللہ سے بلند تر ہوگا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ملائکہ پر فخر کرے گا۔ بعد ازاں آپ نے اپنی ٹوپی میرے سر پر رکھ دی۔ خوشی و خنکی آں بدماغ من رسید واز دماغ بدل ملکوت۔ بر من کشف گشت شنیدم کہ عالم وآنچہ در عالم است حق تعالیٰ سبحانہ میگوید۔ ٹوپی رکھنے کی خوشی اور اس کی ٹھنڈک میرے دماغ میں پہنچی اور دماغ سے دل تک عالم ملکوت کا حال مجھ پر واضح ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ (نفحات الانس)

آپ کی قمیض مبارک کی برکت

ایک دفعہ حضرت علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ کو سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور آپ شیخ علی بن ابی نصر الہیتی سے بہت محبت رکھتے تھے ان کی رعایت سے آپ شیخ علی بن ادریس یعقوبی کے ساتھ نہایت تکلف سے پیش آئے اور از راہِ شفقت اپنی قمیض اتار کر انہیں پہنا دی پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا علی تم نے تندرستی کی قمیض پہن لی۔

شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ اس قمیض مبارک کو پہنے ہوئے آج مجھے 65 برس ہو چکے ہیں لیکن آج تک مجھے کوئی بیماری نہیں ہوئی۔ (قلائد الجواہر)

خوراک

غرباء و مساکین کیلئے تو آپ کا دستر خوان نہایت وسیع تھا لیکن اپنی خوراک بہت کم اور سادہ ہوتی تھی۔ اسے روکھی سوکھی کہنا زیادہ موزوں ہوگا اکثر فاقہ کرتے اور ہفتہ میں صرف دو دِن یعنی دوشنبہ اور جمعہ کو کھانا تناول فرماتے۔ کھانا اکثر بلا نمک ہوتا تھا اور کھانے میں سے مرغن ولذیذ اشیاء یعنی گھی، دودھ اور گوشت اکثر چھوڑ دیتے تھے۔ یہ آپ کی عام خوراک تھی۔ ورنہ کبھی کبھار عمدہ سے عمدہ غذا بھی کھا لیتے اور پر تکلف دعوت بھی تناول فرما لیتے تھے۔

خوشبو کا استعمال

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرح آپ کو بھی خوشبو بہت پسند تھی طبعاً عفونت اور بدبو سے سخت متنفر تھے ہر روز غسل فرماتے اور خوشبو وعطر لگا کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

آپ کے معمولات کے متعلق روایات

ابوصالح کا بیان ہے کہ میرے والد عبدالرزاق نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن کا کہنا ہے کہ ہمیں شیخ عمر بزاز نے خبر دی۔ ابوزید کہتے ہیں کہ ہمیں ابواسحاق ابراہیم بن سعید رازی نے خبر دی کہ ہمارے شیخ سیّدی محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ علماء کا لباس پہنتے تھے آپ طیلسان اوڑھتے اور خچر پر سواری کرتے آپ بلند کرسی پر بیٹھ کر کلام فرماتے آپ کے کلام میں طنطنہ اور تیزی ہوتی۔ آپ کی بات توجہ سے سنی جاتی، جس وقت آغاز کرتے خاموشی چھا جاتی اور جس بات کا حکم کرتے اسے بجالانے میں لوگ جلدی کرتے۔ سخت دل آدمی آپ کو دیکھ لیتا تو نرم اور منکسر ہو جاتا اگر تو حضرت شیخ کو دیکھ لے تو گویا سارے جہان کے لوگوں کو دیکھ لے آپ جب نمازِ جمعہ کی خاطر مسجد کی طرف نکلتے تو بازاروں میں لوگ ٹھہر جاتے اور آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالی سے اپنی حاجتیں طلب کرتے۔ دنیا میں آپ کا شہرہ تھا آپ کا طریقہ حسن خلقی اور خاموش تھا۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن آپ مسجد میں چھینکے تو آپ کی چھینک کے جواب میں ہر طرف سے یرحمك الله 'اللہ آپ پر رحم کرے' و یرحم بك 'اور اللہ آپ کی برکت سے لوگوں پر رحم فرمائے' کا شور اٹھا۔ اس وقت خلیفہ مستنجد باللہ عباسی جامع مسجد کے مقصورہ میں موجود تھا اس نے گھبرا کر پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ اسے بتایا گیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ چھینکے ہیں...... وہ سن کر دہشت زدہ رہ گیا۔

شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی صوفی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ انتہائی پر ہیبت اور رعب دار شخصیت کے مالک تھے جس وقت آپ کسی کی طرف نگاہ اٹھاتے تو یوں لگتا کہ یہ شخص کانپنے لگے گا اور بسا اوقات واقعی لوگ ایسے کانپنا شروع کر دیتے تھے۔ آپ جس وقت بیٹھتے تو لوگوں کی ایک جماعت ایسی آپکو گھیر لیتی جو دیکھنے میں شیر معلوم ہوتے تھے یہ لوگ آپ کے احکام بجالانے اور فرمان کی پیروی کرنے کے سلسلے میں اشارہ آبرو کے منتظر ہوتے تھے۔

شیخ ابوعمر وعثمان حریفینی کا بیان ہے کہ شیخ بقا، شیخ علی بن ہیتی اور شیخ ابوسعد قیلوی (رحمہم اللہ تعالی) ایسے مشائخ جس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خانقاہ میں آتے تو اس کے دروازے جھاڑ دیتے اور چھڑکاؤ کرتے اور اندر داخل ہونے کیلئے اجازت طلب کرتے۔ اجازت ملنے پر جب یہ حضرات داخل ہوتے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ حضرت شیخ انہیں بیٹھنے کا حکم فرماتے پھر یہ حضرات پوچھتے کہ ہمیں امان ہے؟ ارشاد ہوتا تمہیں امان ہے۔ اس کے بعد باادب ہو کر یہ لوگ بیٹھ جاتے۔ جس وقت آپ سوار ہوتے اگر ان میں سے کوئی صاحب موجود ہوتے وہ آپ کے آگے غاشیہ کو اٹھا کر چند قدم چلتے اگرچہ آپ ایسا کرنے سے انہیں روکتے مگر وہ یہی جواب دیتے کہ یہی تو وہ ذریعہ ہے جس سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

عبادات

عبادتِ الٰہی سے آپ کو خاص شفقت تھی آپ کے مجاہدات وریاضات کا حال پیچھے بیان ہو چکا ہے، مجاہدات وریاضات کے بعد جب آپ نے احیائے دین کی جدوجہد کا آغاز فرمایا تو اس وقت بھی عبادت کے ذوق وشوق میں مطلق فرق نہ آیا، ہمیشہ باوضو رہتے، جب حدث لاحق ہوتا تو اسی وقت تازہ وضو فرماتے اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتے، شب بیداری کی یہ کیفیت تھی کہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ پندرہ برس تک یہ حال رہا کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو جاتے اور قرآن شریف پڑھتے پڑھتے صبح کر دیتے تھے۔ اکثر ایک تہائی رات میں دو رکعت نفل ادا کرتے، ہر رکعت میں سورۂ رحمٰن یا سورۂ مزمل کی تلاوت کرتے۔ اگر سورۂ اخلاص پڑھتے تو اس کی تعداد سو بار سے کم نہ ہوتی اگر یہ تقاضائے بشری سونا ناگزیر ہوتا تو اوّل شب کسی قدر سو رہتے، پھر جلد ہی اٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ غرض آپ کی راتیں مراقبہ، مشاہدہ اور یادِ الٰہی میں گزرتی تھیں۔ نیند آپ سے کوسوں دور رہتی تھی۔ خود فرماتے ہیں کہ مجھے دردِ عشق نیند سے مانع ہے رات کے وقت دولت کدہ سے باہر تشریف نہ لاتے۔ خواہ خلیفہ ہی ملاقات کیلئے کیوں نہ حاضر ہوتا۔

روزے نہایت کثرت سے رکھتے تھے بعض دفعہ کئی کئی دن تک مسلسل ایک ہی روزہ رکھتے اور پھر درختوں کے پتوں، جنگلی بوٹیوں اور گری پڑی مباح چیزوں سے روزہ اِفطار فرماتے، غرض قائم اللیل اور صائم فی النهار رہنا 'یعنی رات کو بیدار رہنا اور دِن کو روزے رکھنا' ...... آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الفتح مہروی کا بیان ہے کہ میں آپکی خدمت میں چند راتیں سویا، آپ کا یہ حال تھا کہ ایک تہائی رات میں نفل پڑھتے اور پھر ذِکر کا وِرد کرتے۔ وِرد یہ ہے: المحيط الرب الشهيد الحسيب الفعال الخالق البارئ المصور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کبھی آپ کا جسم لاغر ہو جاتا، کبھی فربہ، کسی وقت میری نگاہوں سے غائب ہو جاتے پھر تھوڑی دیر بعد وہاں موجود ہوتے اور قرآن کریم پڑھتے۔ یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا۔ سجدے بہت طویل کرتے۔ اپنے چہرے کو زمین پر رگڑتے، تہجد ادا فرماتے اور مراقبہ ومشاہدہ میں طلوع فجر تک بیٹھے رہتے پھر نہایت عجز ونیاز اور خشوع سے دعا مانگتے۔ اس وقت آپ کو ایسا نور ڈھانپ لیتا کہ نظروں سے غائب ہو جاتے، یہاں تک کہ نماز فجر کیلئے خلوت کدے سے باہر نکلتے۔

سلاسل طریقت میں غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیض

طریقت کے چار سلسلے عرب وعجم میں مشہور ہیں ۔ یہ سلسلے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے ناموں سے معروف ہیں۔ قادریہ سلسلہ کے بانی تو آپ بذاتِ خود حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہیں کیونکہ اس سلسلہ کا اجراء آپ کے اسمِ گرامی کی نسبت سے ہوا ہے دیگر سلاسل یعنی چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے اکابر بزرگوں کو بھی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ اقدس کی توجہ سے بے پناہ فیوض وبرکات حاصل ہوئے اس لئے آپ کا فیض چہار سلاسل ہی میں پھیلا ہوا ہے دیگر سلاسل کے جن بزرگوں نے سلسلہ قادریہ سے فیض حاصل کیا، وہ حسب ذیل ہیں......

۱ ...... حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس دور میں سیاحت کرتے ہوئے بغداد تشریف لے گئے تو آپ کی ملاقات حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی اور پانچ ماہ تک آپ ان کے پاس رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک پہاڑ میں ملاقات ہوئی اور خواجہ صاحب آپ کی صحبت میں ستاون دِن رہے اور آپ سے بے شمار فیوض وبرکات حاصل کئے۔

خواجہ محمد گیسودراز نے لطائف الغرائب میں لکھا ہے کہ جب خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خراسان کی پہاڑی پر بیٹھے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ کو روحانی طور پر سن کر گردن خم کرنے میں سبقت کی اور کہا کہ آپ کا قدم نہ صرف میری گردن پر ہے بلکہ آنکھوں کی پتلیوں پر بھی ہے، تب حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوش ہوکر کہا کہ غیاث الدین کا لڑکا (معین الدین) گردن خم کرنے میں سبقت لے گیا اور حسن ادب کی وجہ سے اللہ اور رسول کا محبوب بن گیا اور عنقریب اس کو ولایت ہند کی باگ ڈور دی جائے گی۔

۲...... حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک جماعت کیساتھ کھڑے تھے کہ بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوا کو سونگھا اور فرمایا کہ میرے وصال کے ایک سو ستاون سال بعد ایک مرد قلندر محمدی مشرب بہاء الدین محمد نقشبندی ہوگا جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تفریح الخاطر)

منقول ہے کہ جب خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرشد سیّد امیر کلال سے تلقین کی تو انہوں نے اسم ذات کے ورد کرنے کا حکم دیا لیکن آپکے دل میں اسم اعظم کا نقش نہ جما۔ جس سے آپ کو پریشانی ہوئی اسی گھبراہٹ میں جنگل کی طرف نکلے راستے میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اسم اعظم حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا، آپ بھی ان کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسری رات حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے اسم اعظم کو خواجہ صاحب کے دل پر جما دیا۔ کیونکہ ہاتھ کی پانچ انگلیاں لفظ اللہ کی شکل ہیں اور اسی وقت آپ کو اللہ کا دیدار ہوگیا اور اسی سبب سے آپ کا لقب نقشبند مشہور ہوگیا جب اس بات کا لوگوں میں چرچا ہوا تو انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا...... آپ نے فرمایا یہ اس مبارک رات کے فیوض و برکات ہیں جس میں کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ پر عنایت فرمائی۔

آپ سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان قدمي هذه ... کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کا قدم مبارک میری گردن بلکہ میری آنکھوں پر ہے۔

۳...... حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی میں علم کلام سے مجھے بڑی دلچسپی تھی بہت سرگرمی سے میں حاصل کر رہا تھا کئی کتابیں مجھے حفظ ہوگئی تھیں اور میں نے اس میں درجہ اجتہاد حاصل کرلیا تھا میرے چچا شیخ نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ کو اس سے باز رہنے کی تاکید کرتے تھے لیکن میں باز نہیں آتا تھا۔

ایک روز وہ مجھے سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ آستانہ عالیہ سے جب قریب ہوئے تو کہنے لگے کہ اس وقت ہم ایک سچے اور حقیقی نائب رسول کی بارگاہ میں داخل ہو رہے ہیں جس کے قلب اطہر پر تجلیات الٰہی ہر وقت کامل طور پر جلوہ فگن رہتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ مؤدب وہوشیار رہیں تاکہ ہم فیوض وبرکات سے محروم نہ واپس ہوں۔

یہی خیال وتصور لئے ہوئے ہم بارگاہ گرامی میں حاضر ہوئے، قدرے توقف کے بعد چچا محترم نے عرض کیا یہ میرا بھتیجا علم کی تحصیل میں محو رہتا ہے اور میری سخت تاکید کے باوجود نہیں مانتا۔ یہ سن کر سرکار غوث اعظم نے اپنا دست مبارک جو میرے سینہ پر رکھا تو میرے سینہ سے علم کلام کافور ہوگیا مجھے جو کچھ یاد تھا سب بھول گیا، اپنی یہ کیفیت دیکھ کر مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ آپ نے فوراً میری بددلی کو محسوس فرمالیا اور مسکرانے لگے...... معاً میں بھی شاد ہوگیا کہ اسی وقت آپ کی توجہ سے میرے قلب کے اوپر علم لدنی کے دروازے کھل گئے اور علم وحکمت کی روشنی چمکنے لگی اس کے بعد فرمایا کہ عمر اب تم مشاہیر عراق میں سے ہوگئے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر سہروردی ایک جدید سلسلہ معرفت کے بانی کی حیثیت سے دنیائے اسلام میں مشہور ہوئے اور عرصہ دراز تک بغداد مقدس میں آپکی دھوم رہی۔ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ ہی کا بول بالا اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی مخلوق آپ کی جانب راغب ہوئے۔ (قلائد الجواہر)

٤...... حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تفریح الخاطر میں اسرار السالکین کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور سفر طے کرکے بغداد شریف پہنچے تو اس وقت حضرت سیّد عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سجادہ نشین تھے انہوں نے آپ کو بلانے کیلئے ایک خادم بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے شیخ مجھے کیسے جانتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ آپ کو اس روز سے جانتے ہیں جب سے کہ آپ ہندوستان سے چلے ہیں...... تب ان کے ارشاد کے مطابق تشریف لائے۔ سیّد عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دست مبارک سے سلسلہ قادریہ کی خلافت واجازت عنایت کرتے ہوئے خرقہ پہنایا۔